www.besturdubooks.wordpress.com

www.besturdubooks.wordpress.com

فہرست

www.besturdubooks.wordpress.com

www.besturdubooks.wordpress.com

www.besturdubooks.wordpress.com

www.besturdubooks.wordpress.com

www.besturdubooks.wordpress.com

www.besturdubooks.wordpress.com

www.besturdubooks.wordpress.com

❁❁❁❁

www.besturdubooks.wordpress.com

عرضِ ناشر

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کے علوم ومعارف پر مبنی بیانات کو شائع کرنے کا یہ سلسلہ خطباتِ فقیر کے عنوان سے 1996ء بمطابق ۱۴۱۷ھ میں شروع کیا تھا اور اب یہ اکتیسویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند سے بلند تر اور فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے کچھ یہی حال حضرت دامت برکاتہم کے بیاناتِ حکمت ومعرفت کا ہے۔ ان کے جس بیان کو بھی سنتے ہیں ایک نئی پروازِ فکر آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ کوئی پیشہ ورانہ خطابت یا یاد کی ہوئی تقریریں نہیں ہیں بلکہ حضرت کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر آپ تک پہنچ رہا ہوتا ہے۔ بقولِ شاعر ؎

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ خانہ

چونکہ یہ صاحبِ دل کی بات ہوتی ہے اس لیے دلوں میں اثر کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت کے بیانات کو ایک قبولیتِ عامہ حاصل ہے۔ حضرت کے بیانات سے علما بھی مستفید ہوتے ہیں عوام بھی مستفید ہوتے ہیں۔ بڑے بھی رہنمائی حاصل کرتے ہیں، چھوٹے بھی سبق حاصل کرتے ہیں۔ مردوں کے دل کی دنیا بھی بدلتی ہے، خواتین کی

www.besturdubooks.wordpress.com

انتخابِ لاجواب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْبَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا﴾ (ال عمران:۱۶۱)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ٥ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ٥

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْبَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا﴾ (ال عمران:۱۶۴)

اللہ رب العزت نے انسان کو بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے، ارشاد فرمایا:

﴿ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ (النحل:۱۸)

''اگر تم اللہ رب العزت کی نعمتوں کو گننا بھی چاہو تو تم ان کو گن ہی نہیں سکتے''

ان اَن گنت نعمتوں پر اللہ رب العزت نے احسان نہیں جتایا۔ انسان کو بینائی دی، سماعت دی، گویائی دی، عقل کے نور سے نوازا، جسم میں بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں اور انسان کے لیے اللہ رب العزت نے ہوا بنائی، روشنی بنائی، زمین پھیلائی، آسمان بنایا، پانی دیا، انسان کو کھانے کے لیے پھل دیے، دیکھنے کے لیے پھول دیے۔ اتنی نعمتیں اللہ رب العزت نے دیں مگر کسی نعمت پر اللہ رب العزت نے اپنا احسان نہیں جتایا۔ سوائے ایک نعمت کے کہ وہ نعمت بھی ایسی کہ واقعی اللہ رب العزت

www.besturdubooks.wordpress.com

کے خزانے میں ایک ہی تھی، اور وہ ہے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کا دنیا میں تشریف لانا۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا﴾ (آل عمران:۱۶۱)

''تحقیق کہ اللہ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا، جب اس نے ان میں اپنے رسول کو مبعوث فرمایا''

تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری اللہ رب العزت کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ہے۔

بے مثال سیرت:

اس لیے نبی علیہ السلام کی سیرت کی مثال سمندر کی مانند ہے، جیسے سمندر کی گہرائیوں کو ناپنا انسان کے بس میں نہیں اسی طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرتِ مبارکہ کا بیان کرنا انسان کے بس کی بات ہی نہیں۔ چنانچہ کہنے والوں نے بھی یہی کہا۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثنا کما کان حقہ
بعداز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کہ مختصر بات یہی ہے کہ اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ اللہ رب العزت کے بعد آپ کا درجہ ہے۔

نبی علیہ السلام کی سیرت آسمان کی مانند ہے، انسان شہر میں ہو، جنگل میں ہو، وادی میں ہو، پہاڑ کی چوٹی پر ہو، جہاں بھی ہو، سر اٹھا کر دیکھے اسے آسمان نظر آتا ہے۔ اسی طرح انسان اپنی زندگی کے جس موڑ پر بھی ہو، لڑکپن میں ہو، جوانی میں ہو، بڑھاپے

www.besturdubooks.wordpress.com

میں ہو، ازدواجی زندگی ہو، کام کاروبار ہو، اجتماعی زندگی ہو، جس سمت سے بھی ہو، ذرا سا سر اٹھا کر جو دیکھے تو اس کو نبی علیہ السلام کی سیرت آسمان کی طرح نظر آتی ہے اور اس کو ہدایت مل جاتی ہے۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک انوکھا پہلو:

چنانچہ سیرت بیان کرنے کے لیے علما نے انوکھے انداز اختیار کیے مگر سچی بات یہ ہے کہ حق ادا کوئی بھی نہ کر سکا۔ آج ہم سیرت کو ایک اور عنوان سے دیکھتے ہیں کہ اللہ رب العزت کا یہ انتخاب لاجواب تھا۔

اس کی مثال یوں سمجھیے! کہ اگر کوئی ماں مال پیسے والی ہے اور اسے اپنی بیٹی کا جہیز بنانا ہے تو محبت کی وجہ سے وہ بیٹی کا جہیز ایسا بنائے گی کہ ایک ایک چیز چنی ہوئی ہوگی۔ فرنیچر بہترین ہوگا، کپڑے بہترین ہوں گے، زیورات بہترین ہوں گے، گاڑی بہترین ہوگی، غرض کہ وہ اگر رشتہ بھی دیکھے گی تو بہترین دیکھے گی۔ اپنی بیٹی کے لیے اس کا ہر چیز کا انتخاب بہترین ہوگا۔ اس مثال کو سامنے رکھتے ہوئے یوں سوچیے! کہ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا تو اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہر بہترین چیز کو چنا۔ جو چیز بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی وہ سب سے بہترین تھی۔ اسی پہلو سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کو آج ہم ایک طالب علم کی حیثیت سے دیکھیں گے اور سٹڈی کریں گے۔

قیمتی چیز طلب سے ملتی ہے:

چنانچہ عام دستور یہی ہے کہ انسان کے پاس کم قیمت چیز ہو تو بن مانگے دے دی جاتی ہے لیکن قیمتی چیز ہو تو انسان چاہتا ہے کہ کوئی مانگے طلب کا اظہار کرے پھر اسے

www.besturdubooks.wordpress.com

دی جائے گی۔ چنانچہ باقی انبیا جتنے بھی دنیا میں تشریف لائے، ان کو اللہ رب العزت نے ازخود دنیا میں بھیجا لیکن جب اللہ رب العزت کے حبیب ﷺ نے دنیا میں آنا تھا تو اللہ نے پسند کیا کہ مجھ سے مانگا جائے۔ چنانچہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب بیت اللہ کو تعمیر کیا تو حکم ہوا کہ میرے ابراہیم خلیل اللہ! آپ نے میرا گھر بنا دیا اب آپ مجھ سے انعام مانگیے کیا مانگتے ہیں؟ تو ابراہیم خلیل اللہ نے دعا مانگی: اے رب کریم! میں نے مسجد بنا دی، عبادت کرنے والے، عبادت سکھانے والے کو بھیج دیجیے۔ میں نے مدرسہ بنا دیا، قرآن پڑھانے والے کو بھیج دیجیے! قرآن مجید میں ہے کہ انہوں نے یہ دعا مانگی:

﴿ربنا وابعث فیھم رسولا﴾ (البقرۃ:۱۲۹)

یوں سمجھیں کہ انہوں نے فرمایا: اے اللہ! میں اللہ! اپنے حبیب ﷺ کو بھیجیں! یہ آمنہ کا لال مانگتا ہوں۔ میں وہ نعمت آپ سے دنیا کا مال نہیں مانگتا بلکہ میں آپ سے مانگتا ہوں جو تیرے خزانے میں بھی ایک ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کی دو دعائیں:

دیکھیے! ابراہیم علیہ السلام کی دو دعائیں۔ ایک دعا میں انہوں نے اولاد مانگی، اللہ نے اسمٰعیل دے دیے۔ اسمٰعیل میں دو حروف ہیں، بلکہ دو لفظ ہیں۔ اسمع کے معنی ہوتے ہیں ''تو سن'' عیل کا معنیٰ ہوتا ہے ''اے اللہ!'' یعنی اے اللہ! سن لے۔ اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل علیہ السلام عطا فرمائے، پھر ان کی اکتالیسویں پشت میں اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو بھیجا۔

چنانچہ دعا مانگنے والے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام، آمین کہنے والے اسماعیل ذبیح اللہ، اس دعا کو جہاں مانگا اس جگہ کا نام بیت اللہ اور جس سے مانگی اس پروردگار کا نام

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ۔ اور کیا مانگا؟ اللہ کا حبیب۔ تو اللہ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بھیجا۔

دیکھیے ابراہیم علیہ السلام کو دو نعمتیں ملی تھیں ایک زم زم والا ملا (اسماعیل علیہ السلام) دوسرے کوثر والے ملے، اللہ کے حبیب علیہ السلام۔ اسماعیل علیہ السلام اللہ کے محب بنے کہ اللہ کے نام پر قربان ہونے کو تیار اور اللہ کے حبیب ﷺ اللہ کے محبوب بنے۔ سبحان اللہ کیا کیا نعمتیں ملیں۔ ایک ذبیح اللہ ملا اور دوسرا حبیب اللہ ملا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو قبول فرمالیا۔

اب عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی مجلس ہو پروگرام چلتا رہتا ہے لیکن جب مہمان خصوصی نے آنا ہوتا ہے تو اس سے پہلے اعلان کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے یہ پسند فرمایا کہ جب میرے حبیب ﷺ اس دنیا میں تشریف لانے والے ہوں گے تو ان کے آنے سے پہلے اعلان ہوگا۔

مہمانِ خصوصی کی آمد کا اعلان:

چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے منتخب فرمایا کہ آپ دنیا میں جایئے میرے حبیب ﷺ کے آنے کا اعلان کیجیے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اعلان کیا کہ میرے بعد رسول آئیں گے۔

﴿يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ (الصف:٦)

کہ جن کا نام احمد ہوگا۔ سبحان اللہ! اللہ کے حبیب ﷺ کی شان دیکھیے! کہ ان کے آنے سے پہلے ایک پیغمبر علیہ السلام آئے اعلان کرنے کے لیے۔ یہ بھی آپ سمجھتے ہیں کہ جب مہمان خصوصی کے آنے سے پہلے اعلان کیا جاتا ہے تو پھر مہمان خصوصی آتا ہے، اپنا بیان کرتا ہے اور جب چلا جاتا ہے تو پھر اعلان کرنے والا مجلس کو Wind up (برخاست) کرتا ہے۔ اللہ رب العزت نے بھی یہی معاملہ فرمایا کہ حضرت عیسیٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

علیہ السلام کو اللہ نے آسمانوں پر بلا لیا اور نبی علیہ السلام کی امت کا جب آخری وقت ہوگا تو اللہ رب العزت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوبارہ بھیجیں گے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو ہی دنیا میں آگے بڑھائیں گے اور مجلس کے اختتام کا گویا اعلان کریں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد بہترین:

سبحان اللہ۔ اللہ رب العزت کی رحمت دیکھیے! کہ اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لانا تھا تو اللہ رب العزت نے جس جس کو منتخب کیا وہ واقعی اپنی جگہ پر بہترین تھے۔ ابراہیم علیہ السلام کو چنا۔ یہ بزرگی والے۔ ابراہیم کے لفظ کا معنیٰ ہے بزرگی والا، یعنی بزرگی والی شخصیت کو چنا۔ اور وہ ایسی بڑی شخصیت تھی کہ سب بڑے مذاہب کے ساتھ تصدیق ہوا کہ وہ بزرگی والے ہیں۔ چنانچہ مسلمان، عیسائی، یہودی، تینوں مذاہب والے ابراہیم علیہ السلام کا عزت واحترام کرتے ہیں۔

نبی علیہ السلام کی زبان بہترین:

پھر آگے دیکھیے کہ جب نبی علیہ السلام تشریف لائے تو اللہ رب العزت نے آپ کے لیے عربی زبان کو پسند کیا۔ عبرانی زبان بھی تو ہوسکتی تھی، سریانی زبان بھی تو ہوسکتی تھی، کوئی اور علاقائی زبان بھی ہوسکتی تھی، مگر سب زبانیں اس قابل نہیں کہ احساسات اور جذبات کو صحیح طرح ایکسپریس کرسکیں، زبانوں میں عربی زبان ایسی ہے جو اپنی فصاحت اور بلاغت میں اپنی مثال آپ ہے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ)) (بحر العلوم: ۳۰/۱۴۲)

''میں فصیح عربی زبان بولنے والا بنا کر دنیا میں بھیجا گیا ہوں''

چنانچہ فصاحت اور بلاغت کے بارے میں ایک شعر سنیے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سمجھ میں صاف آجائے فصاحت اس کو کہتے ہیں
اثر ہو سننے والے پر بلاغت اس کو کہتے ہیں

اس لیے عربوں کو اپنی زبان پر اتنا ناز تھا کہ وہ باقی لوگوں کو عجمی یعنی گونگے کہا کرتے تھے کہ یہ تو اپنی Feelings (احساسات) کو Express (بیان) کرہی نہیں سکتے۔ اور واقعی اگر آپ اس کی مثالیں دیکھیں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ عربی میں تھوڑے لفظوں میں زیادہ مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ نے کسی کو کہنا ہے کہ نماز پڑھو، تو انگلش میں آپ یوں کہیں گے Offer the prayer تم اپنی نماز پڑھو! اگر یہی الفاظ اردو میں کہنے ہیں تو کہا جائے گا'' نماز پڑھو!'' تو انگریزی میں تین لفظ استعمال ہوئے، اردو زبان میں دو لفظ استعمال ہوئے اور اگر عربی میں کہنا ہے تو اتنا ہی کہنا پڑے گا کہ'' صَلِّ ''۔ ایک لفظ تین الفاظ کا مفہوم اور معنیٰ بیان کر دیتا ہے۔ اس لیے عربی زبان کے اندر بہت گہرائی ہے۔ تو قرآن مجید کی یہی شان ہے کہ یہ مختصر کلام ہے مگر اس کی تفصیلات اتنی ہیں کہ گویا سمندر کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔ تو دیکھیے! اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے جس زبان کو چنا وہ زبانوں میں سب سے بہترین زبان تھی۔

شہرِ ولادت بہترین:

پھر اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو جس جگہ پیدا فرمایا وہ مکہ مکرمہ کا شہر ہے۔ مشرق میں بھی پیدا ہو سکتے تھے، مغرب میں بھی ہو سکتے تھے، شمال جنوب میں بھی ہو سکتے تھے، مگر ہر جگہ کی اپنی اہمیت ہوتی ہے۔ کبھی آپ دنیا کے جغرافیے کو سامنے رکھ کر دیکھیں تو آپ کو جزیرۂ عرب یوں نظر آئے گا کہ یہ تین طرف سے تو پانی سے گھرا ہوا ہے اور اوپر ایک طرف سے زمین کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ جس طرح انسان کے جسم

www.besturdubooks.wordpress.com

میں دل ہوتا ہے، لٹک رہا ہوتا ہے، صرف ایک طرف سے بدن کے ساتھ جڑا ہوتا ہے۔ یہ دل جب تک دھڑکتا ہے اس وقت تک انسان کی زندگی رہتی ہے، جب یہ دھڑکنا بند ہو جاتا ہے تو انسان کی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ دنیا کے نقشے کو دیکھیے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جزیرۂ عرب پوری دنیا میں Geographic Heart جغرافیائی دل ہے۔ اس لیے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے سب آخری نشانی یہ ہے کہ اللہ رب العزت کے گھر کو گرایا جائے گا۔ تو پھر اس کے بعد اللہ رب العزت اس پوری دنیا کو ختم فرما دیں گے۔ تو یہ جغرافیائی دل ہے، جب تک یہ دھڑکتا رہے گا اس وقت تک دنیا کی بقا رہے گی۔

مکہ مکرمہ......امن کا شہر:

دیکھیے! امن کا شہر مکہ مکرمہ، اس کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تھی۔

﴿رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا آمِنًا﴾ (البقرۃ:۱۲۶)

''اے اللہ! اس شہر کو امن والا بنا دیجیے''

تو اللہ رب العزت نے اس وقت سے اس کو امن والا شہر بنایا۔ تو پھر نبی علیہ السلام نے اس امن والے شہر میں حجۃ الوداع کے موقع پر امن کا ایسا اعلان کیا کہ آج تک یہ خطہ امن کے ساتھ ہی موجود ہے۔ چنانچہ اگر بیرونی طور پر کچھ لوگ یہاں آ کر فساد مچا سکتے تھے تو اللہ رب العزت نے اس کے پہاڑوں کو ایسا بنایا کہ '' وَادٍ غَيْرَ ذِيْ زَرْعٍ '' کہ سبزے کا نام ونشان ہی نہیں، خشک پہاڑ۔ چنانچہ جس زمانے میں قیصر اور قصریٰ کی حکومتیں تھی اور دنیا پر ان کا راج تھا، وہ جزیرۂ عرب کی طرف دھیان ہی نہیں دیتے تھے کہ یہاں تو پانی نہیں، کاشت نہیں، سبزہ نہیں۔ ہم نے یہاں کیا کرنا ہے؟ گویا اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ نے اس طرح سے اس علاقے کو ان ملکوں کی دست برد سے محفوظ رکھا۔ اور یہ امن کا علاقہ ہے اور اگر کسی نے اس کے امن کو خراب کرنے کی کوشش کی جیسے ابراہ نے کوشش کی تھی تو اللہ نے اس کے ہاتھی والے لشکر کو پرندوں کے ذریعے سے ختم کروا دیا۔ امن ختم کرنے کی کوئی بھی کوشش کسی کی کامیاب نہ ہوسکی، چنانچہ یہ امن والا شہر ہے۔

آج بھی دیکھیے! اس امن والے شہر کی کیا شان ہے؟ لاکھوں لوگ حج کے موقع پر آتے ہیں، بسا اوقات ستر لاکھ لوگ اس شہر میں جمع ہوتے ہیں اور شہر کی اپنی آبادی اس کے علاوہ اور اتنے بڑے شہر کا اس وقت بھی پر امن رہنا یہ اللہ رب العزت کی کتنی بڑی نعمت ہے؟

مکہ مکرمہ......وسطِ عالم:

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو ایسی جگہ بھیجا جو دنیا کا علاقائی دل ہے۔ اگر زمین کے نقشے کو پھیلا کر دیکھیں تو یہ جگہ وسط بنتی ہے۔ چنانچہ بیت المقدس، بلاد شام یہ وسط دنیا نہیں ہے لیکن مکہ مکرمہ بالکل وسطِ دنیا بنتا ہے۔ صرف اس لیے کہ یہ اوّلِ عالم تھا، مرکزِ عالم تھا، وسطِ عالم تھا۔

جیسے پانی کہیں کھڑا ہو اور تالاب کے اندر درمیان میں کنکری پھینکیں تو جو لہریں پیدا ہوتی ہیں تو مرکز سے چل کر پورے کناروں تک پھیل جاتی ہیں۔ اللہ رب العزت نے بھی اپنے حبیب ﷺ کو دنیا کے مرکز میں بھیجا کہ میرے حبیب ﷺ کا نور یہاں سے جو پھیلے گا تو دنیا کے چاروں کونوں تک پھیل جائے گا۔ تو اس کا مطلب یہ کہ جگہ کا بھی بہترین انتخاب کیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مکہ مکرمہ کا موسم بہترین:

پھر مکہ مکرمہ کا موسم بھی بہترین ہے۔ دیکھیے! بعض ایسے ممالک ہیں جہاں بہت بارشیں ہوتی رہتی ہیں اور ٹھنڈے ممالک ہیں۔ اب اگر مکہ مکرمہ کا موسم ویسا ہوتا تو حج کے موقعہ پر اتنی بیماریاں پھیلتیں کہ الامان۔ اللہ رب العزت نے موسم ایسا بنایا کہ گرمی ہے لیکن لاکھوں لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور ان کا جتنا بیکٹیریا ہوتا ہے، گرمی کی وجہ سے Kill ہو جاتا ہے۔ ایک دوسرے کی بیماریاں دوسروں کو ٹرانسفر ہی نہیں ہوتیں، سبحان اللہ۔ موسم بھی ایسا کہ بہترین، مناسب اور جگہ بھی اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے بہترین چنی۔

مکہ مکرمہ کے اوقات بہترین:

دنیا میں کئی علاقے ہیں جہاں پر چھ مہنے دن اور چھ مہینے رات ہوتی ہے اور یہاں دیکھو Allmost (تقریباً) آدھا دن اور آدھی رات۔ تھوڑا آگے پیچھے موسم کے اعتبار سے ہوتا ہے تو ہر لحاظ سے یہ دنیا کا بہترین موسم اور بہترین جگہ، ایک مرکز جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے پسند فرمایا۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قبیلہ بہترین:

اگلا پوائنٹ دیکھیے! کہ اللہ کے حبیب ﷺ عربوں کے کسی بھی قبیلے میں پیدا ہو سکتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں چوالیس قبیلے تھے بنو ثقیف، بنو نضیر، بنو خضرج، بکر بن وائل کا قبیلہ اور کئی دوسرے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی قبیلے میں اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کو پیدا نہیں فرمایا بلکہ قریش میں پیدا کیا۔ قریش کا لفظ قرش سے بنا، وہ جگہ جو حرکت نہ کرے۔ گویا اس قبیلے کو قریش جو کہتے تھے تو ان کی

www.besturdubooks.wordpress.com

مستقل مزاجی کی وجہ سے کہتے تھے، مستحکم قبیلہ۔ سب سے بہترین قبیلے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو پیدا فرمایا۔ پھر قبیلے کی آگے شاخ دیکھیے ! بنو ہاشم ہے۔ بنو ہاشم مہمان نواز قبیلہ کہلاتا تھا۔

دادا کا انتخاب بہترین:

اور ذرا آگے جایئے ! اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے دادا کا انتخاب فرمایا، عبدالمطلب ۔ یہ بیت اللہ کے والی تھے، بیت اللہ کے خدمت گار تھے، متولی تھے، سبحان اللہ ! کیونکہ اللہ رب العزت نے ان کو حبیب ﷺ کا دادا بنانا تھا، ان کو بیت اللہ کی چابیاں ہی حوالے کر دیں۔ ایسی عزت والا خاندان۔

والد ماجد کا بہترین انتخاب:

پھر آگے دیکھیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے کس والد کو چنا؟ عبدالمطلب کے بارہ بیٹے تھے، بارہ میں سے کوئی بھی والد بن سکتے تھے۔ غور کیجیے! ان میں ایک کا نام تھا عبدالعزیٰ جسے ابولہب کہتے ہیں، ایک کا نام تھا عبدالشمس، ایک کا نام تھا عبدالحارث۔ اگر ان میں سے کوئی بنتے تو لوگ کہتے کہ جی ان کے باپ کا نام ہی بتوں کے نام پر تھا۔ ایک چچا نوفل تھے، اس کا معنیٰ سخت جگہ۔ ایک چچا حمزہ تھے، لمبی جگہ۔ ایک چچا عباس تھے یعنی پتھریلی جگہ۔ اگر نام دیکھے جائیں تو یا بتوں کے نام پر ہیں یا بے معنیٰ ہیں۔ ان سب بارہ بیٹوں میں سے ایک کا نام تھا عبداللہ، اللہ کا بندہ۔ سبحان اللہ! اللہ تیری شان پر قربان جائیں کہ آپ نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے کس والد کا انتخاب کیا اور ان کا نام کتنا خوبصورت! اللہ کا بندہ۔ کیونکہ اس آنے والے نبی امی نے اللہ کی بندگی جو سکھانی تھی۔ آج نبی علیہ السلام کو کوئی یہ طعنہ نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

دے سکتا کہ آپ کے والد کا نام تو بتوں کے نام پر ہے۔

چنانچہ عبدالمطلب کے بارہ بیٹوں میں سے عبداللہ سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ ایسا نور چمکتا تھا ان کے چہرے پر کہ لوگ حیران ہوتے تھے، حتیٰ کہ ایک عورت فاطمہ نے خود اپنے آپ کو نکاح کے لیے پیش کر دیا تھا۔

ابن ذبیحین:

اور عبداللہ ذبیح اللہ بھی تھے۔ وہ کیسے؟ عبدالمطلب زم زم کو تلاش کرنا چاہتے تھے مگر وہ ملتا نہیں تھا، تو انہوں نے منت مان لی کہ اگر زم زم مل گیا تو میں اس کے بدلے اپنے ایک بیٹے کو ذبح کروں گا۔ اللہ کی شان کہ زم زم مل گیا، چشمہ جاری ہو گیا، جس کے اوپر پتھر رکھا تھا وہ ہٹا دیا گیا۔ اب عبدالمطلب نے اپنی منت کو پورا کرنے کے لیے قرہ ڈالا تو قرہ عبداللہ کے نام نکلا۔ وہ چاہتے تھے کہ عبداللہ کو ذبح کریں، لیکن لوگوں نے مشورہ دیا کہ یہ اتنا خوبصورت اور اچھا بیٹا ہے اس کے بدلے آپ اونٹوں کو ذبح کر دیں۔

چنانچہ عبدالمطلب نے عبداللہ اور اونٹوں کے درمیان پھر قرہ ڈالا۔ پہلے دس اونٹوں کی نیت کی کہ دس کو قربان کروں یا عبداللہ کو، قرہ عبداللہ کے نام نکلا۔ پھر بیس اونٹوں کی نیت کی پھر تیس کی کی جتنی نیتیں کرتے رہے نام عبداللہ کا نکلتا رہا حتیٰ کہ جب سو اونٹوں کی نیت کی تو قرہ اونٹوں کے نام نکلا، چنانچہ عبدالمطلب نے سو اونٹوں کو قربان کیا۔ اس لیے حضرت عبداللہ کو ذبیح اللہ بھی کہا جاتا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک اعرابی نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس نے نبی علیہ السلام کو یوں کہا کہ یا ابن ذبیحین (اے دو ذبح ہونے والوں کے بیٹے!) نبی علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا: ہاں میرے اوپر کے بزرگوں میں اسماعیل علیہ السلام

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی ذبیح اللہ تھے اور میرے والد عبداللہ بھی ذبیح اللہ تھے۔ چنانچہ میرے دو والد ذبیح اللہ بنے۔ سبحان اللہ!

دیکھیے! لسانِ نبوت کا انتخاب بھی بہترین، جس جگہ پر پیدا ہوئے وہ جگہ بھی بہترین اور جس جگہ میں اتنا اللہ رب العزت نے خزانہ رکھا کہ آج پوری دنیا اس ملک کے خزانوں کے اوپر حیران ہے۔ پھر قبیلے کا انتخاب بھی بہترین، شاخ کا انتخاب بھی بہترین، دادا کا انتخاب بھی بہترین، اور پھر والد کا انتخاب بھی بہترین۔

والدہ ماجدہ کا انتخاب بہترین:

آیئے والدہ کی طرف ذرا دیکھیے! کہ والدہ مدینہ منورہ کی رہنے والی تھی اور وہاں پر کئی قبیلے عربوں کے تھے جیسے ''بنو ثقیف'' (چاقوؤں والا) ''بنو نضیف'' (کانٹوں والا) اس قسم کے کئی قبیلے تھے۔ لیکن ایک قبیلہ ایسا تھا جس کا نام تھا ''بنو زہریٰ'' (تازگی والا) نبی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ بنو زہریٰ قبیلہ سے تھیں۔ یعنی قبیلے کا نام بھی ایسا کہ بہترین نام، بہترین قبیلے کو چنا۔

پھر والدہ کا نام بھی بہترین، اس زمانہ میں عورتوں کے بہت سارے نام تھے۔ کئی تو بہت ہی عجیب ہوتے تھے، جیسے خنثیٰ (بدشکل)، حربیٰ (لڑنے والی) اور اسی طرح کے نام ہوتے تھے۔ مگر اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے جس کو والدہ کے طور پر چنا، اس کا نام تھا (آمنہ) یعنی امانت والی۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے اپنی امانت ان کے سپرد کرنا تھی، اس لیے اللہ رب العزت نے اس کا نام بھی آمنہ چنا کہ یہ امانت والی ہے میری امانت کی صحیح حفاظت کرے گی۔

بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ جب میں امید سے تھی تو اتنی برکتیں ہوتی تھیں، میں چلتی تھی تو درخت جھک جاتے تھے، میں زمزم بھرنے جاتی تھی تو زمزم کا پانی اوپر کنارے

www.besturdubooks.wordpress.com

کے قریب ہو جاتا تھا، مکہ مکرمہ کی دوسری لڑکیاں مجھے پکڑ لیتی تھیں آمنہ مت جاؤ! آپ کے جانے کے بعد پانی نیچے چلا جائے گا۔ وہ جتنی دیر کھڑی رہتی تھیں، پانی بھرنا آسان ہوتا تھا۔ تو برکتوں والی ہستی نے تشریف لانا تھا، اللہ نے اس امانت والی خاتون کے سپرد کیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا انتخاب بہترین:

نبی علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائے تو اب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ناموں میں سے بہترین نام کو پسند کیا۔ کون سا نام؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کا لفظی معنی ہے کہ وہ ہستی جس کی جتنی تعریف کی جائے کائنات میں کسی اور کی اتنی تعریف نہ کی گئی ہو۔ اور واقعی یہ بات حقیقت بھی ہے کہ جتنی نبی علیہ السلام کی تعریفیں ہوئی ہیں کسی کی تعریفیں اتنی نہیں ہوئیں۔ مخلوق نے بھی تعریف کی، خالق نے بھی تعریف کی، اپنوں نے بھی تعریف کی، غیروں نے بھی تعریف کی، سب سے زیادہ جس کی تعریف ہوئی وہ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آج پوری دنیا میں جہاں آذان ہوتی ہے نبی علیہ السلام کا نام اس میں لیا جاتا ہے، تعریف ہو رہی ہوتی ہے۔

دوسرا نام آپ کا احمد ہے۔ احمد کا معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا۔ واقعی کسی ہستی نے اللہ کی اتنی تعریف نہیں کی جو تعریف اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے۔ اور نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھے مقامِ محمود عطا فرمائیں گے، میں وہاں جا کر سجدے میں جاؤں گا اور میں اللہ کی ایسی تعریف کروں گا کہ ایسی تعریف نہ پہلے کسی نے کی ہوگی نہ بعد میں کوئی تعریف کرے گا۔ سبحان اللہ! یہ شرف بھی اللہ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔ چنانچہ آپ کی بھی سب سے زیادہ تعریفیں کی گئیں اور آپ نے اپنے اللہ کی بھی سب سے

www.besturdubooks.wordpress.com

زیادہ تعریف فرمائی۔ اتنا خوبصورت نام کہ نہ پہلے کبھی رکھا گیا کہ کسی کے ذہن میں آجاتا۔

◉......سب سے پہلے یہ نام اس دنیا میں اللہ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کا رکھوایا۔ تو یہ نام چن لیا تھا، تو دیکھو! نام کا انتخاب بھی بہترین۔ ورنہ اور بھی انبیا تھے، ان کے بھی نام تھے۔ دیکھیے!

آدم علیہ السلام کا نام گندم گوں یعنی گندمی رنگ والا۔

نوح کا لفظی معنیٰ نوحہ کرنے والا، رونے والا۔

زکریا کا معنیٰ سبق یاد کرنے والا۔

ادریس کا معنیٰ درس دینے والا۔

یوسف کا معنیٰ افسوس کرنے والا۔

یعقوب کا معنیٰ بعد میں آنے والا۔

موسیٰ کا معنیٰ پانی سے نکالا ہوا۔

عیسیٰ کا معنیٰ سیاحت والا۔

تو اور انبیا کے ناموں کو بھی دیکھیں تو ان کے ناموں کے معنی میں وہ شان نہیں جو اللہ کے حبیب ﷺ کے اپنے الفاظ میں اپنے نام کے معنی میں ہے۔ سبحان اللہ! نہ محمد کے معنی میں نقطہ نہ احمد کے معنیٰ میں نقطہ۔ مقصد کیا تھا کہ دیکھو! میں ایسی ذات کے لیے یہ نام چن رہا ہوں کہ تم ان کے کردار پر کوئی دھبہ نہیں لگا سکتے۔ میں نے ان کے نام پر بھی کسی نقطہ کو پسند نہیں کیا۔

◉......تو دیکھیے! محمد کا نام لیں تو بھی ہونٹ دو دفعہ ہلتے ہیں، محبت کا نام لیں تو بھی دو دفعہ ہونٹ ملتے ہیں، چنانچہ یہ وہ ہستی تھی جو دنیا میں محبتیں تقسیم کرنے کے لیے تشریف

www.besturdubooks.wordpress.com

لائی۔ میرا پیغام ہے محبت جہاں تک پہنچے۔

⊙ ......پھر اور ذرا غور کیجیے! کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لولب ملتے ہیں اور نبی علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل کرو دل آپس میں ملتے ہیں۔

⊙ ......پھر ایک نقطہ اور سمجھ لیجیے! کہ نبی علیہ السلام کا نام ہے احمد، ذرا نماز کی حالت پر غور کریں نمازی جب قیام کی حالت میں کھڑا ہوتا ہے تو ''الف'' کے حرف کی مانند ہوتا ہے۔ جب وہ رکوع میں چلا جاتا ہے تو ''ح'' کی مانند بن جاتا ہے، جب سجدے میں چلا جاتا ہے تو ''م'' کی مانند بن جاتا ہے۔ اور جب التحیات کی حالت میں بیٹھتا ہے تو ''د'' کی مانند۔ گویا یہ نمازی نماز کو ادا کر رہا ہے لیکن اس کے مختلف ارکان کی جو شکلیں بن رہی ہیں وہ احمد کا نام بن رہا ہوتا ہے۔ میں اپنے اللہ کی زبان سے بھی تعریفیں کر رہا ہوں اور پورا جسم بھی ایک ایسا نام پکار رہا ہے جس کا معنی اللہ کی سب سے زیادہ تعریفیں کرنے والا ہے سبحان اللہ!

اللہ رب العزت نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہترین نام کو چنا۔ آج لوگ اپنے بچوں کے لیے بہترین نام چنتے ہیں۔ بیوی سے محبت ہوتی ہے، تو اس کو بہترین نام دیتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیسا نام چنا کہ اس کے معانی کو سن کر انسان حیران ہو جاتا ہے۔

پرورش کے لیے بہترین عورت کا انتخاب:

چنانچہ اب ذرا اور آگے بڑھیے! نبی علیہ السلام جب دنیا میں تشریف لائے تو آپ کی پرورش کے لیے اللہ رب العزت نے ایک اور عورت کو چنا جو قبیلہ بنو سعد کی تھی۔ ذرا غور کیجیے! قبیلے تو بہت سارے تھے لیکن اس قبیلے کا نام دیکھو! بنو سعد۔ اس کا معنی ہے نیک بخت۔ اور واقعی وہ نیک بخت قبیلہ ہی تھا کہ جس کی عورت کو نبی علیہ السلام

www.besturdubooks.wordpress.com

کی پرورش کرنے کی سعادت نصیب فرمائی۔ بنو سعد کی عورت کون تھی؟ کوئی اور نام بھی ہوسکتا تھا، کوئی بھی عورت ہوسکتی تھی، نہیں! ایک ایسی عورت کو چنا جس کا نام تھا حلیمہ۔ حلیمہ کا معنیٰ ہوتا ہے حلم والی، سبحان اللہ! اس لیے کہ چھوٹے بچے کی تربیت کرنے میں حلم کی بڑی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر انسان کے اندر حلم نہ ہو تو پھر انسان بچے کو جلدی ڈانٹ دیتا ہے، جلدی ہاتھ اٹھا لیتا ہے۔ جو بھی سامنے ہو اس کو تھپڑ لگا دیتا ہے تو یہ چیزیں Short tempered (گرم مزاج) لوگوں کے لیے ہوتی ہیں۔ جو حلم والے ہوتے ہیں ان کی قوتِ برداشت بہت ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ کے حبیب ﷺ کی پروش ہونی تھی تو اللہ رب العزت نے عورتوں میں ایک عورت ایسی کو چنا جو سب سے زیادہ حلم والی تھی۔ تمہاری گود میں میرے محبوب کھیلیں گے تمہارے اندر حلم کا ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ قسمت ہے حلیمہ کی کہ اس نے نبی علیہ السلام کی سبحان اللہ! پرورش کی۔ اور ابتدائی زندگی کے جو چند سال تھے، گود میں کھلایا۔

حلیمہ تیرے مقدر پر حیران ہوتے ہیں۔ چھوٹے بچے کو آپ گود میں اٹھاتی بھی ہوں گی، اس کے چہرے کو تکتی بھی ہوں گی اور کبھی خوش ہو کر اس کے ماتھے کو بوسہ بھی دیتی ہوں گی، حلیمہ کبھی تو اس بچے کو اپنے سینے سے بھی لگاتی ہوں گی، تیرے مقدروں پر قربان جائیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو تمہاری گود کے اندر اس طرح پالا کہ تم بھی حلم والی اور جس نے پروش پائی تھی وہ بھی حلم والا، وہ بھی رحمتوں والا، وہ بھی برکتوں والا، چنانچہ نبی علیہ السلام کی پروش کے لیے سب سے بہترین عورت کا انتخاب کیا۔

ازواجِ مطہرات کا بہترین انتخاب:

پھر آگے دیکھیے! نبی علیہ السلام جب اس دنیا میں جوانی کی عمر کو پہنچے تو آپ ﷺ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے اس وقت نکاح فرمایا اور مختلف وجوہات کی وجہ سے آپ ﷺ نے مختلف قبیلوں میں نکاح کیے۔ چنانچہ جو بیویاں تھی ان بیویوں کے ذرا نام دیکھیے اور ان کے معانی دیکھیے! سبحان اللہ! اس سے پتہ چل جائے گا کہ یہ کیسی چنی ہوئی بیویاں تھیں۔ آج کوئی ماں بیٹے کے لیے رشتہ پسند کرتی ہے تو بہترین لڑکی کو چننے کی کوشش کرتی ہے، یہ تو کائنات کے سردار تھے، یہ تو اللہ رب العزت کے حبیب تھے، یہ تو سید الاولین و الآخرین تھے، اس کے لیے اللہ رب العزت نے بیویوں کو چنا تو دیکھیے کیسی بیویاں؟

خدیجہ: اس کے معنیٰ ہوتے ہیں حاجیوں کی خدمت کرنے والی۔

سودا: آرام دینے والی۔

عائشہ: عیش دینے والی۔

حفصہ: رات کو تہجد میں قیام کرنے والی۔

میمونہ: بختوں والی۔

صفیہ: منتخب کی گئی۔

زینب: استغفار کرنے والی۔

ام سلمیٰ: سلامتی والی۔ اور

ام حبیبہ: پیار والی۔

سبحان اللہ! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیویوں کے نام میں ہی غور کر لیجیے کن صفات والی عورتوں کو اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے بیویوں کے طور پر پسند فرمایا۔ اور قرآن میں گواہی دے دی۔

﴿ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ ﴾ (الاحزاب: ۳۲)

”اے نبی علیہ السلام کی بیویو! تم جیسی کائنات میں کوئی دوسری عورت نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔''

اللہ اکبر کبیرا! واقعی قرآن کا اصول سچا۔ فرمایا:

﴿اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ﴾ (النور:۲۶)

''پاک مردوں کے لیے پاکیزہ عورتیں ہوتی ہیں''

اللہ کے حبیب ﷺ طاہر مطہر تھے، پاک تھے، تو اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے بیویوں کو بھی ایسا پسند کیا جو پاک تھیں۔

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام پر بہتان لگا، اللہ نے ایک بچے کے ذریعے سے گواہی دلوائی۔ بی بی مریم علیہا السلام پر بہتان لگا۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے سے ان کی پاکدامنی کی گواہی دلوائی۔ لیکن جب سیدۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے بہتان لگایا تو اللہ رب العزت نے حبیبِ خدا کے ذریعے قرآن مجید میں خود گواہی عطا فرمائی اور اسے قرآن کا حصہ بنا دیا۔ کیا پاکدامنی کی شان ہے کہ اللہ رب العزت کا یہ کلام دنیا میں بھی پڑھا جائے گا؟ جنت میں بھی پڑھا جائے گا؟ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کی گواہیاں دی جائیں گی۔

بیٹوں کا بہترین انتخاب:

چنانچہ نبی علیہ السلام کے لیے اللہ رب العزت نے بیٹوں کا انتخاب فرمایا: اس میں تو الگ حکمت تھی کہ چھوٹی عمر میں ان بیٹوں کو اپنے پاس بلا لیا۔ مگر ان بیٹوں کے ناموں پر ذرا غور کر لیجیے!

◆...... ایک کا نام تھا قاسم، قاسم کا مطلب ہوتا ہے تقسیم کرنے والا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

((اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّ اللّٰہُ یُعْطِیْ)) (البخاری:۲۹)

www.besturdubooks.wordpress.com

''میں تقسیم کرنے ولا ہوں، اللہ کی نعمتوں کو اور اللہ مجھے عطا کرنے والا ہے۔''

◆......ایک بیٹے کا نام تھا طیب، طاہر، یعنی پاک۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی پاک تھے اور آپ کے پیارے بیٹے کا نام بھی ایسا تھا۔

◆......ایک بیٹے کا نام تھا ابراہیم، یعنی بزرگی والا۔ نبی علیہ السلام بھی بزرگی والے اور آپ کے پیارے بیٹے کا نام بھی بزرگی والا۔

تو بہترین معانی والے الفاظ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹوں کے نام کے لیے پسند فرمایا۔

بیٹیوں کا بہترین انتخاب:

اور ذرا آگے دیکھیے! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹیوں کا انتخاب چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں۔

☆......ایک بیٹی کا نام تھا زینب، یعنی استغفار کرنے والی۔

☆......ایک بیٹی کا نام تھا رقیہ، خاوند کی خدمت کرنے والی۔

☆......ایک بیٹی کا نام تھا ام کلثوم، بچوں کی اچھی تربیت کرنے والی۔

☆......ایک بیٹی کا نام تھا فاطمہ، دوزخ سے آزاد۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنتی خواتین کا سردار بنایا اور ایسی بیٹیاں عطا فرمائیں کہ جن کی زندگیوں کو دیکھ کر انسان کا دل گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے بہترین بیٹیوں سے نوازا۔

تو ذرا غور کیجیے! کہ دایہ کے قبیلے کا انتخاب بہترین، خود دایہ کا انتخاب بہترین، بیویوں کا انتخاب بھی بہترین، بیٹوں کا انتخاب بھی بہترین، بیٹیوں کا بھی انتخاب بہترین۔

www.besturdubooks.wordpress.com

یاروں کا بہترین انتخاب:

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے یاروں کو منتخب فرمایا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ۔ ایک ایک کی سیرت پڑھتے جایئے اور عش عش کرتے جایئے کہ واقعی اللہ نے اپنے حبیب کے یاروں کو ایسا چنا کہ کائنات کے بہترین لوگوں کو اپنے محبوب کا شاگرد بنا دیا۔ استاد کی شان شاگردوں سے معلوم ہوتی ہے۔ جس طرح شاگرد اپنے استاد کے مقام کے ثبوت ہوا کرتے ہیں اسی طرح یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کے علم کے ثبوت تھے، اس کے یہ گواہ تھے۔ سبحان اللہ! استاد کی عظمت شاگردوں سے پہچانی جاتی ہے، نبی علیہ السلام کی عظمت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں سے پہچانی جاتی ہے۔

دیکھیا جو یوسف نوں انگلیاں کٹیاں
آقا دے دیوانیاں نے جاناں وار سٹیاں
عشق دی اخیر ویکھی اوہدے عاشقین دی
جگ دے حسیناں کولوں ودھ کے حسین دی

اللہ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے لیے کن یاروں کو پسند فرمایا۔

بہترین کتاب کا انتخاب:

پھر دیکھیے! کہ اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو کتاب عطا فرمائی۔

تورات بھی کتاب ہے۔

انجیل بھی ہے۔

زبور بھی کتاب ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

لیکن وہ اور زبانوں میں ہے، قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوئی اور پھر یہ قرآن اللہ کلام ہے۔ ذرا فرق کو سمجھنے کی کوشش کیجیے! کہ پہلے کتابیں کتاب کی شکل میں صحیفوں کی شکل میں آئیں اور یہ قرآن یہ اللہ کے کلام کی شکل میں آیا۔ یوں سمجھیں کہ ایک بندے کا لکھا ہوا لیٹر آجاتا ہے اور ایک بندے کی اپنی آواز میں بات ہوتی ہے تو لیٹر کا آجانا اور چیز ہے اور زبان سے بات کا سننا ایک الگ چیز ہوتی ہے۔ تو پہلی کتابیں اللہ کا لکھا ہوا پیغام تھیں کتابی شکل میں تھیں۔ اور قرآن پاک تو اللہ کا کلام تھا اس لیے حدیث پاک میں آیا ہے:

((تَبَرَّكْ بِالْقُرْآنِ فَإِنَّهُ كَلَامُ اللّٰهِ)) (کنز الاعمال: ۲۳۴۶)

''قرآن سے برکت حاصل کرو کہ یہ اللہ کا کلام ہے''

سبحان اللہ! اس کتاب کی شان دیکھو! پہلی کتابیں جو آئیں تو امت نے اس کے اندر کچھ چیزیں خلط ملط کر دیں، تحریف شدہ کتابیں بن گئیں۔ آج آپ کو نہ تورات اپنی شکل میں ملے گی، نہ انجیل ملے گی، نہ زبور ملے گی۔ لیکن اللہ کا کلام الحمد للہ چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی آج محفوظ حالت میں پوری دنیا کے اندر موجود ہے۔ تو نبی علیہ السلام کو سب سے بہترین کتاب ملی۔

بہترین دین کا انتخاب:

تو پھر دین کو دیکھو! تو اللہ کی شان دینِ اسلام کو پسند کیا۔ پہلے جو ادیان تھے ان کے نام یا نبی کے نام پر تھے یا قبیلے کے نام پر۔ جیسے:

عیسائی یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر عیسائی کہلائے۔

یہودی یہ قبیلہ تھا یہودہ اس کے نام پر یہ نام بنا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مگر اسلام یہ نہ کسی شخصیت کے نام پر اور نہ ہی کسی قبیلے کے نام پر۔ اسلام کا معنیٰ ہے، تسلیم کرنے والا، سلامتی والا۔ تو اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو کیا دین دیا جو سلامتی والا ہے۔ فرمایا:

﴿ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ (المائدة:۳)

''اے میرے حبیب ﷺ! میں نے اسلام کو تیرے لیے مذہب کے طور پر پسند فرمایا''

ظاہری حسنِ بے مثال:

نبی علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے جو ظاہری حسن دیا یا باطنی صفات دیں وہ سب سے بہترین، سبحان اللہ۔ نبی علیہ السلام کے حسن کے بارے میں الفاظ کے اندر اتنی وسعت نہیں کہ وہ اس میں سمو سکیں۔ بس اتنی بات کہتے ہیں کہ ؎

واللیل سیاہی زلفوں کی چہرہ والضحیٰ اس کا
سارے جہاں کا پیارا ہے آپ محبّ ہے خدا اس کا
رب نے بنایا جب اس کو خود آپ کہا سبحان اللہ
اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

اللہ کے حبیب ﷺ کو اللہ نے ایسا حسنِ بے مثال عطا کیا چنانچہ کسی نے کیا عجیب بات کہی! ؎

اے رسولِ امین خاتم المرسلین
تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق ویقین
تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

بزمِ کونین پہلے سجائی گئی
پھر تیری ذات منظر پہ لائی گئی
سید الاولین سید الآخرین
تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

دستِ قدرت نے ایسا بنایا تجھے
جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں اے ابد کے حسین
تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

تیرا سکہ رواں دو جہاں میں ہوا
اس زمین میں ہوا آسمان میں ہوا
کیا عرب کیا عجم سب ہیں زیر زمیں
تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

کوئی بتلائے کیسے سراپا لکھوں
کوئی ہے وہ جس کو تجھ سا کہوں
توبہ توبہ میری کوئی تجھ سا نہیں
تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

باطنی صفات بے مثال:

اور رہ گئی بات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باطنی صفات کی سبحان اللہ! الفاظ میں اتنی وسعت ہی نہیں کہ نبی علیہ السلام کے محاسن اور کمالات کو بیان کر سکیں۔ اتنی بات کہتے ہیں کہ کہنے والے نے کہا:۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کتابِ فطرت کے سرورق پہ اگر نام احمد رقم نہ ہوتا
تو نقشِ ہستی ابھر نہ سکتا وجودِ لوح و قلم نہ ہوتا

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے
نقشِ روحِ محمد بنایا گیا
پھر اسی نقش سے مانگ کر روشنی
بزمِ کون و مکان کو سجایا گیا
وہ محمد بھی احمد بھی محمود بھی
اس کے مطلق کا شاہد و مشہود بھی
علم و حکمت میں وہ غیر محدود بھی
ظاہراً عامیوں میں اٹھایا گیا

علامہ اقبال لکھتے ہیں:

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں گلاب
شوکت سنجر سلیم تیرے جلال کی
فقر جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب
تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے

......اور مدح باقی ہے:

چنانچہ نبی علیہ السلام کی شان میں لکھنے والوں نے بہت کچھ لکھا۔ حتیٰ کہ ایک عربی شاعر نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی منقبت میں چالیس ہزار اشعار لکھے۔ توجہ طلب بات ہے، دو

www.besturdubooks.wordpress.com

چار شعروں کی بات نہیں، چالیس ہزار اشعار لکھے اور اس کے بعد آخری شعر جو اس نے لکھے اس کا اردو میں ترجمہ یوں ہے۔

فقیہ ہے فکرِ رسا اور مدح باقی ہے
قلم ہے آبلہ پا اور مدح باقی ہے
ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
تمام عمر لکھا اور مدح باقی ہے

چالیس ہزار اشعار لکھ کر بھی اس نے یہ تسلیم کیا کہ میں نبی علیہ السلام کی منقبت کا حق ادا نہیں کر سکا۔

حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ علمائے دیوبند میں سے ہیں۔ انہوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ایک کتاب لکھی ''النبی الخاتم''۔ اس میں چار سو پچاس عنوانات لکھے اور لکھنے کے بعد آخر میں کہا کہ دنیا میں جو آیا، وہ جانے کے لیے آیا سوائے اس کے کہ مکہ میں ایک آنے والا ایسا آیا جو آتا ہی چلا گیا۔

لاکھ ستارے ہر طرف ظلمتِ شب جہانِ جہاں
اک طلوعِ آفتاب دست و نگر سحر سحر

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا صفتیں عطا فرمائیں؟

حروف تہجی کی مدحت:

چنانچہ آخری بات دل کے کانوں سے ذرا سن لیجیے کہ اردو زبان کے اندر جتنے حروف ہیں اور ہر حرف کے اندر اور عربی زبان کے اندر جتنے حروف ہیں اور ہر حرف سے جو صفاتی نام بنتا ہے۔ اللہ رب العزت نے وہ صفت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ذرا غور مزید کر لیجیے! کہ جب نبی علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے تو:

''الف'' بولی:

دنیا میں احمد آ گئے، اُمی آ گئے، اولیٰ آ گئے۔

الف سے بننے والے یہ تینوں صفاتی نام ہیں جو نبی علیہ السلام کے ناموں میں سے ہیں۔

''ب'' بولی:

دنیا کے اندر بشیر آ گئے۔

''ت'' کہنے لگی:

دنیا کے اندر تنویر آ گئے۔

''ث'' نے کہا:

دنیا کے اندر ثاقب آ گئے۔

''ج'' بولی:

دنیا کے اندر جمیل آ گئے، جواد آ گئے۔

''ح'' کہنے لگی:

حامد آ گئے، حبیب آ گئے، حافظ آ گئے، حکیم آ گئے، حجازی آ گئے۔

''خ'' کہنے لگی:

دنیا میں خاتم النبیین آ گئے، خاشع آ گئے۔

''د'' کہنے لگی:

دنیا میں دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ آ گئے۔

''ذ'' کہنے لگی:

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا میں ذکی آ گئے۔

''ر'' نے کہا:

دنیا میں رسول آ گئے، رحمۃ للعالمین آ گئے، رشید آ گئے، رفیق آ گئے۔

''ز'' نے کہا:

دنیا میں زائر آ گئے۔

''س'' نے کہا:

دنیا میں سید آ گئے، سراج آ گئے۔

''ش'' بولی:

دنیا میں شافی آ گئے، شہید آ گئے۔

''ص'' نے کہا:

دنیا میں صفی اللہ آ گئے۔

''ض'' نے کہا:

دنیا میں ضامن آ گئے۔

''ط'' نے کہا:

طیب آ گئے، طاہر آ گئے، طٰہٰ آ گئے۔

''ظ'' نے کہا:

ظاہر آ گئے۔

''ع'' نے کہا:

دنیا میں عبداللہ آ گئے، عزیز آ گئے، عادل آ گئے۔

''غ'' نے کہا:

www.besturdubooks.wordpress.com

دنیا میں غیور آ گئے۔

''ف'' نے کہا:

دنیا کے اندر فاتح آ گئے۔

''ق'' بولی:

دنیا کے اندر قاسم آ گئے، قاری آ گئے، دنیا کے اندر قوی آ گئے۔

''ک'' نے کہا:

دنیا کے اندر کفیل آ گئے، کامل آ گئے، صاحبِ کوثر آ گئے۔

''م'' بولی:

دنیا میں محمد آ گئے، محمود آ گئے، مدثر آ گئے، مزمل آ گئے، مصطفیٰ آ گئے، منصور آ گئے۔

''ن'' نے کہا:

دنیا میں نذیر آ گئے۔

''و'' نے کہا:

دنیا کے اندر وکیل آ گئے۔

''ہ'' نے کہا:

دنیا کے اندر ہادی آ گئے، ہاشمی آ گئے۔

''ہمزہ'' نے کہا:

دنیا میں آخری آ گئے۔

''ی'' رہ گئی تھی، کہنے لگی:

دنیا کے اندر یٰسین آ گئے، یتیم آ گئے۔

دیکھیے! عربی زبان کے جتنے حروف ہیں، ہر حرف سے جو صفاتی نام بنتے ہیں، وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

صفتیں اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو عطا فرمائیں۔

انتخابِ لاجواب:

تو واقعی اللہ کا یہ انتخاب لاجواب ہے۔ واقعی دل سے یہ بات نکلتی ہے: اللہ! آپ نے اپنی محبت کا کیا اظہار فرمایا: اپنے حبیب کو بھی لاجواب بنا دیا اور ان کی ہر ہر چیز اور گرد و پیش کی جو بھی چیزیں تھیں ہر چیز کو لاجواب بنا دیا۔ اس کو کہتے ہیں، انتخابِ لاجواب۔

بات کو اس پر مکمل کرتے ہیں:

وہ جو شیریں سخنی ہے میرے مکی مدنی!
تیرے ہونٹوں سے چھنی ہے میرے مکی مدنی!
تیرا پھیلاؤ بہت ہے، تیرا قامت ہے بلند
تیری چھاؤں بھی گھنی ہے میرے مکی مدنی!
دستِ قدرت نے تیرے بعد پھر ایسی تصویر
نہ بنائی نہ بنی ہے میرے مکی مدنی!
نسل در نسل تیری ذات کے مقروض ہیں ہم
تو غنی ابنِ غنی ہے میرے مکی مدنی!

اللہ رب العزت ہمیں آقا ﷺ کی تعلیمات پر دنیا میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قیامت کے دن ان کے ہاتھوں سے حوضِ کوثر سے جام عطا فرمائے اور جنت میں ان کے قدموں میں جگہ عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

افتتاحِ بخاری شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی،اَمَّا بَعْدُ:

وَ بِالسَّنَدِ الْمُتَّصَلِ مِنِّیْ اِلَی الْاِمَامِ الْھَمَّامِ یَقُوْلُ الْعَبْدُ الْفَقِیْرُ ذُوالْفِقَارِ اَحْمَدُ حَدَّثَنِیْ حَضْرَۃُ الْاُسْتَاذِحَافِظُ الْقُرْآنِ وَ الْحَدِیْثِ مَوْلَانَا مُحَمَّدٌ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَمِیْر قَالَ حَدَّثَنِیْ حَضْرَۃُ الْاُسْتَاذُ مَوْلَانَا شَیْخُ مُحَمَّدٌ مَالِكْ کَانْدھلَوِیْ نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ مُحَمَّدٌ اِدْرِیْسُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ مُحَمَّدٌ اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ الظَّاھِرِ الْوَتْرِیّ الْمَدَنِیّ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ عَابِدٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ صَالِحُ الْعُمْرِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ سَنَۃَ الْعُمْرِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ الْعَجَلِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ قُطْبُ الدِّیْنْ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ الْمُعَمَّرُ الشَّیْخُ یُوسُفُ ھَرَوِیْ الْمَشْھُوْرُ بِسَہ صَدْ سَالَہ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ شَادٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ یُوسُفُ الْفِرَبْرِیْ رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی رَحْمَۃً وَّاسِعَۃً قَالَ حَدَّثَنِیْ الشَّیْخُ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْحُجَّۃُ اَمِیْرُ الْمُوْمِنِیْنَ فِی الْحَدِیْثِ وَ سَیِّدُ الْمُحَدِّثِیْنَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰہِ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ الْمُغِیْرَۃَ الْجُعْفِیِّ الْبُخَارِیْ رَحِمَہُ اللّٰہُ رَحْمَۃً وَّاسِعَۃً

بَابٌ: کَیْفَ کَانَ بَدْءُ الْوَحْیِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَ قَوْلُ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ:﴿ اِنَّا اَوْحَیْنَا اِلَیْكَ کَمَا اَوْحَیْنَا اِلٰی نُوْحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنْ بَعْدِہٖ﴾

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدِنِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ: أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ نِ اللَّيْثِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَّنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

علمِ حدیث کی تعریف:

علم حدیث کی تعریف سلف صالحین نے اس طرح سے کی ہے:

"عِلْمٌ يُدْرَكُ بِهِ أَقْوَالُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَفْعَالُهُ وَأَحْوَالُهُ وَأَقْوَالُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَأَفْعَالُهُمْ وَأَحْوَالُهُمْ"

"وہ علم جس کے ذریعے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور احوال کو جان سکیں اور اس کے ذریعے صحابہ اور تابعین کے اقوال، افعال اور احوال کو بھی جان سکیں"

علمِ حدیث کی فضیلت:

احادیثِ مبارکہ کا علم حاصل کرنا اللہ رب العزت کے ہاں بڑا مرتبہ رکھتا ہے، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

((نَضَّرَ اللّٰهُ امرءً سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا ثُمَّ اَدَّعهَا كَمَا سَمِعَهَا))

''اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو تر و تازہ رکھے جس نے میری بات کو سنا محفوظ کیا اور اسے دوسرے لوگوں تک اسی طرح پہنچا دیا۔''

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِي))

''اے اللہ میرے خلفا پر رحم فرما۔''

((قِيْلَ وَمَنْ خُلَفَائُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ))

پوچھا گیا کہ اے اللہ رسول ﷺ! آپ کے خلفاء کون ہیں؟

((قَالَ الَّذِيْنَ يَرْوُوْنَ اَحَادِيْثِيْ))

''آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جو میری احادیث کی آگے روایت کریں گے۔ وہ میرے نائب اور میرے خلفا ہوں گے''

جس زبان فیضِ ترجمان سے ہمیں اللہ کا قرآن ملا اس زبان فیضِ ترجمان سے نبی علیہ السلام کا فرمان ملا۔ اور آپ زبان مبارک سے نکلی ہوئی بات کو حدیث کہتے ہیں۔

تعارف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نام تھا محمد بن اسمٰعیل، قبیلہ جعفی تھا، بخارا کے رہنے والے تھے، ان کی ولادت ۱۹۴ ہجری میں جمعہ کی نماز کے بعد ہوئی۔ اور ان کی وفات ۲۵۶ ہجری میں فی لیلۃ العید الفطر عید الفطر کی رات میں ہوئی۔ سمرقند کے قریب ایک بستی ہے جس کو خرتنگ کہتے ہیں وہاں پر وہ مدفون ہیں۔

بچپن میں یتیم ہو گئے تھے، والد کا سایہ اٹھ گیا تھا، مگر اس دنیا میں یتیم ہی دریتیم بنا

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتے ہیں۔ان کی تربیت ان کے بڑے بھائی احمد بن اسمٰعیل اوران کی والدہ نے کی۔بچپن ہی کی عمر میں ایک مرتبہ نابینا ہو گئے تھے، بینائی چلی گئی مگر والدہ صاحبہ کی اللہ رب العزت نے دعا قبول فرمائی اور بنائی واپس لوٹا دی۔

سولہ سال کی عمر میں اپنی والدہ اوراپنے بڑے بھائی کے ساتھ حرمین شریف کی زیارت کے لیے جانا نصیب ہوا۔سولہ سال کی عمر میں ان کو وقیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ اور عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی پوری روایات زبانی یاد تھیں۔ اٹھارہ سال کی عمر میں مدینہ طیبہ میں چاندنی رات میں بیٹھ کر انہوں تاریخِ کبیر لکھی، اس کے بعد قضایا الصحابہ والتابعین لکھی۔

رجالِ حدیث جتنے بھی گزرے ہیں یہ وہ لوگ تھے جن کو اللہ رب العزت نے فوٹوگرافک میموری عطا فرمائی تھی۔ان کے تقویٰ کی وجہ سے ان کی خدا خوفی کی وجہ سے اللہ رب العزت نے ان کو قوتِ حافظہ ایسی دی تھی کہ ایک مرتبہ جب بات سنتے تھے تو وہ ان کی یادداشت کا حصہ بن جاتی تھی۔

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طلبِ حدیث میں حجاز، شام، مصر، بغداد، کوفہ خراسان، ان تمام علاقوں کا سفر کیا۔اپنی زندگی میں ۱۰۸۰ اساتذہ سے انہوں نے علم حاصل کیا۔اوراپنی زندگی میں انہوں نے نوے ہزار شاگردوں کو حدیث پاک پڑھائی یہ اللہ کے ہاں قبولیت ہے۔جس طرح درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے استاد اپنے شاگردوں سے پہچانا جاتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ مشہور ہوئے۔ یہ تو بلا واسطہ شاگرد ہیں، بقیہ حضرات جو تھے وہ ان کے بالواسطہ شاگرد گزرے ہیں۔ تو اتنے بڑے بڑے اکابر محدثین جن کے شاگرد ہوں تو پھر استاد کی علمی قدر و منزلت کا کیا عالم ہوگا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

قوتِ حافظہ:

قوت حافظہ کا معاملہ ایسا تھا کہ

قَالَ ابْنُ الْمُجَاهِدَ كُنْتُ عِنْدَ بِيْكَنْدِی فَقَالَ لِیْ لَوْ جِئْتَ قَبْلُ لَرَأَيْتَ صَبِيًّا يَحْفِظُ سَبْعِيْنَ أَلْفَ حَدِيْثٍ

کہتے ہیں کہ مجھے کہا کہ تو ذرا جلدی آتا، تو تمہیں ایک ایسا لڑکا دکھاتے کہ جس لڑکے کو ستر ہزار حدیثیں زبانی یاد ہیں۔ تو اس سے پتہ چلا کہ لڑکپن میں ان کو ستر ہزار حدیثیں یاد تھیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ

اَحْفَظُ مِأَةَ أَلْفِ حَدِيْثٍ صَحِيْحٍ وَ مِأَتَىْ أَلْفِ حَدِيْثٍ غَيْرِ صَحِيْحٍ

کہ مجھے ایک لاکھ حدیثیں صحیحہ اور دو لاکھ حدیث غیر صحیح یاد تھیں

تو یہ اللہ رب العزت کا ان کے اوپر بہت بڑا فضل تھا۔ چنانچہ لڑکپن میں استاد سے روایت کرتے ہوئے سند میں ایک جگہ کچھ نام آگے پیچھے ہوا تو انہوں نے نشاندہی کی۔ پہلے تو استاد کو ہوا کہ میں جو کہہ رہا ہوں ٹھیک ہے لیکن جب انہوں نے نسخے کے ساتھ جا کے ملایا تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بات صحیح نکلی۔ وہ بڑے حیران ہوئے کہ لڑکپن میں ان کی قوتِ حافظہ کا یہ عالم ہے تو جوانی میں ان کی قوتِ حافظہ کا کیا عالم ہوگا؟

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بغداد تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ان کی قوت حافظہ کا امتحان لیا جائے۔ انہوں نے ایک عجیب ترکیب نکالی، ہر بندے کے ذمے دس دس حدیثیں لگائیں مگر ہر حدیث کے سند میں یا متن میں کہیں نا کہیں سقم تھا۔ انہوں نے پہلے بڑے اعلانات کروا رکھے تھے کہ ایک حافظِ حدیث آئے ہیں، ایک محدث آئے ہیں اور بڑی قوتِ حافظہ والے ہیں۔ تو سننے

www.besturdubooks.wordpress.com

والے توقع کرتے تھے کہ ان کو ہر حدیث یاد ہوگی۔ اب ایک بندے نے کھڑے ہو کر پوچھا: جی! میرے پاس کچھ احادیث ہیں، کیا آپ نے یہ سنی ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ سنایئے! اس نے پہلی حدیث سنائی آپ نے فرمایا: لا، دوسری سنائی، فرمایا لا۔ تیسری سنائی، لا۔ تو کتنا مثل پریشر ہے اس بندے کے اوپر کہ ایک طرف تو اس کو حافظ الحدیث، حدیث کے استاد کہے جا رہے ہیں اور دوسری طرف ہر بات کے جواب میں وہ لا کہہ رہا ہے۔ ایک سو حدیثیں پوچھنے پر وہ لا ہی کہتے رہے، سب حیران تھے کہ یہ کہاں سے حافظ آ گیا؟ مگر امام بخاری اتنے صبر و ضبط کے ساتھ لا کہتے رہے۔ جب انہوں نے سو حدیثیں پوچھ لیں تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اچھا تم نے مجھ سے یہ حدیثیں پوچھی ہیں، تو جو انہوں نے پوچھی تھیں، ان کی وہ غلط روایات، متن، سند، اسی ترتیب کے ساتھ پہلے سناتے گئے اور ساتھ صحیح احادیث بھی سناتے گئے، تو محدثین نے لکھا کہ سو احادیث کا سنا دینا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے لیے کوئی بڑی بات نہیں تھی مگر پوچھنے والوں کی تمام احادیث ان سے ایک مرتبہ سن کر اسی ترتیب پر یاد ہو جانا یہ کمال ہے۔

﴿ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُعْطِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (الحدید:۲۱)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ:

آپ کا تقویٰ ایسا تھا کہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هُوَ اٰيَةٌ مِّنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ يَمْشِيْ عَلَى الْاَرْضِ

”وہ اللہ کی نشانیوں میں ایک نشانی تھے جو زمین کے اوپر چلتے تھے۔“

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”مَا اَخْرَجَتْ خَرَاسَانُ مِثْلَ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيِّ“

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ خراسان میں محمد بن اسمٰعیل جیسا کوئی دوسرا بندہ پیدا نہیں ہوا

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اتنا خوش ہوئے کہنے لگے کہ

دَعْنِي اُقَبِّلُ رِجْلَيْكَ يَا اُسْتَاذَ الْاُسْتَاذِيْنَ وَيَا سَيِّدَ الْمُحَدِّثِيْنَ

"اے استادوں کے استاد مجھے موقع دیجیے کہ میں آپ کے پاؤں کو بوسہ دوں"

اللہ رب العزت نے ایسی قدر ومنزلت عطا فرمائی۔

بخاری شریف کا سببِ تالیف:

اس کتاب کے لکھنے کا سبب یہ بنا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ خواب دیکھا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت اس حال میں نصیب ہوئی کہ آپ کے جسم مبارک سے مکھیاں اڑا رہے ہیں، تو ان کے استاد ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تعبیر کی کہ

اَنْتَ تَذُبُّ عَنْهُ الْكِذْبَ

کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صحیح احادیث ہیں ان سے کھوٹی چیزوں کو الگ کریں گے۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا۔

سنِ تالیف:

حضرت شیخ زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ بخاری شریف لکھنے کا کام ۲۱۷ ہجری میں ہوا اور اختتام ۲۳۳ ہجری میں ہوا۔ اور اس کے بعد ان کی زندگی کے تیئیس سال اور تھے اور تیئیس سال میں انہوں نے اس کتاب کو نوے ہزار شاگردوں کو پڑھایا۔

طریقۂ تالیف:

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب بہت رجوع الی اللہ کے ساتھ، بہت توجہ

www.besturdubooks.wordpress.com

الی اللہ کے ساتھ، انابت الی اللہ کے ساتھ لکھی۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں:

صَنَّفْتُ كِتَابِيْ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا اَدْخَلْتُ فِيْهِ حَدِيْثًا حَتّٰى اِسْتَخَرْتُ اللّٰهَ وَ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ وَ تَيَقَّنْتُ صِحَّتَهٗ (فتح الباری)

دو رکعت نفل پڑھتے تھے اور استخارہ کرتے تھے اور جب تک اس کی صحت کے بارے میں دل میں شرح صدر نہیں ہو جاتا تھا، حدیث پاک کو وہ شامل نہیں کیا کرتے تھے۔ چنانچہ

وَ قَدْ رَوٰى ابنُ عَدِيٍّ اِنَّ الْبُخَارِيْ حَوَّلَ تَرَاجِمَهٗ بَيْنَ قَبْرِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَ مِنْبَرِهٖ وَ كَانَ يُصَلِّيْ لِكُلِّ تَرْجَمَةٍ رَكْعَتَيْنِ

چنانچہ ہر حدیث کے جو انہوں نے ترجمۃ الباب لکھے اس کے تراجم انہوں ریاض الجنۃ میں بیٹھ کے لکھے۔ اب جب ایک ایک حدیث کے بارے میں اتنا رجوع الی اللہ ہو، اتنی چھان پھٹک ہو تو پھر اللہ رب العزت کی طرف سے تو قبولیت ملنی ہی تھی۔

تعدادِ حدیث:

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَخْرَجْتُ هٰذَا الْكِتَابَ مِنْ نَحْوِ سِتِّ مِائَةِ اَلْفِ حَدِيْثٍ

کہ میں نے جو اس کی احادیث اکٹھی کی ہیں، چھ لاکھ حدیثوں میں سے ان احادیث کو چنا ہے۔ ان کی تعداد کے بارے میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سات ہزار دو سو پچہتر (۷۲۷۵) احادیث ہیں۔ مگر اس میں بہت ساری مکررات ہیں جو بار بار آئی ہوئی ہیں۔ جیسے یہی حدیث مبارکہ ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ تو اس حدیث میں مختلف طرح کے مضامین ہیں تو مختلف ابواب میں مضامین کی مناسبت

www.besturdubooks.wordpress.com

سے اس کو بار بار نقل کیا گیا۔ چنانچہ ایک تو اس کو

باب بدء الوحی میں نقل کیا گیا

اور دوسرا **اما جآء الاعمال بالنیة** میں بھی نقل کیا، گیا اس کے علاوہ

کتاب العتق میں بھی نقل کیا گیا

باب الھجرۃ میں نقل کیا گیا

باب النکاح میں نقل کیا گیا

باب النزول کے اندر نقل کیا گیا اور

کتاب الحیل کے اندر نقل کیا گیا۔

ایک حدیث سات جگہ پر لکھی گئی۔ تو ان کو مکررات کہتے ہیں۔ تو ہے تو ایک ہی حدیث نا۔ اگر اس کو ایک ہی حدیث سمجھا جائے تو پھر مکررات کے بغیر کل احادیث چار ہزار بنتی ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ کل احادیث ہیں سات ہزار تین سو ستانوے (۷۳۹۷) اور بغیر مکررات کے دو ہزار سات سو اکسٹھ (۲۷۶۱) احادیث بنتی ہیں۔

شرائطِ روایت:

چھ لاکھ احادیث کے مجموعہ میں سے فقط دو ہزار سات سو اکسٹھ (۲۷۶۱) احادیث تھیں جو انہوں نے منتخب کیں۔ اس کی وجہ کیا تھی؟ وجہ یہ تھی کہ ان کی روایت کی جو شرائط تھیں وہ بڑی سخت تھیں، چھان پھٹک بہت کرتے تھے۔ چنانچہ ان کی شرائط میں سے

◎...... ایک شرط یہ تھی کہ اس روایت کا راوی مسلمان ہو، عادل ہو، سلیم العقل ہو،

www.besturdubooks.wordpress.com

◎......دوسرا ثقہ اور معتبر ہو، اس کے اوپر کسی قسم کی جرح نہ آتی ہو،

◎......تیسرا یہ کہ وہ حدیث کا حافظ ہو یعنی یا تو وہ حدیث اسے یاد ہو یا ویسے ہی حافظ ہو۔

ذہن میں رکھیں کہ پہلے وقتوں میں جو قرآن کا حافظ ہوتا تھا، اس کو قاری کہا جاتا تھا، حافظ کہتے ہی اس کو تھے جو حدیث کا حافظ ہوگا۔ چنانچہ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن تیمی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، یہ تمام حفاظِ احادیث تھے۔

◎......پھر فرماتے تھے کہ ہر طبقہ میں دو راوی ہوں۔

◎......اور فرماتے تھے کہ استاد اور شاگرد کا آپس میں لقا بھی ضروری ہے۔

تو ان شرائط کی وجہ سے ہر حدیثِ مبارکہ ان کی شرائط پر پوری نہیں اترتی تھی اور جو پوری اترتی تھی اس کو وہ لکھ لیا کرتے تھے۔

کتاب کا نام:

یہاں پر ذہن میں ایک یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بخاری شریف کا نام کیا ہے؟ چنانچہ بعض دفعہ کئی ایسے طلبہ جو دورۂ حدیث بھی کر چکے تھے ان سے پوچھا گیا کہ بخاری شریف کا نام کیا ہے تو ان کو نام کا پتہ نہیں تھا۔ تو کتاب کا نام ہی یاد نہیں تھا، نام تو یاد ہونا چاہیے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بخاری شریف کا نام ہے:

" الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ و ایامہ"

اب اس کے ہر ہر لفظ کی تفسیر سن لیں۔

اس کو **الجامع** اس لیے کہا گیا کہ امورِ ثمانیہ (آٹھ امور) کی وجہ سے کہ جس حدیث پاک کی کتاب میں آٹھ پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہو اس کو جامع کہتے ہیں۔ اس میں سیر بھی ہوں، آداب بھی ہوں، تفسیر بھی ہو، عقائد بھی ہوں، فتن کے بارے میں بھی احادیث ہوں، اشراط الساعۃ کے بارے میں احادیث ہوں، احکام

www.besturdubooks.wordpress.com

کے بارے میں احادیث ہوں، مناقب کے بارے میں تو ان آٹھ امور کے بارے میں جس کتاب میں احادیث ہوں تو اس کوالجامع کہیں گے۔

پھر المسند کا ایک معنیٰ تو یہ کہ ہر صحابی کے اعتبار سے ہر حدیث کوالگ بیان کیا جائے اور ایک یہ بھی ہے کہ حدیث پاک ایسی ہو کہ سند متصل کے ساتھ مرفوع حدیث کولایا جائے ،اس کو بھی مسند کہتے ہیں۔

الصحیح کہا گیا کہ اس میں صحتِ احادیث کا بہت اہتمام کیا گیا ہے۔

المختصر کہا گیا کہ اس میں حدیثوں کا چناؤ ہے،لیکن یہ نہیں کہ بخاری شریف میں جو احادیث ہیں وہ صحیح ہیں اس کے سوا جو ہیں وہ صحیح نہیں، انہوں نے چنا ہے اپنے معیار کے مطابق چناؤ کیا ہے۔

امور رسول الله اس سے مراد نبی علیہ السلام کی احادیث ہیں۔

و ایامه نبی کے غزوات ہیں۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بخاری شریف کا نام

الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم و سننه و ایامه

بہر حال یہ دونوں نام یاد ہونے چاہئیں کہ بخاری شریف کا نام ہے کیا؟

تدوینِ حدیث کی تاریخ:

حدیث پاک کی تطبیق کا کام حکومتی سطح پر سب سے پہلے عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے شروع فرمایا۔انہوں نے اپنے وقت کے محدثین کو کہا کہ دیکھو بھئی! یہ خیر کا زمانہ ہے، اس وقت لوگوں کے یادداشت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث موجود ہیں مگر یہ لوگ فوت ہو جائیں گے تو احادیث کا مجموعہ بھی چلا جائے گا تو ان کو قلم بند کر لیا جائے۔ چنانچہ بعض محدثین نے ان کے کہنے پر حدیث کو باقاعدہ لکھنے کا کام شروع

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اَلْفِیَہ میں اس کو یوں کہا ۔

اَوَّلُ جَامِعُ الْحَدِیْثِ وَ الْاَثَرِ ابْنُ شِهَابٍ اٰمَرَلَهٗ عُمَرُ

اَوَّلُ الْجَامِعِ لِلْاَبْوَابِ جَمَاعَةٌ فِی الْعَصْرِ ذُوْ اِقْتِرَابِ

کَابْنِ جُرَیْجٍ وَ هُشَیْمٍ مَالِكٌ وَ مَعْمَرٍ وَ وَلَدِ الْمُبَارَكِ

وَ اَوَّلُ الْجَامِعِ بِاقْتِصَارِ عَلَی الصَّحِیْحِ فَقَطْ الْبُخَارِیْ

چنانچہ حدیث پاک کے اوپر اس امت میں ہزاروں کتابیں لکھی گئیں۔ ان ہزاروں میں سے چھ کتابیں ایسی ہیں کہ جس کے اوپر امت کے تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ ان میں صحیح احادیث ہیں۔ ان کو کہتے ہیں صحاحِ ستہ اب یہ صحاح ستہ کی کتابیں آپ آخری سال میں پڑھ رہے ہیں۔ بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، ابوداؤد، نسائی، ابنِ ماجہ، چنانچہ یہ چھ کتابیں آپ پڑھ رہے ہیں۔ ان چھ کتابوں میں سے دو کتابیں صحیحین ہیں۔ یعنی یہ کتابیں اور بھی زیادہ صحیح احادیث پر مبنی ہیں وہ ہیں بخاری شریف اور مسلم شریف ان دونوں کو صحیحین کہتے ہیں۔

خصائص صحاحِ ستہ:

اب یہ جو چھ کی چھ کتابیں ہیں نا یہ ہر محدث نے احادیث کو جمع کیا اور اس کا اپنا ذوق تھا، طبیعت تھی، اس کے مطابق اس نے احادیث کو جمع کیا۔ جیسے کسی چیز پر روشنی مختلف زاویوں سے ڈالتے ہیں تو چیز پوری طرح روشن ہو جاتی ہے، ایسے ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث کو محدثین نے مختلف زاویوں سے اکٹھا کیا۔ چنانچہ ان صحاحِ ستہ کی کتابوں کو دیکھا جائے تو ان حضرات نے ابتدا مختلف انداز سے کی ہے۔

مثال کے طور پر امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اصولِ حدیث کے بغیر حدیث کا فن

www.besturdubooks.wordpress.com

سیکھنا ناممکن تھا۔ اس لیے انہوں نے اپنی کتاب لکھنے سے پہلے ایک مقدمہ لکھا جس کو مقدمہ امام مسلم کہتے ہیں۔ یہ معروف ہے اصول حدیث کے بارے میں۔ تو انہوں نے اصول حدیث سے کتاب کی ابتدا کی۔

پھر ابنِ ماجہ کا مقصد یہ تھا کہ بھئی! حدیث پاک کو پڑھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے، یہ کام اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک انسان کے دل میں نبی علیہ السلام کی محبت نہ ہو۔ چنانچہ انہوں نے حبِ رسول کے باب سے اس کتاب کی ابتدا کی۔

امام ترمذی، امام ابو داؤد اور امام نسائی، ان تینوں کا مقصد تھا فقہی ترتیب پر احادیث کو جمع کرنا۔ چنانچہ انہوں نے فقہی ترتیب سے، کتاب الطہارۃ سے اس کی ابتدا کی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پیشِ نظر احکام شریعت کی وضاحت تھی کہ حدیث کا اصل مقصد کیا ہے؟

﴿لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ (النحل:۴۴)

''اے میرے محبوب! آپ وضاحت فرمائیں جو ان کی طرف نازل ہوا''

تو چونکہ حدیث احکامِ شریعت کی وضاحت کرتی ہے اور احکامِ شریعت کا مدار وحی پر ہے۔ تو انہوں نے كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ اس سے اپنی کتاب کا آغاز کیا۔ تاہم صحاحِ ستہ کا اپنا اپنا ایک رنگ ہے۔ جیسے مختلف پھول ہوتے ہیں نا! سب کے سب پھول ہیں مگر ہر پھول کی اپنی ایک خوشبو ہے اور اپنا ایک رنگ ہے۔ یوں سمجھیں کہ صحاحِ ستہ پھولوں کا ایک گلدستہ ہے جو اللہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو یکجا کروا دیا۔

صحاحِ ستہ کا خلاصہ:

چنانچہ شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ صحاح ستہ کا خلاصہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر:

⊙......ترمذی شریف پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ آئمہ مذہب ہر حدیث کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ یہ پتہ چلے گا کہ احناف کیا کہتے ہیں؟ شوافع کیا کہتے ہیں؟ حنابلہ کیا کہتے ہیں؟ فلاں نے کیا کہا؟ یہ کہاں سے پتہ چلے گا، یہ ہمیں ترمذی شریف کے پڑھنے سے پتہ چلے گا۔

⊙......پھر ابوداؤد شریف سے ان کے مزید دلائل ہمیں مل جائیں گے۔

⊙......اور بخاری شریف سے ان کے طریقۂ استنباط کا ہمیں پتہ چلے گا

⊙......اور مسلم شریف سے ان دلائل کی تقویت کے بارے میں جو مزید احادیث جن کو مؤیدات کہتے ہیں ان کا پتہ چلے گا۔

⊙......نسائی شریف میں یہ پتہ چلے گا کہ جو حدیث مستدل بن رہی ہے، اس میں کوئی علت تو نہیں ہے۔

⊙......اور ابنِ ماجہ کی مدد سے مصنف کی تحقیق کے بغیر علت تک پہنچنا قاری کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔

لہٰذا ہر کتاب کا اپنا ایک رنگ ہے کہ جس مطابق اس کو لکھا گیا۔

اصح الکتب:

ان میں دو کتابیں جن کو "صحیحین" کہا گیا، علما نے اس میں بھی کلام کیا کہ ان دو میں سے زیادہ صحیح کون سی ہے؟ تو کہا گیا کہ بخاری شریف

اَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللّٰهِ

اللہ کی کتاب یعنی قرآن کے بعد اس کائنات میں سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سب سے زیادہ صحیح کتاب اس کو کیوں کہا گیا؟ اس بارے میں کسی صاحب نے شعر لکھا ؎

تَنَازَعَ قَوْمٌ فِی الْبُخَارِی وَ مُسْلِمٍ لَدَیَّ فَقَالُوْا اَیُّ ذَیْنِ یُقَدَّمُ
فَقُلْتُ لَقَدْ فَاقَ الْبُخَارِیُّ صِحَّةً کَمَا فَاقَ فِی حُسْنِ الْقَنَاعَةِ مُسْلِمُ

وہ کہتے ہیں کہ صحت میں تو بخاری شریف کا پلہ بھاری ہے، البتہ حسنِ ترتیب میں مسلم شریف کا پلہ بھاری ہے۔

اصح الکتب ہونے کے دلائل

تو صحت میں بخاری شریف کو فوقیت ملی اس کی کیا وجہ تھی؟ اس کے پانچ مختلف دلائل ہیں، آپ یہ دلائل یاد رکھیے چونکہ اس کے متعلق آپ سے سوال بھی پوچھا جا سکتا ہے؟

﴿۱﴾ عدالت رواۃ:

پہلی دلیل عدالت رواۃ کے بارے میں ہے کہ راوی کتنے عادل ہیں؟ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے چار سو پینتیس (۴۳۵) منفرد رواۃ سے حدیث کو نقل کیا اور ان میں سے اسی (۸۰) تھے جو متکلم بھی تھے، جن کے اوپر مختلف محدثین نے کلام کیا، جرح کی۔

جبکہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے چھ سو (۶۰۰) منفرد محدثین سے روایت کی اور متکلم فیہ ایک سو ساٹھ تھے (۱۶۰) تو عدالتِ رواۃ کے نقطہ نظر سے دیکھیں تو بخاری شریف کا پلہ بھاری ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿۲﴾ تعدادِ حدیث:

پھر تعداد احادیث کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جن متکلم فیہ رواۃ سے احادیث لیں تو کسی سے ایک لی کسی دو لیں تو کسی سے چار لیں تھوڑی احادیث لیں جبکہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ان رواۃ سے درجنوں احادیث نقل کی ہیں ۔تو اس اعتبار سے بھی بخاری شریف کا پلہ بھاری نظر آتا ہے۔

﴿۳﴾ رواۃ:

پھر رواۃ کے بارے میں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جن منفرد رواۃ سے احادیث نقل کیں وہ ان کے اپنے اساتذہ اور اپنے شیوخ تھے۔تو اس کا مطلب یہ کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی زندگی کو قریب سے دیکھا اور جرح کرنے والے نے ممکن ہے اتنے قریب سے ملاحظہ نہ کیا ہو۔ان کی زندگی کو تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی، ان کو قریب سے دیکھنا، پھر ان سے حدیث کی روایت کرنا، اس بات کی دلیل کہ یہ متکلم فیہ رواۃ جو تھے یہ اتنے کمزور نہیں تھے۔جبکہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے جن رواۃ سے نقل کی وہ متکلم فیہ تھے، وہ ان سے پہلے ہی دنیا سے چلے گئے تھے۔تو اس لحاظ سے بھی بخاری شریف کا پلہ بھاری نظر آتا ہے۔

﴿۴﴾ معیار:

پھر معیار، کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو معنعن کے ذریعے سے حدیث نقل کرتے ہیں اس میں استاد اور شاگرد کا ہم عصر ہونا کافی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ نہیں ان کا لقا ہونا ضروری ہے۔اس سے بھی ان کا پلہ بھاری۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿۵﴾ علت:

پھر آخر میں جو علت ہے اس کو دیکھیں! امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کل کتاب میں سے اسی ا(۸۰) احادیث پر کلام کیا گیا ہے۔ جبکہ مسلم شریف کی ایک سوتیں احادیث پر کلام کیا گیا ہے، تو اس لحاظ سے بھی بخاری شریف کا پلہ بھاری ہے۔

تو یہ پانچ ایسے دلائل ہیں کہ جن کی وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ بخاری شریف اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔

خصائصِ بخاری شریف:

امام بخاری کی کتاب میں کچھ خاص خوبیاں بھی ہیں جو ان کو دوسری کتابوں سے ممتاز کرتی ہیں۔

- ......ان میں سے پہلی خوبی تراجمِ ابواب کہ انہوں نے مختلف ابواب کے اندر خلاصہ بیان کیا ہوا تھا۔ وہ جو تراجم ہیں وہ بڑے معرکۃ الابواب ہیں۔
- ......اور پھر اس ترجمۃ الباب کے اندر قرآن پاک کی آیات بھی لاتے ہیں۔ اب جب احادیث کی تائید میں قرآن پاک کی آیات لے کر آئیں تو مضمون اور بھی زیادہ پکا ہو جاتا ہے۔ تبھی تو یہ چیز اقویٰ بن گئی۔
- ......اس حدیث کی تفصیل بیان کرنے میں جو سب سے پہلے وہ اثر لاتے ہیں وہ راجح ہوتا ہے، یہ ان کے نزدیک اس کو سب سے زیادہ ترجیح ہوا کرتی ہے۔
- ......بخاری شریف میں کوئی حدیث ایسی نہیں جو انہوں نے علیٰ سبیل المکاتبہ اپنے استاد سے لی ہو۔ یعنی تمام احادیث لکھ کر نہیں بلکہ سماع کے ذریعے سے لی گئی ہیں۔
- ......پھر کئی جگہوں پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بدا کا لفظ لاتے ہیں جیسے بدء الوحی اسی طرح

www.besturdubooks.wordpress.com

بدء الحیض بدء الآذان بدء الخلق۔

◎......پھر برایت اختتام کی طرف بار بار اشارہ کرتے ہیں۔ برآیتِ اختتام کہتے ہیں کہ بھئی آخر پر جو حدیث آتی ہے وہ ایک تو مضمون کو اچھے انداز سے بیان کر کے پھر انسان کو آخرت کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ یہ اس کی خاص خوبی ہے۔ محدثین نے لکھا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے طالب علموں کو بار بار اپنی آخرت کی طرف یاد دلواتے رہتے تھے۔

◎......فترت کے بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے انہوں نے کتاب کا آغاز کیا۔

◎......اور پھر بخاری شریف میں بائیس (۲۲) عدد ثلاثیات ہیں۔

ثلاثی اس حدیث پاک کو کہتے ہیں جس میں مصنف اور نبی علیہ السلام کے درمیان میں صرف تین واسطے ہوں۔ یوں پھر کم سے کم واسطے ہیں اس لیے اس حدیث پاک کا مرتبہ بلند ہوتا ہے، بہت اعلیٰ ہو جاتا ہے۔

تو یہ بخاری شریف کی چند خاص خوبیاں تھی جس کی وجہ اس کتاب کو اللہ رب العزت کی طرف سے قبولیت ملی۔

بخاری شریف کا آغاز:

اب ذرا کتابوں کی طرف متوجہ ہوں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے اپنی کتاب کا آغاز کیا۔ یہ ان کا آغاز عام ترتیب سے ذرا ہٹ کر ہے۔ کیونکہ اکثر مؤلفین حمد سے، صلوٰۃ سے اور شہادت سے اپنی کتابوں کا آغاز کرتے ہیں اور اس بارے میں حدیث پاک بھی ہے کہ

((كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيْهِ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَ الصَّلٰوةُ عَلَيَّ فَهُوَ اَقْطَعُ وَ اَبْتَرَ مَمْحُوقٌ مِنْ كُلِّ بَرَكَةٍ))

www.besturdubooks.wordpress.com

''ہر مہتم بالشان کام جو اللہ تعالیٰ کی حمد اور میرے اوپر درود سے شروع نہ ہو وہ کٹا ہوا اور ہر قسم کی برکت سے خالی ہوگا''

تو اس کے پیشِ نظر مؤلفین اس کا انتظام فرماتے ہیں کہ تحمید سے کام شروع ہو جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بسم اللہ سے کام شروع کیا۔

اعتراض:

تو یہاں ایک اعتراض وارد ہوا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے الحمد للہ سے کتاب کا آغاز کیوں نہیں کیا؟ اس کے محدثین نے بہت سارے جواب دیے ہیں مگر یہ عاجز وقت کو سامنے رکھتے ہوئے صرف دو تین جواب بتائے گا جو سمجھنے آسان ہوں گے۔ ٹھوس ہوں گے، پکے ہوں گے تو آپ کے لیے یاد کرنا بھی آسان ہو جائے گا۔

جواب ۱:

ان میں سے پہلا جواب یہ دیا گیا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جب کتاب لکھنی تھی

اِنَّہٗ حَمِدَ لَفْظًا لَا کِتَابَۃً

انہوں زبانی الحمد للہ پڑھ لیا، حدیث مبارکہ پر عمل ہو گیا باقی لکھنے میں بسم اللہ سے شروع کر دیا، ایک جواب تو اس کا یہ ہو گیا۔

جواب ۲:

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بسم اللہ سے ابتدا کی تو بسم اللہ کے اندر ہی اللہ کی حمد موجود ہے۔ مثلاً بِسْمِ اللّٰہِ پڑھتے ہوئے آپ اللہ تعالیٰ کو اَلرَّحْمٰنِ اور الرَّحِیْم کہتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں، جہاں بھی صفاتی نام کا

www.besturdubooks.wordpress.com

تذکرہ آئے وہاں تعریف تو ہوگئی نا۔ تو گویا بسم اللہ کے اندر کیونکہ تحمید موجود تھی اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اکتفا کیا۔

جواب ۳:

اور تیسرا جواب وہ بھی زیادہ ٹھوس اور پکا ہے۔ وہ کیا ہے؟ علما نے لکھا کہ یہ جو حدیثِ مبارکہ ہے نا! کہ الحمد للہ سے ابتدا کریں، یہ خُطب کے لیے ہے کتب کے لیے نہیں ہے۔ یعنی خطبات کے لیے ہے، اس لیے خطبہ دینے والے اکثر الحمد لله و کفی سے شروع کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ خُطب کے لیے ہے۔ بھئی کتب کے لیے کیوں نہیں ہے؟ تو اس کے لیے انہوں نے نبی علیہ السلام کے مبارک عمل کی دلیل پیش کی کہ دیکھو! صلح حدیبیہ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے جب معاہدہ لکھا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے بسم اللہ لکھوائی اور بسم اللہ کے بعد معاہدہ لکھا تو نبی علیہ السلام کا مبارک عمل موجود ہے کہ کتب کے لیے پہلے بسم اللہ لکھو اور پھر اس کا آغاز کرو۔ تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کی پیروی میں بسم اللہ لکھ کر آگے حدیث لکھی ہے۔

بدء الوحی سے ابتدا کیوں کی؟

آگے باب شروع ہوا کیف کان بدء الوحی الی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اس میں امام بخاری نے بدایۃ وحی کی بات کی ہے کہ وحی اترنے کی بات۔ تو بھائی طالب علم کے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا کیوں کیا؟

حصولِ علم کے ذرائع

تو سنیے! علم حاصل کرنے کے مختلف ذرائع ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

(۱) حواسِ خمسہ کے ذریعے علم:

ایک تو علمِ ظاہری جو ہم حاصل کرتے ہیں حواس خمسہ کے ذریعے۔ پانچ حواس سائنس بھی کہتی ہے، مثلاً دیکھنے سے علم حاصل ہوتا ہے، معلومات حاصل ہوتی ہیں، مگر اس پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔ آنکھ دھوکا دیتی ہے۔ آپ گاڑی چلا رہے ہیں، گرمی کے موسم میں سامنے نظر آتا ہے کہ پانی ہے، وہ پانی نہیں ہوتا دھوپ کی وجہ سے ہوتا ہے، اس کو سراب کہتے ہیں۔ تو آنکھ نے دھوکا دیا نا۔ اسی طرح بعض دفعہ یوں ہوتا ہے کہ آپ گاڑی میں بیٹھے ہیں اور آپ کی گاڑی کھڑی ہے، قریب سے دوسری گاڑی جب گزرتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ ہم چل رہے ہیں، حالانکہ آپ تو نہیں چل رہے ہوتے، کھڑے ہوتے ہیں۔ اس کو کہتے ہیں انگلش میں Illusion (آنکھ کا دھوکا) تو جو چیز دھوکا دے سکتی ہے اس کی معلومات پر کیا اعتبار کرنا۔

پھر اس کے بعد ہے انسان کا سننا، سننے میں بھی دھوکا ہے۔ استاد کہتا کچھ ہے شاگرد سنتا کچھ ہے، یہ تجربے ہیں ہمارے۔ اب تیسری چیز آ گئی سونگھنا، تو بھائی جس آدمی کو نزلہ زکام ہو، تو مشک ہو یا عنبر کستوری، اس کے لیے سب برابر ہیں، اسے اس سے خوشبو نہیں آ رہی، اس کا بھی دھوکا ہے۔

پھر اس کے بعد چکھنا ہے، آپ کو معلوم ہے کہ ذرا طبیعت خراب ہو تو پھل بھی کڑوا لگتا ہے۔

اور آخری چیز ہے چھونا، پاؤں سن ہوتا ہے تو پاؤں کو بے شک بلیڈ سے کاٹ دو پتہ ہی نہیں چلتا کہ کیا ہو رہا ہے؟ کیا نہیں ہو رہا؟ تو ان حواس کے اوپر جو معلومات ملیں علم ملا اس پر ہم یقینی طور پر اس انحصار نہیں کر سکتے۔ ٹھیک بھی ہو سکتا ہے ٹھیک نہیں بھی ہو سکتا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

لہٰذا حواسِ خمسہ سے ملنے والا علم کبھی بھی قابلِ اعتبار نہیں ہوتا،

(۲) عقل کے ذریعے علم:

اس کے بعد دوسرا علم حاصل کرنے کا ذریعہ انسان کی عقل ہے، عقل کے ذریعے علم حاصل ہوتا ہے۔ تو بھائی عقل پر بھی اعتبار نہیں کر سکتے، عقل عیار ہے سو بھیس بنالیتی ہے۔ اب سوچیں عبدالرحمن نامی ایک شخص تھا، تاریخ میں اس کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ قرامطہ فرقے کا بانی تھا اور وہ ایسا کم عقل تھا کہ اس نے یہ کہا کہ بھائی اپنی بہن کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے اور دلیل کیا دی؟ کہ جی بہترین بیوی وہ ہوتی ہے جو انسان کی شخصیت کو سمجھتی ہو، تو بہن سے زیادہ کون سمجھ سکتا ہے؟ اب عقل نے کیا دھوکا دیا؟ یہ بھول گیا کہ ماں اور بہن جیسے قریبی رشتوں پر بھی شہوت کی نظر پڑے گی تو پھر حیا دنیا میں کہاں رہا؟ اس بیچارے کو عقل نے دھوکا دیا۔

اب ایک ملک ہے، جو ہے بڑا ترقی یافتہ۔ اس کی پارلیمنٹ کے اندر تالیوں کی گونج میں یہ بل پاس ہوا کہ جی مرد مرد سے شادی کر سکتا ہے اور عورت عورت سے شادی کر سکتی ہے۔ عقل کے اندھوں کی عقل پر تو اعتبار نہیں کر سکتے۔

(۳) وحی کے ذریعے علم:

تیسرا علم حاصل کرنے کا ذریعہ وحیِ الٰہی ہے کہ اللہ رب العزت کی طرف سے انبیائے کرام کو جو علم ملا وہ ایسا علم ہے جو سچا اور پکا اور اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اللہ نے علم دیا، اس کے بارے میں فرمایا:

﴿لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ﴾ (حم سجدہ:۴۲)

www.besturdubooks.wordpress.com

''اس میں جھوٹ کا دخل نہ آگے سے ہوسکتا ہے نہ پیچھے سے اور حکمت اور خوبیوں والی ذات نے اتاری ہے''

تو ایسا پکا علم ہے، لہٰذا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلا باب **بدء الوحی** کے بارے میں باندھا ہے۔ اب یہاں یہ نکتہ بھی ذہن میں رکھیے کہ یہ لکھنے کے بعد **کیف کان بدء الوحی** آگے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک آیت مبارکہ لائے ہیں فرمایا:

﴿اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ كَمَا اَوْحَيْنَا اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ﴾

(النساء:۱۶۳)

''بے شک ہم نے آپ کی طرف وحی کی جیسا کہ وحی کی حضرت نوح علیہ السلام پر اور ان کے بعد آنے والے نبیوں پر''

تو اس آیت کو لانے میں کیا مقصود تھا؟ مقصد یہ تھا کہ وحی دو طرح کی ہوتی ہے ایک کو تو الہام کہتے ہیں۔

﴿وَ اَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰى اَنْ اَرْضِعِيْهِ﴾ (القصص:۷)

''اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی بھیجی''

یہاں الہام ہورہا، اسی طرح فرمایا:

﴿وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ﴾ (النحل:۶۸)

''اور تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھیوں کو کہا''

الہام ہورہا ہے۔ تو وحی سے مراد یہ الہام بھی تو ہوسکتا تھا لیکن نہیں، اس آیت کو لاکر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتلا رہے ہیں کہ جس وحی کا تذکرہ ہورہا ہے۔ یہ وہ وحی ہے جو پہلے انبیا پر آتی رہی اور اس کا سلسلہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد چھ سو سال سے تقریباً بند تھا۔ اب اس وحی کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا، اس لیے اس وحی کے اوپر ہم یقین سے

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنا اعتقاد کر سکتے ہیں۔ یہ وہی وحی ہے جو سیدنا نوح علیہ السلام پر بھی اتری۔ انبیا پر اس کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ وہی ہے جس کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا۔

نوح علیہ السلام پر وحی کا تذکرہ کیوں؟

یہاں پر ایک تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ فرمایا گیا کہ آپ پر وحی بھیجی جیسی نوح علیہ السلام پر بھیجی تو اس پر اور انبیاء کا تذکرہ کیوں نہ کیا؟ تو علما نے اس کے مختلف جواب دیے۔ بعضوں نے یہ فرمایا کہ نوح علیہ السلام پہلے نبی ہیں جن کو باقاعدہ حلال اور حرام کا علم عطا کیا۔ اس سے پہلے بھی علم تھا مگر کوئی باقاعدہ شریعت کی شکل نہیں تھی، ان سے سلسلہ شروع ہوا۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو پہلے دن اس کو کرتہ اور پاجامہ تو کوئی نہیں پہناتا، اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ بس کپڑے میں لپیٹ دیتے ہیں۔ پھر کئی مہینے اسی طرح گزر جاتے ہیں تب جا کر اس کو کرتہ پہناتے ہیں، پھر تھوڑا بڑا ہو جاتا ہے تو پھر کرتے کے ساتھ پاجامہ بھی پہنا دیتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ لباس پہلے دن اس کے جسم پر نہیں چڑھا دیا کچھ وقفے کے بعد وہ لباس پہننے کے قابل ہوا تب لباس کی شکل میں پہنایا۔ چنانچہ آدم علیہ السلام جب دنیا میں تشریف لائے تو انسانیت تو بچے کی طرح تھی۔ شریعت کی پوشاک نہیں پہن سکتی تھی، آدم علیہ السلام کو صرف اشیا کے ناموں کا علم دے کر بھیجا گیا، کوئی لکھنا بھی نہیں جانتا تھا۔ حضرت ادریس علیہ السلام تشریف لائے تو علم القلم لکھنے کا علم لے کر آئے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام وہ پہلے پیغمبر ہیں جن کو باقاعدہ ایک شریعت کی شکل میں دین دیا۔ اس لیے فرمایا کہ جیسے آپ کو ہم نے یہ شریعت دی ایسے ہی ہے جیسے نوح علیہ السلام کو دی۔

دوسرا اس کا آسان جواب یہ ہے کہ نوح علیہ السلام وہ پہلے پیغمبر ہیں جن کی قوم نے ان کی بات کا انکار کیا اور من حیث القوم ان کے اوپر عذاب آیا۔ دنیا سے نام ونشان

www.besturdubooks.wordpress.com

مٹا کر رکھ دیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اس کا مقصد یہ تھا کہ اے قریشِ مکہ تم سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم تھی جس نے انکار کیا اور اس قوم کو ہم نے مٹا کر رکھ دیا اور تم بھی اگر نبی علیہ السلام کا انکار کرو گے تو ہم تمہارے نام ونشان کو مٹا کر رکھ دیں گے۔ اس لیے نوح علیہ السلام کی طرح کہا۔

سندِ حدیث کے لطیف نکات:

اب آگے اس حدیثِ مبارک کی سند ہے۔ اب اس سند کے اندر عجیب وغریب نکات ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں یہ خاص چیز ہے کہ لطیف اشارات ہوتے ہیں۔ اور اس پر اتنا امت کے علما نے کام کیا ہے کہ لگتا ہے کہ لہو لگا کر شہیدوں میں شامل ہونے والا مسئلہ رہا، کسی نے کسی انداز سے کام کیا، کسی نے کسی انداز سے، چنانچہ اشارات جمع ہو گئے، اب اس سند کے اندر جو مختلف اشارات ہیں تو ان کو ذرا دیکھیے! کتاب میں سے۔

⊙......اس کی روایت شروع ہوتی ہے حدثنا الحمیدی سے، اس میں ایک تو صحابی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حدیث مبارکہ کو نقل فرما رہے ہیں، پھر ان کے ساتھ جو تین اور حضرات ہیں، حضرت علقمہ محمد بن ابراہیم اور یحی بن سعید رحمہ اللہ علیہم یہ تینوں تابعی ہیں۔ بلکہ بعض نے تو لکھا کہ علقمہ صحابی ہیں، یعنی مختلف فیہ روایات ہیں، اس معاملے میں۔ اگر ان کو صحابی مانا جائے تو پھر دو صحابی اور دو تابعی ہوئے اور اگر تابعی ہیں تو ایک صحابی اور تین تابعی اس کے اندر آجائیں گے۔

⊙......اور پھر اس حدیثِ مبارکہ میں جو حدیث کو روایت کرنے کے مختلف الفاظ ہوتے ہیں، وہ سب صیغے جمع ہو گئے ہیں۔ مثال کے طور پر ''حَدَّثَنَا'' تحدیث سے، اخبار سے اخبرنا، یہ بھی اس کے اندر روایت کے اندر لفظ موجود ہے، قَالَ اَخْبَرَنِیْ

www.besturdubooks.wordpress.com

مُحَمَّد بنِ اِبْرَاهِیْم یہ لفظ بھی موجود ہے۔ پھر سَمِعْتُ سماع بھی آ گیا، وہ بھی اس کے اندر موجود ہے۔ پھر قال قول بھی آ گیا، وہ صیغہ بھی موجود ہے۔

◉...... پھر یہ جو یحیی بن سعید ہیں نا! ابوذر کے نسخے (امام بخاری کے مختلف حضرات سے نسخے ہیں) میں یہ حدیث عن سے بھی مروی ہے۔ تو معنعن وہ بھی اس میں ہے۔ یعنی روایتِ حدیث کے جتنے صیغے تھے وہ سب اس حدیث پاک میں جمع ہو گئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر دیکھو کیسی حدیثِ مبارکہ پر پڑی کہ سند کے اعتبار سے دیکھو! اس میں کیا کیا لطائف موجود ہیں۔

ایک بات ذہن میں رکھیں کہ جس حدیث پاک کو حدثنی و اخبرنی ان الفاظ سے روایت کیا جائے تو کیا فرق ہوتا ہے؟ حدثنی کا مطلب ہوتا ہے کہ استاد خود حدیث پڑھے اور شاگرد اس کو سنے۔ اور اگر شاگرد پڑھے اور استاد سن کر تصدیق کرے تو اخبرنی۔ تو ایسی دونوں صورتوں میں بار بار حدیث کو بیان کرنے کے لیے سندِ متصل جو ہے وہ بیان کرنی ضروری نہیں ہوتی، اس کے لیے و بہ قال یہ لفظ کہہ دے۔ جیسے ایک بندہ کہے بسند المتصل منی الی امام همام تو اتنی لمبی سند پڑھنے کا مخفف کیا ہوا؟ ایسی دو حدیثوں کے لیے وبہ قال بس یوں پڑھ دیں تو وہ سند متصل کہلاتی ہے۔

◉...... اب ایک نکتہ اور بھی ہے کہ اس حدیث کو جو روایت کرنے والے ہیں حدثنا الحمیدی یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے وہ استاد ہیں جو مکی ہیں اور قریشی ہیں، مکی بھی تھے اور قریشی بھی۔ اب قریش کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

«قَدِّمُوْا قُرَیْشٍ»

قریش کو مقدم کرو!

www.besturdubooks.wordpress.com

اور فرمایا:

((اَلْاَئِمَّةُ مِنَ الْقُرَيْش))

چونکہ نبی علیہ السلام کا یہ حکم بھی تھا تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان احادیث پر عمل کرتے ہوئے اپنے مکی استاد قریشی اسناد کی حدیث کو سب سے پہلے لائے۔

◉ ...... پھر ایک اور نکتہ بھی ہے کہ پہلی حدیث تو ہے مکی استاد سے اور دوسری حدیث جو آگے آرہی ہے قال اخبرنا مالك یہ مالک مدنی ہیں۔ تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی کتاب مکی استاد سے اور دوسری کتاب مدنی استاد سے لی۔ تو وحی کی ابتدا مکہ سے ہوئی اور وحی کی انتہا مدینہ میں۔ تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھو کیسی حدیث کی ترتیب ڈالی۔

◉ ...... پھر اس میں ایک نکتہ اور بھی ہے کہ بخاری شریف کی پہلی حدیث حمیدی سے ہے اور آخری حدیث مبارکہ احمد بن اشراف سے ہے۔ تو وہ بھی حمد سے۔ تو پوری زندگی مومن کی حمد ہی حمد ہوتی ہے۔ قرآن مجید کی ابتدا حمد سے، جنت کا آخری کلام ہو گا: وَ آخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن قیامت کے دن نبی علیہ السلام کے ہاتھ میں جو جھنڈا ہوگا وہ لواء الحمد اور نبی علیہ السلام کو جنت میں جو گھر ملے گا بیت الحمد تو معلوم ہوا کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حمد کی طرف بندے کو متوجہ کرنا چاہتے تھے۔

◉ ...... پھر بخاری شریف کی پہلی حدیث کے راوی ہیں صحابی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور آخری حدیث کے راوی ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے تھے کہ بھئی اگر تم عمر رضی اللہ عنہ کی طرح زندگی گزارنا چاہتے ہو تو تمہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح علم کا طالب بننا پڑے گا اور اس کے لیے اللہ کا ذکر کام آئے گا۔ تو اس لیے آخری حدیث ہے:

((كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰن))

www.besturdubooks.wordpress.com

⊙......اور آخری نکتہ اس میں یہ ہے کہ یہ جو پہلی حدیث ہے یہ سند کے اعتبار سے ''غریب'' کہلاتی ہے یعنی کسی ایک طبقہ میں کوئی ایک راوی ہوگا۔ جیسے صحابہ میں یہ عجیب بات ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ ممبر پر بیان کر رہے ہیں تو سننے والے ہزاروں صحابہ ہوں گے۔ لیکن اللہ کی شان روایت جب آگے چلی تو ایک ہی صحابی رضی اللہ عنہ جس نے بھی روایت کی، آگے عمر رضی اللہ عنہ کا نام لے کر ہی کی۔ چونکہ ایک صحابی ہیں اس لیے اس کو غریب کہا گیا اور آخری جو روایت ہے بخاری شریف کی وہ بھی سند کے اعتبار سے غریب ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ طالب علم کو اصل میں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ

((كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ))

اور یہ بھی کہنا چاہتے تھے کہ

((بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَ سَيَعُودُ غَرِيبًا وَ طُوبَى لِلْغُرَبَاءِ))

یہ تو تھا اس کی سند کے بارے میں۔

حدیث مبارکہ کی ترجمۃ الباب سے مطابقت:

اب ذرا اس کے مضمون کی طرف توجہ کریں کہ آگے حدیث مبارکہ کا مضمون کیا ہے؟ حدیثِ مبارکہ ہے۔

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ))

''تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے''

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے، بڑا مشہور سوال کہ حدیث پاک کا مضمون تو ہے اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ اور ترجمۃ الباب کے اندر بدء الوحی کا تذکرہ تھا، تو یہاں اعمال کا تذکرہ، وہاں وحی کا تذکرہ کوئی مناسبت نہیں نظر آتی۔ پھر جو آیات لائے ہیں وہ بھی حضرت نوح علیہ السلام والی اس میں بھی مناسبت نظر نہیں آتی۔ تو آخر امام

www.besturdubooks.wordpress.com

بخاری رحمۃ اللہ علیہ ترجمۃ الباب کی کس مناسبت کی وجہ سے اس حدیث مبارکہ کو یہاں لائے ہیں۔تو یہ سوال مشہور ہے جو پوچھا جاتا ہے۔

اب اس کے کئی جواب ہیں، ان میں سے جو مختصر دو تین جواب ہیں وہ یہ ہیں۔

جواب ۱ کہ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ وحی کے ذریعے سے انسان کو احکام کا پتہ چلتا ہے، اس پر اعمال کرنے فرض ہوجاتے ہیں اور جن سے بچنا فرض ہوتا ہے ان کا بھی پتہ چلتا ہے۔اس کو کہتے ہیں ورودِ اعمال کہ وحی کے ذریعے سے ورودِ اعمال ہوگیا۔ پتہ چل گیا کہ حلال کیا ہے؟ حرام کیا ہے؟ کرنا کیا ہے اور نہ کرنا کیا ہے؟ تو وہ فرماتے تھے کہ ایک ورودِ اعمال ہے، اس کا تعلق وحی کے ساتھ ہے اور ایک ہے صدورِ اعمال۔ اعمال کا ہونا اس کا تعلق نیت کے ساتھ ہے، اس مناسبت کی وجہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں حدیث لائے کہ ادھر وحی کا تذکرہ تھا ورودِ اعمال کا اور حدیث مبارکہ میں تذکرہ تھا نیت کا۔ صدورِ اعمال کا اس لیے حدیثِ مبارکہ کو یہاں لائے ہیں۔

جواب ۲ اور دوسرا یہ کہ وحی کا معنی ہوتا ہے احکام شرعیہ کا پتہ چلنا اور اعمال ٹھیک کیسے ہوتے ہیں؟ وہ نیت کے ذریعے جس کا حدیث میں تذکرہ، اس لیے آپس میں ان کی مناسبت کا تذکرہ کیا۔

جواب ۳ تیسری ایک بات اور کہ وحی انسان کو شرح صدر حاصل ہونے کا ذریعہ ہے کہ وحی اترتی ہوتی تھی تو اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو تسلی ہوجاتی تھی۔

﴿كَذَالِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ﴾ (الفرقان:۳۲)

تو وحی کے ذریعے سے بھی شرح صدر حاصل ہوا اور اعمال کے ذریعے سے بھی شرح صدر حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ

www.besturdubooks.wordpress.com

مَنْ اَخْلَصَ عَبْدًا لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا اِلَّا ظَهَرَتْ يَنَابِيْعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ

''چالیس دن اخلاص کے ساتھ جو نیک اعمال کرے تو اللہ اس کے قلب اور زبان پر حکمت کے چشمے جاری فرما دیتے ہیں''

تو اس سے بھی شرح صدر اس سے بھی شرح صدر، اس مناسبت کی وجہ سے اس مضمون کو یہاں لائیں ہیں۔

جواب ۴ اور آخری جواب یہ ہے کہ وحی عمل کے لیے ہوتی ہے اور عمل نیت کے ذریعے سے ہوتا ہے تو اس مناسبت کی وجہ سے بھی یہاں لائے ہیں۔

حدیث مبارک کی اہمیت:

مگر اس حدیثِ مبارکہ کی بڑی اہمیت ہے، چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وہ فرماتے ہیں:

((اِنَّ هٰذَا الْحَدِيْث يَدْخُلُ فِيْهِ نِصْفُ الْعِلْمِ))

''کہ اس حدیث میں دین کا آدھا علم ہے''

آدھا علم کیسے ہوا؟ بھئی اعمال یا اعضا اور جوارح سے ہوتے ہیں یا پھر قلب سے ہوتے ہیں تو آدھا علم اگر جوارح کا تو آدھا علم قلب کا۔ اس حدیث کا تعلق انسان کے قلب سے ہے لہٰذا آدھا علم ہوا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے۔ جوامع الکلم وہ احادیث ہیں جن کے الفاظ تھوڑے ہیں مضمون بہت وسیع ہے۔ جیسے ہم کہتے ہیں نا دریا کو کوزے میں بند کر دینا تو نبی علیہ السلام اس طرح سمندر کو کوزے میں بند فرما دیتے تھے۔ تو یہ حدیث مبارکہ ان میں سے ہے اور اس میں تیسرا حصہ دین کا آ گیا۔ تیسرا

www.besturdubooks.wordpress.com

حصہ کیوں کہا؟ دین تین حصوں پر مشتمل ہے، ایک ایمان دوسرا اعمال اور تیسرا اخلاص اور اس حدیث کا تعلق کس کے ساتھ ہے اخلاص کے ساتھ۔ لہٰذا دین کا تیسرا حصہ اس حدیث پاک میں آ گیا، بلکہ عبدالرحمن بن مہدی، وہ تو یہاں تک فرماتے ہیں:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یُّصَنِّفَ کِتَابًا فَلْیَبْتَدِئْ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ

جو آدمی کتاب لکھنے کا ارادہ کرے، اس کو چاہیے کہ اس حدیث سے کتاب کو شروع کرے۔ تو محدثین نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تائید کی کہ واقعی ابتدا میں اسی حدیث مبارکہ کو ہی آنا چاہیے۔

مباحثِ حدیث

اب حدیث مبارکہ کے اندر کیا کیا مباحث ہیں؟ تو مختصر ان کو بھی سن لیجیے۔

(۱) اعمال اور نیات دونوں جمع:

فرمایا:

((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ))

اعمال کا دارومدار نیت کے اوپر ہے۔ یہاں اعمال اور نیات دونوں صیغے جمع کے آئے ہیں۔ اعمال بھی جمع اور نیات بھی جمع اس کو کہتے ہیں۔ مُقَابَلَۃُ الْجَمْعِ بِالْجَمْعِ۔ جمع کے مقابلے میں جمع لانا۔ مقصود کیا تھا کُلُّ عَمَلٍ بِنِیَّتِہٖ۔

اچھا ایک اور حدیث مبارکہ ہے اس میں فرمایا ((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّۃِ)) اس میں اعمال کو جمع لائے اور نیت کو مفرد لائے۔ تو محدثین نے اس کا جواب دیا کہ اعمال کے لیے اعضا ہیں جو بہت سارے ہیں، اس لیے جمع لائے اور نیت کے لیے ایک ہی عضو ہے اس لیے نیت کو مفرد لائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿۲﴾ عمل اور فعل کا فرق:

پھر یہاں پر اعمال کا لفظ استعمال ہوا افعال کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔ کیونکہ اعمال ذی عقل بندے سے ہوتے ہیں اور افعال ذی عقل سے بھی ہو سکتے ہیں اور ناقص العقل سے بھی ہو سکتے ہیں۔ عمل وہ کام ہے جو مکلف سے صادر ہو جب کہ فعل غیر مکلّف کیلیے بھی مستعمل ہے۔ اس لیے جہاں بھی تذکرہ ہوا وہاں فرمایا: وَاعْمَلُوْا صَالِحًا نیک عمل کرو۔ یہ کہا گیا، وَافْعَلُوْا صَالِحًا کہیں نہیں کہا گیا۔

﴿۳﴾ نیت اور ارادے کا فرق:

پھر یہاں پر نیت کا تذکرہ ہے ارادہ کا نہیں۔ محدثین نے لکھا کہ نیت کے پیچھے انسان کی کوئی نا کوئی غرض ہوتی ہے، جب کہ ارادہ بغیر کسی غرض کے ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کیلیے ارادہ کا لفظ مستعمل ہے، اس لیے یہاں نیت کا تذکرہ ہے۔

اب یہاں پر بعض فقہانے تو اس کا معنیٰ یہ لیا کہ

((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اِنَّمَا تَصِحُّ الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ))

اعمال کی صحت کے ہونے اور نہ ہونے کا مدار نیت کے اوپر ہے۔

بعضوں نے کہا نہیں! اس کا معنیٰ ہے۔

اِنَّمَا ثَوَابُ الْاَعْمَالِ بِالنِّیَّةِ

''عمل کا ثواب جو ہے وہ نیت پر ہے''

مثال کے طور پر ایک بندہ نیت کر کے وضو کرتا ہے تو ثواب ملے گا اور ایک بندے کو کسی نے پانی میں دھکا دے دیا وضو اس کا بھی ہو گیا لیکن ثواب نہیں ملے گا۔ یہ جو فقہاء کا فرق تھا یہ اس معنیٰ کی وجہ سے آیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۴ تعددِ نیت کے ثمرات:

پھر آگے فرمایا:

((اِنَّمَا لِامْرِءٍ مَّا نَوٰی))

اور بندے کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی

تو بعض محدثین نے کہا کہ یہ پہلے مضمون کی وضاحت کے لیے ہے، مؤکد کرنے کے لیے اس کو دوبارہ فرمایا گیا۔ بعض نے کہا کہ نہیں یہاں اور مضمون ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اعمال کا مدار نیت پر ہے، پھر بندے کے لیے وہی کچھ ہے جو نیت کرے گا۔ فرماتے ہیں کہ یہاں سے یہ پتہ چل رہا ہے کہ اگر ایک عمل میں کئی نیتیں کر لو گے تو عمل کا ثواب اتنے گنا زیادہ بندے کو ملے گا۔ تعددِ نیت کی وجہ سے ثواب بڑھ جائے گا وہ کیسے؟

عزیز طلبا! ذرا توجہ فرمائیں! ایک بندہ مسجد میں آتا ہے، عوام الناس میں سے ہے اور کہتا ہے کہ جی بس میں جا رہا ہوں نماز پڑھنے، اب اس کو نماز پڑھنے کا ایک ثواب ملا۔ ایک طالب علم ہے، اس کو پتہ ہے کہ مجھے مسجد جانے کے لیے کئی نیتوں کو جمع کرنا ہے، چنانچہ وہ کیا سوچتا ہے کہ میں مسجد میں جاؤں گا، وہاں جا کر میں اللہ کا ذکر کروں گا، وہاں جا کر میں قرآن پاک کی تلاوت کروں گا، وہاں جا کر نفلی اعتکاف کروں گا، وہاں جا کر میں جماعت کے ساتھ بھی نماز پڑھوں گا اور اکیلے بھی سنن اور نوافل پڑھوں گا، مسجد میں جا کر میں دعا بھی کروں گا، مسجد میں جا کر میں لایعنی سے بھی بچوں گا اور مسجد میں جا کر میں مسلمان بھائیوں کی زیارت بھی کروں گا۔ اب دیکھیں ایک ہی عمل تھا، اب اس عمل میں کتنی نیتیں جمع ہو گئیں۔ جتنی نیتیں زیادہ ہوں گی اس بندے کو اتنا ثواب زیادہ ہو گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ بعض محدثین نے لکھا ہے کہ کپڑے پہننے میں چالیس نیتوں کو جمع کیا جا سکتا ہے، جب کہ ہم ایک نیت کرتے ہیں۔ یہاں سے پتہ چلا کہ طالب علم اسی عمل کا بہت زیادہ اجر پا لیتا ہے علم کی وجہ سے اور عوام الناس علم نہ ہونے کی وجہ ایسے اجر سے محروم ہو جاتے ہے۔

۵ حسنِ نیت کے کرشمے:

پھر اس میں ایک اور بات بھی آ گئی کہ انسان کو وہی ملے گا جو نیت کی تو اس کا مطلب ہے کہ ہم اپنی عادت کو بھی اپنی عبادت بنا سکتے ہیں، وہ کیسے بھئی؟ ہر بندہ بچے سے پیار کرتا ہے، لیکن اگر پیار کرنے والا اس نیت سے پیار کر رہا ہے کہ اللہ کے حبیب ﷺ بچوں سے پیار فرماتے تھے، سنت کی نیت سے کر رہا ہوں تو اب یہ پیار کرنا عبادت بن گیا۔ ہر بندہ ماں باپ کو دیکھتا ہے، اس نیت سے کہ اگر دیکھا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی محبت کی نظر ماں اور باپ کے چہرے پہ ڈالے گا، اللہ اس کو ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب عطا فرمائیں گے تو ماں باپ کے چہرے کو دیکھنا بھی عبادت بن گیا۔

گھر میں کھڑکی تو ہر بندہ لگواتا ہے، نیت اگر یہ کی کہ جی روشنی آئے گی تو روشنی مل جائے گی لیکن اگر یہ بھی نیت کر لی کہ جی میں کھڑکی اس لیے بنواتا ہوں کہ آذان کی آواز آیا کرے تو اس کا بھی ثواب مل جائے گا۔

اکثر لوگوں کو دیکھا کہ رات کو سوتے ہوئے کپڑے بدل کر سوتے ہیں، نائٹ سوٹ پہن لیتے ہیں، اب اگر نائٹ سوٹ پہنا کہ جی دوسرا سوٹ خراب نہ ہو، سلوٹیں نہ پڑیں تو پھر نائٹ سوٹ کا ثواب نہیں، اس نیت سے پہنا کہ نبی ﷺ کی سنت مبارکہ ہے، اللہ کے حبیب ﷺ رات کو اپنا سوٹ بدل لیتے تھے تو اس نیت کی وجہ سے وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

عادت بھی عبادت بن جائے گی۔ انما لامرء ما نوی یہاں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انسان اگر نیت کر لے تو دنیا کے کام بھی اس کے لیے دین بن جایا کرتے ہیں۔

مولانا فرماتے تھے کہ اس امت کو بد نیتی سے اتنا نقصان نہیں ہوا جتنا بے نیتی سے زیادہ نقصان ہوا۔ نیت ہی نہیں کرتے تو اس لیے یہ حدیث مبارکہ ہمیں بتا رہی ہے کہ ایک تو نیت اچھی ہو اور دوسرا ہر کام کے اندر اگر ہم نیکی کی نیت کر لیں گے تو پھر ہمیں ثواب مل جائے گا۔

﴿۶﴾ ایک اشکال کا جواب:

اب یہاں پر ایک مشہور اعتراض ہے، اعتراض یہ ہے کہ حدیثِ مبارکہ میں فرمایا گیا کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اگر کوئی برا کام اچھی نیت سے کر لے تو وہ اچھا ہو جائے گا۔

مثلاً ایک آدمی چوری کرتا ہے کہ غریبوں کو صدقہ کروں گا تو وہ کام جائز ہو جائے گا؟ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات اعمال کا دارومدار نیت پر ہے، اس کا جواب محدثین نے یہ دیا کہ دیکھو کچھ کام ایسے ہیں جو جائز ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خوشی کا سبب ہیں کچھ کام ہیں ناجائز ان کا کرنا اللہ تعالیٰ کے غصہ اور غضب کا سبب ہے۔ اب کوئی بندہ ناجائز کام کو نیکی کی نیت سے کرنا چاہے گا تو اللہ کے غصے کو اور زیادہ بڑھائے گا۔ یہ تو دین کے ساتھ مذاق ہوا، دین کو کھیل بنا لیا اس نے۔ تو جو حدیث مبارکہ ہے وہ یہ بتا رہی ہے کہ نہیں جو برے کام ہیں وہ برے ہیں ہی سہی جو اچھے کام ہیں وہ اچھے کام بھی اچھی نیت سے کرو گے تو اچھے ہوں گے، ان کو بری نیت سے کر بیٹھو گے تو وہ بھی برے ہو جائیں گے۔

مثلاً ایک عورت اس نیت سے خوشبو لگاتی ہے کہ خاوند سونگھے گا تو یہ خوشبو لگانا

www.besturdubooks.wordpress.com

عبادت ہے اور اگر اس لیے لگاتی ہے کہ میں راستہ میں چلوں گی تو اجنبی مرد سونگھیں گے تو یہ حرام ہے۔ تو کام اچھا تھا عبادت بن سکتا تھا کہ خوشبو لگانی سنت ہے لیکن نیت اس کی خراب تھی تو نیت کی خرابی کی وجہ سے وہ کام برا ہو گیا۔ تو مقصودِ حدیث یہ ہے کہ جو ناجائز کام ہیں وہ تو حرام ہیں ہی سہی تو جو جائز کام ہیں ان کو بھی صحیح نیت سے کرو گے تو جائز ہوں گے۔ ان میں بھی نیت بری ہو جائے گی تو وہ کام برے ہو جائیں گے۔

خلاصہ کلام:

اب انما الاعمال کا اصل مقصود کیا ہے؟ اب یہاں سے آگے دیکھیے کہ فرمایا:

((مَنْ کَانَ هِجْرَتُهُ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُهَا))

جو دنیا کے لیے ہجرت کرے گا کہ اس کو پالے تو وہ ہجرت دنیا کے لیے ہوگی۔

((اَوْ اِلٰی اِمْرَاَةٍ یَّنْکِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَا هَاجَرَ اِلَیْهِ))

یا کسی عورت سے نکاح کے لیے اگر وہ ہجرت کرے گا تو یہ ہجرت اسی کے لیے ہو جائے گی یعنی اس کو ثواب نہیں ملے گا۔

شانِ ورود:

اس کا ایک شانِ نزول ہے وہ سمجھ لیں۔ بیک گراؤنڈ یہ ہے کہ ایک صحابیہ تھیں، ام قیس رضی اللہ عنہا ان کا نام تھا۔ ایک صحابی ان سے شادی کرنا چاہتے تھے، انہوں نے شرط لگائی کہ ٹھیک ہے آپ ہجرت کر کے آجائیں تو میں نکاح کے لیے راضی ہوں، چنانچہ وہ ہجرت کر کے آ گئے تو دوسرے صحابہ ان کو مہاجر ام قیس کہا کرتے تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ نے یہ حدیث بیان کر کے واضح کر دیا کہ بھائی اگر ہجرت کا

www.besturdubooks.wordpress.com

مقصد اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنا تھا پھر تو ہجرت کا ثواب ملے گا اور نیت صرف نکاح کی تھی تو نکاح ہو گیا، اللہ اللہ خیر سلا پھر ثواب کہاں؟ تو یہ مضمون پھر کھل کر سامنے آ گیا۔

اللہ رب العزت کا خلق:

لیکن یہاں پر ایک دو نکتے اور ہیں جو بات سمیٹنے سے پہلے عرض کر دیے جائیں کہ یہاں پر کسی صحابی کا نام نہیں بتایا گیا، اس حدیث مبارکہ میں ایسی بات کی گئی ہے جس کو کہتے ہیں تھرڈ پرسن کی بات کرنا۔ نبی ﷺ نے کسی کا نام نہیں لیا، معاملے کو اخفا رکھا، بات ایسی کی کہ مضمون بھی پتہ چل جائے اور کسی کا عیب بھی نہ کھلے۔

چنانچہ آج کوئی طالب علم یہ نہیں بتا سکتا کہ کس صحابی کو مہاجر ام قیس کہا جاتا تھا۔ کتابوں میں لکھا ہوا بھی نہیں ہے، بات ہی ایسی تھی کیوں؟ یہ اللہ رب العزت کا خلق ہے۔ وہ کیسے بھئی! سورۃ یوسف میں ایک جگہ اللہ رب العزت تذکرہ فرماتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کو عورت نے اپنی طرف گناہ کے لیے بلایا، اب اس میں زلیخا کا نام لے لیتے تو بات مختصر ہو جاتی کہ زلیخا نے یہ کہا اور بات ختم۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کا نام نہیں لیا زیادہ الفاظ کے ساتھ لمبا کلام کیا، فرمایا:

﴿وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ﴾ (یوسف:۲۳)

''اور جس عورت کے گھر میں وہ رہ رہے تھے اس نے ان کو پنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی''

اتنا بڑا کلام کیا، نام نہیں بتایا۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت ستار ہیں، ستر پوشی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ دری نہیں فرمائی، پردہ پوشی فرما دی، زیادہ کلام کو پسند کر لیا مگر پردہ دری نہیں فرمائی کیونکہ یہ اللہ رب العزت کا خلق ہے۔ تو اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کے پیارے حبیب ﷺ بھی تو تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہ کا قابل نمونہ تھے۔آپ ﷺ نے بھی پھر بات اسی طرح کی کہ مہاجر ام قیس کا نام نہیں بتایا۔تھرڈ پرسن میں بات کر کے اتنا بتا دیا کہ اللہ کے لیے ہجرت ہوگی تو ثواب ملے گا، دنیا کے لیے ہوگی تو پھر دنیا ہی کا تمہیں نفع ملے گا۔ہم کیا کرتے ہیں کہ ذرا سی بات ہو تہمت لگا دیتے ہیں، بہتان لگا دیتے ہیں، عیب لگا دیتے ہیں۔کسی کی غلطی کا پتہ چل جائے، خوب پھیلاتے ہیں، ریڈیو اسٹیشن بنا ہوتا ہے، خبریں نشر ہو رہی ہوتی ہیں۔اپنے ایک دل کو خوش کرنے کے لیے ہم بیسیوں دلوں کو توڑتے رہتے ہیں تو اس حدیثِ مبارکہ کو پڑھ کر ہم نے دل میں یہ نیت کرنی ہے کہ آج کے بعد ہم بھی اپنے مسلمان بھائیوں اور بہن کے عیوب پر ستر پوشی فرمائیں گے۔حدیثِ پاک میں آتا ہے جو دنیا میں ستر پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے قیامت کے دن ان کی ستر پوشی فرمائیں گے۔

تصوف کی ابتدا:

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مرتبہ کسی نے سوال پوچھا کہ تصوف کیا بلا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ تصوف وہ محنت ہے جس کی ابتدا

((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّات))

((اور جس کی انتہا))

((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ))

پر ہوتی ہے۔

انوارِ حدیث:

اب ایک اور بات قرآن پاک کی آیات کے اندر انوارات پوشیدہ ہیں اسی لیے

www.besturdubooks.wordpress.com

قرآن پڑھا جاتا ہے تو ﴿لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ رحمت کی بارش برستی ہے۔ قرآن مجید میں ہے شیخ عبدالعزیز دباغ امّی بھی تھے، امی بھی تھے۔ یعنی ان پڑھ بھی تھے اور اندھے بھی تھے۔ ان کے سامنے قرآن پاک کی کوئی آیت پڑھتا تو بتا دیتے، حدیث مبارکہ پڑھتا تو بتا دیتے، کوئی کلامِ بشر ہوتا تو وہ بھی بتا دیتے، تو لوگوں نے پوچھا کہ حضرت! وہ کیسے؟ تو بتاتے کہ قرآن پاک کی آیات کا نور اور طرح کا ہے، حدیثِ مبارکہ کا اور طرح کا ہے اور عام بندے کے کلام میں کوئی نور ہی نہیں ہوتا۔ یعنی نور سے وہ پہچان لیتے تھے۔ جس طرح قرآن پاک کی آیت میں نور ہے، اسی طرح احادیث میں بھی نور ہے۔

چنانچہ مشہور واقعہ ہے کہ شیخ الحدیث محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا دارالحدیث تھا، ایک جگہ تھی جہاں وہ حدیث پڑھاتے تھے، ایک مجذوب قریب سے گزرنے لگا تو کہنے لگا کہ کس نے یہاں پہ شمع جلائی ہوئی ہے؟ تو ایک سمجھدار تھا اس نے کہا: محدث دہلوی نے جلائی ہوئی ہے، نور نظر آیا ان کو۔ تو احادیث مبارکہ جہاں پڑھی جاتی ہیں وہاں ایک نور کا نزول ہوتا ہے، یہ نبی کا کلام نور والا کلام ہے۔

اب حدیث پاک کو پڑھنے کا مقصد صرف الفاظ اور اس کا ترجمہ نہیں بلکہ مقصود اس نورِ نبوت کا حاصل کرنا ہے جو اس حدیث پاک کے اندر ہے۔ بات سمجھ میں آ گئی کہ پڑھنے کا مقصد کیا ہے؟ وہ حدیثِ پاک کے اندر جو نور ہے نا اس کا حاصل کرنا اور جب وہ نور مل جائے گا تو اس حدیثِ پاک پہ عمل کرنا آسان ہو جائے گا، یہ اس کی پہچان ہے۔

اس لیے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ علم وہ نور ہے جس کے حاصل کرنے کے بعد اس پہ عمل کیے بغیر چین نہیں آتا۔ تو وہ نور حاصل کرنا ہے، اس

www.besturdubooks.wordpress.com

نور کے بڑھنے کی نبی علیہ السلام دعا فرماتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّ عَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَّ عَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا وَ فِیْ بَدَنِیْ نُوْرًا

آخیر میں فرمایا: وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا مجھے نور بنادے اور یہی نور قیامت کے دن کام آئے گا۔

﴿یَوْمَ تَرَی الْمُوْمِنِیْنَ وَ الْمُوْمِنَاتِ یَسْعٰی نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ بِاَیْمَانِهِمْ﴾ (الحدید:۱۲)

یہی نور وہاں کام آئے گا اور جن کے پاس نور نہیں ہوگا، ان سے کہا جائے گا۔

﴿قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَکُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا﴾ (الحدید:۱۳)

تو آپ نے جو اب احادیث پڑھنی ہیں ان احادیث سے صرف الفاظ اور ان کا ترجمہ نہیں پڑھنا مقصد کیا ہے کہ ترجمہ بھی معلوم ہو جائے، مفہوم کا بھی پتہ چل جائے اور دوسرا مقصد کیا ہے کہ اس حدیثِ مبارکہ سے جو نور منسلک ہے وہ بھی مل جائے۔ ہمارے اکابر ایسے کیا کرتے تھے، اس لیے کہتے ہیں کہ دارالعلوم دیوبند میں جب دارالحدیث سے طلبا حدیث کا درس پڑھ کے نکلتے تھے تو ان کے چہرے اتنے منور ہوتے تھے کہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ یہ وہ معتکفین ہیں جو رمضان کا اعتکاف بیٹھنے کے بعد اب اپنے گھروں کو واپس جا رہے ہیں، ایسے منور چہرے ہوتے تھے۔

اسی لیے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حدیث پڑھانے والا بھی صاحبِ نسبت ہو اور پڑھنے والا بھی صاحبِ نسبت ہو تو پھر اس نور کا مزہ تب آتا ہے، اس لیے دل میں نیت لے کر بیٹھیں، یہ نور مل گیا تو اسی کا اشارہ قرآن میں:

﴿اَوَ مَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

(الانعام:۱۲۲)

وہ جو روحانی طور پر مردہ تھا ہم نے اس کو زندہ کیا ایمان کے ساتھ اور پھر اس کو علم کا نور دیا جس کو لے کر وہ انسانوں میں دعوت کا کام کرتا ہے۔

تو یہ علم کا نور آپ یہاں سے لے کے جائیں گے تو تب جا کر اللہ کے بندوں میں دین کی دعوت کا کام چلے گا۔ تو مقصود وہ نور تھا۔

احادیثِ مبارک کا نور کیسے حاصل ہو؟

لیکن یہاں بحث یہ ہے کہ اگر آپ کسی برتن میں دودھ لینا چاہیں تو دو شرطیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ برتن صاف ہو، صاف نہیں ہوگا تو دودھ دینے والا دودھ نہیں ڈالے گا۔ کہے گا: لے جاؤ ناپاک برتن کو! میں نہیں دودھ ڈالتا۔ اور دوسرا، برتن کا رخ بھی ٹھیک ہو۔ ہم اگر نور حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں دل کے برتن کو صاف بھی کرنا پڑے گا اور دل کے برتن کا رخ بھی سیدھا کرنا پڑے گا۔ دل کے برتن کو صاف کرنا تو آسان کہ گناہوں سے سچی توبہ کرلیں تو پھر دل کا برتن صاف ہو جائے گا اور برتن کا رخ سیدھا کرنے کا مطلب یہ کہ جب کلاس میں بیٹھیں تو ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھیں، یہ نہ ہو کہ استاد صاحب حدیث پڑھا رہے ہوں اور آپ کو مراقبہ یاد آرہا ہو۔ ویسے درس میں لمبا مراقبہ کرنے کو بڑا دل چاہتا ہے، تو حاضر باش ہونے کا مطلب ہے:

﴿ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ ﴾ (ق:۳۷)

تو تین صفتیں ہوں تو اس کو فائدہ ہوگا، قلب میں طلب ہو اور ہمہ تن گوش ہو، حاضر باش ہو، ایسے ہو کر انسان بیٹھے۔ تو آپ حدیثِ مبارکہ کے اس درس میں Fresh (تازہ) ہو کے بیٹھا کریں، طلب لے کے بیٹھا کریں اور گناہوں کے جو بد اثرات ہیں ان سے توبہ کر کے بیٹھا کریں تو پھر یہ نور آپ کے قلب میں آجائے گا اور

www.besturdubooks.wordpress.com

مقصود مل جائے گا۔

کلام سے متکلم تک:

مقصود کیا ہے کہ یہ جب نور آتا ہے نا تو انسان کو متکلم کے ساتھ محبت ہوتی ہے، آپ دیکھیں! جو لوگ اشعار سنتے ہیں تو جی علامہ اقبال اچھا لگتا ہے، کچھ اور کلام سنتے ہیں تو وہ کلام والا اچھا لگتا ہے، کلام کی وجہ سے اچھا لگتا ہے نا۔ تو کلام سے انسان متکلم تک پہنچتا ہے جیسے زیب النساء مخفی نے کہا تھا

در سخنِ مخفی منم چوں بوئے گل در برگ گل
ہر کہ خواہد میل دارد در سخن خواہد مرا

''میں اپنے کلام میں ایسے ہی چھپی ہوں جیسے پھول اپنی خوشبو میں ہوتا ہے، وہ جو مجھ سے ملنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ میرا کلام پڑھے''

نبی کا کلام جو ہم پڑھیں گے تو دل میں اس کا نور ہوگا، اس کا نتیجہ کیا ہوگا کہ نبی ﷺ سے محبت بڑھتی جائے گی۔ چنانچہ اکثر طلبا کو دیکھا ہے کہ وہ نیکی تقویٰ کے ساتھ یہ سال گزارتے ہیں تو ان کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔ ایسے بھی طلبا ہیں، اس عاجز کو جنہوں نے خود بتایا کہ حضرت! جب سے بخاری شریف کا سال ہم نے پڑھا، زندگی کا کوئی ہفتہ نبی ﷺ کی زیارت کے بغیر نہیں گزرا۔ یہ نعمت بھی ملتی ہے لیکن دل پاک ہوگا صاف ہوگا، اس میں نور آئے گا، تب یہ نعمت نصیب ہوگی، اس کے بغیر تو نعمت نہیں نصیب ہوسکتی۔

صحیح بخاری شریف کی قبولیت:

اب آخری بات کہ یہ بخاری شریف ایک مقبول بندے کی لکھی ہوئی کتاب

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔

◎ ان کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگائیں۔ کہ امام مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ خواب دیکھا، خواب میں نبی علیہ السلام کی زیارت ہوئی انہوں نے فرمایا:

((اِلٰی مَتٰی تَدْرُسُ کِتَابَ الشَّافِعِیْ وَلَا تَدْرُسُ کِتَابِیْ))

تو کب تک امام شافعی کی کتاب پڑھائے گا۔ میری کتاب کیوں نہیں پڑھاتا؟

میں نے پوچھا کہ آپ کی کونسی کتاب؟ آپ نے فرمایا: ''جامع محمد بن اسمعیل بخاری''۔ تو یہ ایسی کتاب ہے کہ اس کے بارے میں نبی علیہ السلام نے ایک محدث کو فرمایا کہ یہ میری کتاب ہے۔ تم اس کو پڑھاؤ۔

◎ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک استاد تھے امام فربری رحمۃ اللہ علیہ۔ جن کی روایت کو آج ہم نے اس حدیث کے اندر بھی بیان کیا، تلمیذ بخاری ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خواب میں نبی علیہ السلام کی زیارت ہوئی، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا:

اَیْنَ تُرِیْدُ کہاں جا رہے ہو؟

قُلْتُ اُرِیْدُ مُحَمَّدَ بْنِ اِسْمٰعِیْل

میں نے کہا کہ میں اپنے استاد محمد بن اسماعیل کے پاس جا رہا ہوں۔

فرمانے لگے:

اِقْرَأْهُ مِنِّی السَّلَام ان کو میری طرف سے السلام پہنچا دینا۔

اتنا درجہ تھا اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں۔

◎ عبدالواحد بن آدم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

رَاَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فِی النَّوْمِ وَ مَعَهٗ جَمَاعَةٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ وَهُوَ وَاقِفٌ فِیْ مَوْضِعٍ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَرَدَّ عَلَیَّ السَّلَامَ

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ میں نے نبی کو خواب میں دیکھا صحابہ بھی ہیں ایک جگہ کھڑے ہیں۔ میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے جواب دیا۔

فَقُلْتُ مَا وَقُوْفُكَ هِنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ

میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟

قَالَ انْتَظِرُ مُحَمَّدَ بْنِ اِسْمَاعِيْل۔

آپ ﷺ نے فرمایا میں محمد بن اسماعیل کا انتظار کر رہا ہوں۔

فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ اَيَّامِ بَلَغَنِى مَوْتُهٗ فَنَظَرْتُ فَاِذَا هُوَ قَدْ مَاتَ فِى السَّاعَةِ الَّتِى رَاَيْتُ فِيْهَا النَّبِىَّ ﷺ

کچھ دنوں بعد مجھے ان کی وفات کا پتہ چلا، میں نے حساب لگایا تو یہ وہ وقت تھا جب میں نے خواب میں نبی علیہ السلام کی زیارت کی تھی۔

جنہوں نے حدیث کی خدمت کی اللہ کے پیغمبر پھر ان کا انتظار فرماتے ہیں۔ اس حدیث پاک کے علم سے محبت ہوگی تو اللہ کے حبیب ﷺ کے ساتھ ایسا ہی تعلق جڑے گا۔

◉ یہ اللہ کے وہ مقبول بندے تھے جن کو دفن کیا گیا تو زمین سے خوشبو آتی تھی اب اس پر بعض لوگ بڑے حیران ہوتے ہیں کہ جی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو دفن کیا گیا خوشبو آئی۔ بھئی! ہمیں تو کوئی حیرانی نہیں ہوتی اس لیے کہ

بگفتا من گلے ناچیز بودم
و لیکن مدتے باگل نشستم
جمال ہم نشیں در من اثر کرد
و گرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

www.besturdubooks.wordpress.com

پھول مٹی پہ گرا تھا مٹی میں خوشبو آ گئی تھی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی پھول کی مانند تھے ان کو زمین کے اندر دفن کیا گیا زمین کی مٹی کے اندر سے بھی خوشبو آنے لگی۔ اصل مقصود ہمارا یہ ہے کہ ہم اللہ کے ایک مقبول بندے کی کتاب پڑھ کر اللہ کا مقبول بندہ بننے کی کوشش کریں۔

اس کی قبولیت کا یہ عالم ہے کہ ابن ابی جمرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

◉ صحیح بخاری شریف اگر مصیبت کے وقت پڑھی جائے تو وہ مصیبت دور ہو جاتی ہے اور اگر اسے کشتی میں لے کر سوار ہوں تو کشتی کنارے لگ جاتی ہے، فرماتے ہیں: مصنف مستجاب الدعوات تھے۔ انہوں نے اس کتاب کے پڑھنے والوں کے لیے بھی اللہ سے دعا مانگی۔

آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ یہ کتاب پڑھ رہے ہیں، اب آپ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگیے گا۔ اس کے پیچھے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دعائیں ہیں۔

◉ چنانچہ سید اصیل الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں مختلف حاجات کے لیے ایک سو بیس (۱۲۰) مرتبہ بخاری شریف کی کتاب کو پڑھا اور اللہ نے ایک سو بیس مرتبہ ہی میری حاجات کو پورا فرما دیا، یہ ایسی مقبول کتاب تھی۔

صحیح بخاری پڑھنے کی نیت:

تو بھئی! اس مقبول کتاب کو ہم بھی کسی نیت سے پڑھیں نا! تو کیا نیت ہونی چاہیے؟ ہماری نیت یہ ہونی چاہیے کہ اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیجیے کہ ہم آپ کو پسند آ جائیں۔ اے اللہ! پہلے ہم سے راضی ہونا اور پھر بعد میں ہمیں موت عطا کرنا، یہ نیت دل میں ہو گی تب کام آگے بڑھے گا۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ کوئی بندہ اللہ کے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتا، ہم بخاری شریف پکڑ کے بیٹھنے کے قابل نہیں ہیں،

www.besturdubooks.wordpress.com

آنکھیں ہماری میلی، زبان ہماری جھوٹی، دل ہمارا سخت اور سیاہ، ہم کہاں اس قابل ہیں کہ بخاری شریف کو ہاتھ میں لے کر بیٹھیں۔ اللہ تعالیٰ تو حقیقتِ حال کو جانتے ہیں مگر اللہ رب العزت نے رحمت فرمادی کہ ہم گناہگاروں کو بھی اللہ نے اس کتاب کو کھول کر بیٹھنے کی توفیق عطا فرمادی۔ اب یہ دعا مانگتے ہیں کہ یا اللہ! جب آپ نے اس جگہ تک پہنچادیا تو اب اس حال میں خالی نہ گھروں کو لوٹانا۔ تو یہ دعا مانگنے والی ہے کہ جب آپ کے ہاتھ میں یہ چیز پکڑادی تو میرے مولا! آپ ہمیں یہاں سے خالی نہ اٹھادینا، دے کر بھیجنا، کچھ نور دل میں آجائے، کچھ ہم سنور جائیں، ہمارے پلے اس کے سوا تو کچھ اور ہے ہی نہیں، کہنے والے نے کیا بات کہی ؎

عمل کی اپنے اساس کیا ہے
بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت تمہاری نسبت
میرا تو بس آسرا یہی ہے

آسرا تو یہی ہے نا کہ اللہ تعالیٰ علم کی اس نسبت کو راسخ کر دے اور ہمیں وثوق سے علم عطا فرمادے اور اپنے مقبول بندوں میں ہمیں شامل فرمادے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

اختتامِ بخاری شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی،اَمَّا بَعْدُ
وَ بِالسَّنَدِ الْمُتَّصَلِ مِنِّیْ اِلَی الْاِمَامِ الْھُمَّامِ یَقُوْلُ الْعَبْدُ الْفَقِیْرُ ذُوالْفِقَار اَحْمَدَ حَدَّثَنِیْ حَضْرَۃُ الْاُ سْتَاذُحَافِظُ الْقُرْآنِ وَ الْحَدِیْثِ مَوْلَانَا مُحَمَّدٌ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَمِیْر قَالَ حَدَّثَنِیْ حَضْرَۃُ الْاُسْتَاذِ مَوْلَانَا شَیْخُ مُحَمَّدٌ مَالِكْ کَانْدِھلَوِیْ نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ اِدْرِیْسُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ الطَّاھِرِ الْوَتْرِیْ الْمَدَنِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ عَابِدُ قَالَ حَدَّثَنِیْ صَالِحُ الْعُمَرِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ سَنَۃَ الْعُمَرِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ الْعَجَلِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ قُطُبُ الدِّیْنَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ الْمُعَمَّرُ الشَّیْخُ یُوْسُفُ ھَرَوِیْ اَلْمَشْھُوْرُ بِسَہْ صَدْ سَالَہ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ شَادْ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی بْنُ عَمَّار قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ یُوسُفُ الْفِرَبْرِیْ رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی رَحْمَۃً وَّ اسِعَۃً قَالَ حَدَّثَنِیْ الشَّیْخُ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْحُجَّۃُ اَمِیْرُ الْمُوْمِنِیْنَ فِیْ الْحَدِیْثِ وَ سَیِّدُ الْمُحَدِّثِیْنَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰہِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ الْمُغِیْرَۃَ الْجُعْفِیِّ الْبُخَارِیِّ رَحِمَہُ اللّٰہُ رَحْمَۃً وَّاسِعَۃً

بَابُ: قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی و نَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ (الانبیاء:۴۷) وَ اَنَّ

www.besturdubooks.wordpress.com

أَعْمَالَ بَنِي آدَمَ وَ قَوْلِهِمْ يُوزَنُ وَ قَالَ مُجَاهِدُ الْقِسْطَاسُ الْعَدْلُ بِالرُّومِيَّةِ وَ يُقَالُ الْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَ هُوَ الْعَادِلُ وَ أَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَائِرُ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَ بِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

بخاری شریف کی آخری حدیث مبارکہ کی تلاوت ہوئی:

((كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَ بِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ))

اس حدیث مبارکہ میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وزنِ اعمال کا ذکر کیا ہے۔

قرآن وحدیث میں متاخرین کی تعریف:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب سورۃ زمر نازل ہوئی تو ہم کچھ لوگ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے تو اس آیت کے متعلق بات چلی:

﴿ وَ اٰخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ﴾

''اور ان میں سے بعد کے کچھ لوگ ایسے ہیں جو ابھی تک ان سے نہیں ملے''

www.besturdubooks.wordpress.com

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو امی لوگوں میں بھیجا، بعض آنے والے ایسے بھی تھے جو ابھی ان سے ملحق نہیں ہوئے۔ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ! وہ کون لوگ ہیں؟ نبی علیہ السلام خاموش رہے۔ پھر دوبارہ پوچھا، نبی علیہ السلام پھر خاموش رہے، تو جب تیسری مرتبہ پوچھا تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، نبی علیہ السلام نے ان پر ہاتھ رکھا اور فرمایا:

((لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ اَبْنَاءِ الْفَارِسِ))

"کہ اگر ایمان ثریا پر ملتا تو ابنائے فارس کے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ وہ اس کو حاصل کرنے کے لیے وہاں بھی پہنچ جاتے"

مسند احمد کی روایت ہے، اس میں فرمایا:

لَوْ کَانَ الْعِلْمُ عِنْدَ الثُّرَیَّا

گویا ایک حدیث مبارکہ میں ایمان کا تذکرہ ہے، دوسرے میں علم کا تذکرہ ہے۔ تابعین کے دور میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جو محنت تھی اس کا خوب فیض پھیلا حتیٰ کہ علمائے امت اس پر متفق ہوئے کہ اس حدیث کا مصداق امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "تبییض الصحیفہ" میں اس کو باقاعدہ لکھا ہے کہ اس حدیث کا مصداق امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

تاہم یہ حدیث مبارکہ بخاری شریف میں دو جگہ آئی ہے، ایک روایت میں لفظ رجل ہے مفرد کا اور دوسری روایت میں رجال ہے جمع کا۔ جبکہ حدیث کی باقی کتابوں میں بھی یہی حدیث آئی ہے، وہاں پر ناس کا لفظ بھی ہے، رجال کا لفظ بھی ہے۔ کیونکہ جمع کا صیغہ ہے اس لیے متأخرین علما نے اس میں کشادگی کر دی اور فرمایا کہ اس سے مراد فقہا اور محدثین کی ایک جماعت ہے جن کے کام کو اللہ کی طرف سے قبولیت

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوئی۔ لیکن حافظ ابونعیم نے اس کی تخریج کی تو اس حدیث میں انہوں نے چند الفاظ اور بھی ذکر کیے کہ وہ لوگ کون ہوں گے؟

((وَيُكْثِرُوْنَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ)) (بخاری۔ مسلم ترمذی ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی)

''وہ مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھنے والے ہوں گے''

اب اگر فقہا اور محدثین ان کی محنت کا موازنہ کریں تو نسبتاً محدثین کو درود شریف پڑھنے کا زیادہ موقعہ ملتا ہے تو اس سے محدثین مراد ہوئے۔ چنانچہ علما نے لکھا ہے اس سے مراد وہ محدثین ہیں جن کے کام کو اللہ کی طرف سے قبولیت ملی۔ چنانچہ چھ (٦) کتابیں ایسی ہیں حدیث پاک کی جن کو صحاحِ ستہ کہتے ہیں، ان کے کام کو اللہ نے ایسی قبولیت بخشی کہ آج کوئی آدمی ان کو پڑھے بغیر عالم نہیں کہلاتا۔ تو اس سے مراد وہ محدثین ہیں۔

صحاحِ ستہ کے مؤلفین سب عجمی تھے:

اور یہ عجیب بات ہے کہ ان صحاحِ ستہ کے مؤلفین جتنے بھی ہیں وہ سب کے سب عجمی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ عجمی، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ عجمی، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ عجمی، ابوداود رحمۃ اللہ علیہ عجمی، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ عجمی، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ عجمی، تو یہ چھ کے چھ حضرات جن سے اللہ نے یہ کام لیا یہ عجمی لوگ تھے۔ کیا عجیب بات ہے کہ دین اترا عربوں کے اوپر لیکن اخلاص جس کے پاس ہو تو عرب ہو یا عجم اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فارسی النسل تھے:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تو فارسی النسل تھے۔ ان کے نام کے ساتھ جو الجعفی آتا ہے، یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اصل میں تو یمن کا ایک قبیلہ تھا مگر اس وجہ سے ان کو جعفی نہیں کہتے بلکہ ان کے دادا پڑدادا جو مغیرہ تھے، وہ بخارا کے والی کے ہاتھ پر اسلام لے آئے تھے، جس کے ہاتھ پر ایمان لائے اس کا نام تھا یمان بن احمد جعفی۔ تو ولاءِ اسلام ہونے کی وجہ سے اب ان کے نام کے ساتھ بھی جعفی لگا۔ ولاء اسلام یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی کسی کے ہاتھ پر اسلام لائے اور اس کا کوئی دوسرا وارث نہ ہو تو جب وہ فوت ہوگا تو جس کے ہاتھ پر وہ ایمان لایا وہ اس کا وارث کہلائے گا۔

چنانچہ جعفی کا نام وہاں سے ان کے ساتھ شروع ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فارسی النسل تھے۔ بلکہ یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ بخاری شریف میں ایک جگہ وہ ایک ایسا لفظ لکھ گئے جو فارسی کا تھا۔ کتاب الحج صفحہ نمبر ۲۲۶ پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَ یُزَادُ فِی هٰذَا الْبَابِ هُمْ هٰذَا الْحَدِیْثُ حَدِیْثُ مَالِكٍ عَنْ اِبْنِ شِهَابٍ

اس میں یہ جو ''ہم'' کا لفظ استعمال ہوا یہ بنیادی طور پر فارسی کا لفظ ہے۔ جیسے کہتے ہیں: ہم مسلک، ہم نوالہ، ہم پیالہ، ہم خرما و ہم ثواب، تو یہ ''ہم'' کا لفظ بنیادی طور پر فارسی کا لفظ ہے، مگر وہ یہ لفظ یہاں لکھ گئے۔ اور یہاں ان کے لکھنے کا جو اصل مقصود تھا وہ یہ کہ

وَ لٰكِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُدْخِلَ فِیْهِ غَیْرَ مُعَادٍ

''کہ اس باب میں، میں ایسی حدیث لانا چاہتا ہوں کہ جو مکرارات میں سے نہ ہو۔''

یعنی امام بخاری مزاجاً سند اور متن کے تکرار کے ساتھ حدیث کو دوبارہ لانے کو

www.besturdubooks.wordpress.com

پسند نہیں فرماتے تھے کہ اگر دوبارہ حدیث لائیں تو یا سند مختلف ہو یا متن میں کہیں اضطرار ہو پھر اس کو دوبارہ لایا جائے، تو مکررات سے بچتے تھے۔

تاہم علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ ارشاد الساری میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب کا ذکر فرمایا، جس میں لکھا کہ اکیس مکررات ہیں جو سند اور متن میں موافق ہیں۔ علامہ قسطلانی نے اس میں ایک روایت کا اور اضافہ فرما دیا تو تعداد بائیس ہو گئی۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یونس مدظلہ جو سہارنپور کے شیخ الحدیث ہیں انہوں نے اس میں ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) روایات کا اور اضافہ کیا تو کل تعداد ایک سو پچاس ہوئی جو متن اور سند کے ساتھ مکرر ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام حدیث کے مجموعے کو اکٹھا فرما دیا اور اس کا نام رکھا

”ارشاد القاصد الی ما تکرر فی البخاری باسناد الواحد“

صحیح ترین مجموعۂ احادیث:

یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اخلاص تھا کہ بخاری شریف کو اللہ نے ایسی پذیرائی بخشی کہ عجمیوں کا تو کیا کہنا عربوں نے بھی اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ یہ نہیں کہ عقیدت کی وجہ سے اس کو قبولیت ملی بلکہ جو ماہرین فن تھے انہوں نے تنقید کی خوردبین لگا کر ایک ایک حدیث کے متن اور سند کو دیکھا۔ جیسے بندہ خوردبین لگا کے کسی چیز کو دیکھتا ہے نا محدثین نے اس طرح چھان پھٹک کی ایک ایک حدیث کے بارے میں۔ اور بالآخر وہ اس بات پر متفق ہوئے یہ کتاب

اَصَحُّ الْكِتَابِ بَعْدَ كِتَابِ اللّٰهِ

”اللہ رب العزت کی کتاب کے بعد دنیا میں سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے“

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو چھ لاکھ احادیث یاد تھیں۔ ان چھ لاکھ احادیث میں سے

www.besturdubooks.wordpress.com

انہوں بخاری شریف کی احادیث کو چنا اور اچھی طرح ایک ایک راوی کو دیکھا، اس کے متن کو دیکھا، حتیٰ کہ دل کو تسلی ہو گئی۔صرف اس پر اکتفا نہیں کیا، جب تسلی ہو گئی تو پھر رجوع الی اللہ کی کیفیت کے ساتھ ہر حدیث لکھنے سے پہلے وہ غسل فرماتے تھے اور ریاض الجنۃ کے اندر دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔استخارہ فرماتے تھے تاکہ اللہ رب العزت کی طرف سے قلب کے اندر ایک انشراح آجائے، جب طبیعت میں پورا انشراح ہوتا تھا تب جا کر اس حدیث پاک کو قلم بند فرماتے تھے۔

چنانچہ علما جرح و تعدیل نے پوری چھان پھٹک کے بعد اس بات کو تسلیم کر لیا کہ امام بخاری کا یہ جو مجموعہ ہے یہ اس وقت دنیا میں احادیث نبوی کا سب سے زیادہ صحیح ترین مجموعہ ہے۔

صحیح بخاری کی مقبولیت:

پھر اللہ رب العزت کی طرف سے اسے قبولیت ایسی ملی کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں ساٹھ ہزار طلبا کو یہ کتاب پڑھائی۔یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے کہ ساٹھ ہزار طلبا کو خود بخاری شریف پڑھائی۔چنانچہ ابوزید مروزی رحمۃ اللہ علیہ وہ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان تھوڑی دیر کے لیے سو گئے، فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"یَا اَبَا زَیْدٍ اِلٰی مَتٰی تَدْرُسُ کِتَابَ الشَّافِعِی وَ مَا تَدْرُسُ کِتَابِی"

وہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرتے تھے اور درس دیتے تھے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تو کب تک امام شافعی کی کتاب کو پڑھائے گا میری کتاب کو کیوں نہیں پڑھاتے۔

وہ پوچھتے ہیں کہ

مَا کِتَابُکَ؟

www.besturdubooks.wordpress.com

اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ کی کتاب کون سی؟

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ جَامِعُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمٰعِيلَ الْبُخَارِی

''فرمایا کہ محمد بن اسماعیل بخاری کا مجموعہ''

امام حرمین نے بھی اسی طرح کا خواب دیکھا۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ غیر نبی کا خواب حجت شرعیہ نہیں ہوتا صرف استیناس کی وجہ سے اس واقعے کو بیان کر دیا تا کہ پتہ چلے کہ اللہ کے ہاں اس کی کیا قبولیت ہے۔

بخاری شریف کی جہاں اور ساری فضیلتیں ہیں وہاں ایک فضیلت یہ ہے کہ ایک بزرگ تھے جنہوں ''دلیل الفالحین'' کتاب لکھی ان کا نام تھا شیخ محمد علی صدیقی مکی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱۰۴۰ھ میں انہوں جوف کعبہ کے اندر بیت اللہ کے اندر بیٹھ کر شروع سے آخر تک پوری بخاری شریف کی تلاوت کی۔ اللہ کی ہاں سے کیسی قبولیت ہوئی کہ بیت اللہ کے اندر بیٹھ کر اس کے ایک ایک لفظ کی تلاوت ہوئی۔

تراجمِ ابواب کے معارف:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی جو کتاب ہے، اس میں جو امام صاحب نے تراجم قائم کیے ہیں وہ ان کی عظمت کی پکی دلیل ہے۔ کتب ستہ میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے تو فقط احادیث کو یکجا کر دیا، انہوں نے تراجم قائم نہیں کیے۔ جو باقی کتب خمسہ کے حضرات تھے، انہوں نے تراجم تو قائم کیے لیکن بخاری شریف خود اَدَقُّ التَّرَاجِم (سب سے زیادہ دقیق تراجم) ہے۔ معارف سے بھرپور، معانی سے بھرپور، بخاری شریف کے تراجم ہیں۔ اس لیے مشہور مقولہ ہے کہ

فِقْهُ الْبُخَارِیْ فِیْ تَرَاجِمِهٖ

www.besturdubooks.wordpress.com

''امام بخاری کی فقہ وہ ان کے تراجم سے ظاہر ہوتی ہے''

علمائے امت ایک ہزار سال سے اس تراجم کے دریا کے اندر غوطہ زن ہیں اور علوم و معارف کے موتی نکال رہے ہیں۔ آج تک کوئی محدث ایسا نہیں کہ جس نے دعویٰ کیا ہو کہ میں نے تمام موتیوں کو حاصل کر لیا ہے، یہ سلسلہ ابھی چلتا رہے گا۔ حتیٰ کہ علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جیسے جبال العلم حضرات، وہ فرماتے ہیں کہ بخاری شریف کے بعض مقامات ایسے ہیں کہ جنکی گہرائی تک ابھی کوئی رسائی حاصل نہیں کر سکا۔ علما نے جو کچھ کہا وہ سب تخمینات ہیں، اصل مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے۔

آخری کتاب کونسی ہے؟

اب یہاں پر ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے کہ بخاری شریف کی ابتدا کتاب الایمان سے ہوئی، آخری کتاب کون سی ہے؟ تو بعض نے کہا کہ ''کتاب التوحید'' ہے اور بعض نے اختلاف کیا۔

پہلی رائے:

چنانچہ شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آخری کتاب ''کتاب الاعتصام باالکتاب والسنۃ'' ہے۔ تو اس پر اعتراض ہوا کہ آخری کتاب تو ''کتاب التوحید'' ہے جس میں انہوں نے فرمایا: و الرد علی الجهمیه۔ تو اس کا جواب محدثین نے یوں دیا کہ آخری کتاب تو اصل میں ہے ''کتاب الاعتصام باالکتاب والسنۃ'' اور کتاب التوحید اس کا تتمہ اور تکملہ ہے۔

دلیل ا:

اس پر انہوں بڑی مضبوط دلیل قائم کی۔ وہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

www.besturdubooks.wordpress.com

جب کوئی کتاب عادتاً لکھتے تھے تو اس میں وہ اس کی ضد کا بھی تذکرہ کرتے تھے۔
مثال کے طور پر:

◉ کتاب الایمان میں امام بخاری نے تذکرہ کیا:

کُفرٌ دُوْنُ الْکُفْرِ،
اَلْمَعَاصِیْ مِنْ اَمْرِ الْجَاھِلِیَّۃ،
ظُلْمٌ دُوْنُ الظُّلْمِ،
عَلَامَۃُ الْمُنَافِقِ،

ہے کتاب الایمان لیکن اس میں اضداد کا بھی تذکرہ کر دیا وَ بِضِدِّ تبیَّنُ الْاَشْیَاءُ تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایمان کے باپ میں اس کی ضد کا بھی تذکرہ کر رہے ہیں۔

◉ اسی طرح کتاب العلم میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

رَفْعُ الْعِلْمِ وَ ظُھُوْرُ الْجَاھِلِیَّۃِ

اس میں ضد کا تذکرہ آ گیا۔

◉ کتاب الاستسقاء جس میں بارش کی دعا کا تذکرہ ہے، وہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قحط سالی میں جو بددعا ہوئی مشرکین کے بارے میں اس کا بھی تذکرہ کر دیا۔

تو معلوم ہوا کہ عادتاً کتاب میں ضد کا تذکرہ ضرور کرتے ہیں ،لہٰذا اصل کتاب تو ہے ''کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ'' اور چونکہ ابواب البدعۃ اس کی ضد بنتے ہیں اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو تتمہ اور تکملہ کے طور پر یہاں ذکر کر دیا اور کتاب الرد علی الجھمیہ و غیرھم کا عنوان قائم کیا، کیونکہ ان کی عادت مستمرۃ یہی تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دلیل ۲:

دوسری دلیل ان کی یہ ہے کہ آغازِ کتاب میں ''وحی الٰہی'' یعنی کتاب اللہ کا تذکرہ اور آخری کتاب میں ''اعتصام بالکتاب والسنۃ'' سبحان اللہ۔ وَنِعْمَتِ الْبِدَایَۃُ وَ نِعْمَتِ النِّھَایَۃُ کتنی اچھی ابتدا اور کتنی اچھی انتہا۔

دوسری رائے:

جو شارحین یہ کہتے ہیں کہ نہیں ! آخری کتاب، کتاب التوحید ہے، تو ان کے دلائل یہ ہیں:

دلیل ۱:

ابو حفص العمر رحمۃ اللہ علیہ جو ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ تھے، وہ فرماتے ہیں کہ انسان کی عزت آبرو کی حفاظت اور عذاب سے بچاؤ خود توحید کے اندر ہے، جو مواحد ہوگا عذاب سے بھی وہی بچے گا اور اسی کی عزت بھی محفوظ ہوگی۔ تو اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آخری کتاب، کتاب التوحید کو قرار دیا کہ اس کو اپنانے سے تم دنیا اور آخرت کی تمام مصیبتوں سے بچاؤ حاصل کر سکتے ہو۔ تو بات تو ٹھیک ہے کہ اللہ رب العزت ہر اس بندے پر رحمت فرمائیں گے جس کی موت توحید پر ہو، فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ﴾ (النسآء:۱۱۶)

''بے شک اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کو معاف نہیں کریں گے اس کے علاوہ وہ جو چاہیں گے معاف کریں گے''

www.besturdubooks.wordpress.com

توحید دھوبن سے سیکھی:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے توحید ایک دھوبن سے سیکھی۔ کیسے؟ فرماتے ہیں کہ میں اپنے مکان کی چھت پر تھا تو ہمسائے کے گھر میں تھوڑا شور ہوا تو میں نے ذرا سنا کہ کیا مسئلہ ہے؟ تو پتہ چلا کہ بیوی اپنے خاوند سے لڑ رہی تھی۔ خاوند دوسری شادی کرنا چاہتا تھا اور بیوی کہہ رہی تھی کہ دیکھ میں نے تیرے گھر میں تنگی برداشت کی، بھوک برداشت کی، تنگ دستی برداشت کی، میں نے تیری خاطر کتنی تنگیاں اور پریشانیاں برداشت کیں میں اور بھی زیادہ برداشت کرسکتی ہوں لیکن اگر تو چاہے کہ میرے سوا تو کسی اور سے نکاح کرلے تو مجھے تیری یہ بات قابل قبول نہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے قرآن مجید پر نظر دوڑائی تو میری نظر اس آیت پر آکر نظر ٹک گئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ﴾ (النسآء:۱۱۶)

میرے بندے جو بھی گناہ کرو گے دنیا میں ہر ہر گناہ کو معاف کرسکتا ہوں لیکن اگر تم شرک کرو گے تو اس گناہ کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔ ایک عورت جو اپنے سوا کسی دوسرے کی محبت کو برداشت نہیں کرسکتی، اللہ رب العزت جو احکم الحاکمین ہیں، رب العالمین ہیں وہ شرک کو کیسے گوارا فرماسکتے ہیں؟ اس لیے جو توحید پر قائم رہا اللہ رب العزت اس کے اوپر خاص رحمت کی نظر فرمائیں گے۔

اور عام طور پر دیکھا گیا کہ عورت اگر کردار کی اچھی ہو اس کی ہر غلطی کو خاوند برداشت کرجاتا ہے کردار کی غلطی برداشت نہیں کرسکتا۔ مشہور بات ہے، کسی عورت کو خاوند نے کہا تھا کہ تم نہ شکل کی اچھی نہ عقل کی اچھی، نہ بڑے خاندان کی، نہ کوئی ہنر

www.besturdubooks.wordpress.com

تمہارے پاس ہے، تمہارے اندر کیا خوبی ہے؟ تو عورت نے ساری بات کو سن کے کہا: ؎

نہیں کوئی اوقات اوگن ہار دی
جیہو جئی وی ہاں میں ہاں سرکار دی

میں جیسی بھی ہوں آپ کی ہوں، خاوند کو اس کی یہ بات اچھی لگی، اس نے اس کی ہر غلطی کو معاف کر دیا، اس لیے توحید بنیاد ہے۔ اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کا نچوڑ اور لب لباب آخر پر کتاب التوحید کو بنایا۔

دلیل ۲:

پھر دوسری دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ دین کی بنیاد ایمان پر ہے۔ اب ایمان کے دو پہلو ہیں، دو انداز میں گفتگو ہو سکتی ہے۔ ایک ایجابی پہلو اور ایک سلبی پہلو۔

جیسے کچھ کام کرنے کے ہوتے ہیں اور کچھ کام نہ کرنے کے ہوتے ہیں، اسی طرح کچھ کرنے کے کام تھے وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائے کتاب میں بتا دیے اور کچھ نہ کرنے کے کام تھے وہ ''ابواب البدعۃ'' کا باب قائم کر کے بتا دیے کہ بھئی دیکھو! ان کو کرنا ہے اور ان سے تم نے بچنا ہے۔ اس لیے فرقۂ باطلہ سے بچنا ایمان کی حفاظت کے لیے ضروری ہے۔

کتاب التوحید کے ساتھ باب وزن اعمال کی مناسبت:

اب یہاں پر ایک اور بات ذہن میں آتی ہے کہ کتاب التوحید اگر آخری کتاب ہے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وزنِ اعمال کا جو باب قائم کیا اسکی پھر اس سے کیا مناسبت ہوئی؟ کہ اگر کتاب التوحید ہے تو پھر باب جو اس کے اندر ذکر کیا اس کی کوئی مناسبت تو ہونی چاہیے نا۔ تو اس باب کی مناسبت کیا ہے؟ تو اس میں کچھ باتیں ذہن میں

www.besturdubooks.wordpress.com

رکھیے!

◉......اللہ رب العزت کی جو صفات ہیں وہ دو طرح کی ہیں، جیسے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ (الرحمٰن:۷۸)

تو ذی الجلال و الاکرام دو صفات ہیں۔ کچھ صفات ہیں جو جلال سے متعلق ہیں اور کچھ وہ صفات ہیں جو اکرام سے متعلق ہیں۔ تو بعض صفات کو صفات ثبوتیہ کہا اور دوسری کو صفات سلبیہ کہا۔ صفات ثبوتیہ وہ صفات ہیں جو ذات سے متعلق ہیں، چنانچہ حیات، علم، قدرت، ارادہ، سمع، بصر، کلام، یہ صفات ثبوتیہ کہلائیں گی اور صفات سلبیہ وہ ہیں جو افعال کے متعلق ہیں، جن میں کچھ لینا دینا پایا جاتا ہے۔ مثلا اللہ تعالیٰ معطی ہیں تو مانع بھی ہیں، دیتے بھی ہیں تو نہیں بھی دیتے، محی (زندہ کرنے والے) ہیں تو ممیت (مارنے والے) بھی ہیں، نافع (نفع دینے والے) بھی ہیں تو ضار (تکلیف دینے والے) بھی ہیں۔ تو یہ صفات سلبیہ کہلاتی ہیں۔ تو دو طرح کی صفات ہوئیں، صفات ثبوتیہ اور صفات سلبیہ۔ اب وزنِ اعمال کیونکہ صفاتِ افعال میں سے ہیں، اللہ کا ایک فعل ہے کہ وہ وزن فرمائیں گے۔ اس لیے صفات افعال میں سے ہونے کی وجہ سے اب اس کو کتاب التوحید کے ساتھ مناسبت ہوگئی۔

◉......شیخ ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اس میں تلاوت اور متلو کے فرق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس امت میں ایک ایسا باطل فرقہ بھی گزرا ہے جو عقل پرست تھا، جو عقل کی پوجا کرتا تھا۔ وہ کہتا تھا: جو بات عقل کی سمجھ میں آجائے وہ قبول کرلو اور جو عقل کی سمجھ میں نہ آئے اس کو رد کردو۔ چنانچہ وہ کہتے تھے کہ ہر عامی بندے کو جو عمل کرنا ہے اس کو علتِ حکم معلوم ہونی چاہیے۔ ان کی سمجھ میں یہ بات آئی

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ اللہ رب العزت کا جو کلام ہے وہ مخلوق ہے، حادث ہے۔ جب کہ علمائے اہل سنت ،ہم سب کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ غیر مخلوق ہے۔ لہٰذا یہ ایک سلسلہ چل پڑا۔ اللہ نے ہر دور کے اندر دین کی حفاظت کے لیے کچھ رجال کھڑے کر دیے جو جبال کی مانند تھے۔ انہوں نے مشقتیں اٹھائیں، تکلیفیں اٹھائیں، مگر انہوں نے دین کا دفاع کیا۔ چنانچہ یہ جو مسئلہ خلقِ قرآن کا تھا، اس بارے میں اللہ نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو قبول کر لیا۔ واقعہ عجیب ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا جس میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((بَشِّرْ اَحْمَدَ عَلٰی بَلْوٰی تُصِیبُہٗ))

''امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو بشارت دے دو ایک مصیبت کی جو اسے پہنچے گی''

تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں کے سامنے اس خواب کا اظہار کیا کہ بھئی! کوئی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات پہنچا دے۔ چنانچہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ نے جا کر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خبر سنائی، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ کی طرح کہ جیسے ان کے سامنے توبہ کی قبولیت کی خبر آئی تھی تو انہوں نے خبر دینے والے بندے کو اپنا کرتہ ہدیے کے طور پر پیش کر دیا تھا، تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی فرمایا کہ اپنا کرتہ امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ کو دے دیا۔ وہ لے کر آئے اور انہوں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھئی! یہ کرتہ آپ کا حق ہے لیکن اس کا عصاری ہمیں دے جاؤ۔ عصاری کہتے ہیں نچوڑے ہوئے پانی کو، چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے کرتے کو پانی میں ڈالا گیا اور نچوڑا گیا تو وہ نچوڑا ہوا پانی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے لے لیا اور کتابوں میں لکھا ہے کہ کچھ پانی انہوں پیا

www.besturdubooks.wordpress.com

اور کچھ پانی انہوں اپنے اوپر بدن پر ملا برکت کے حصول کے لیے۔ آج کچھ ایسے لوگ ہیں جو برکت کو نہیں مانتے، بیچارے جاہل ہیں یا متجاہل ہیں۔ برکت کا تذکرہ تو حدیث سے بھی اور قرآن سے بھی ثابت ہے۔ دیکھیے! حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی کچھ بچی ہوئی چیزیں تھیں مستعمل چیزیں، تو فرشتے ان کو ایک طابوت کے اندر لے کر آئے۔ قرآن مجید کے الفاظ ہیں:

﴿فِيْهِ سَكِيْنَةٌ وَّ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ﴾ (البقرۃ:۲۴۸)

تو بھئی! یہ سکینہ کیا چیز تھی اگر کوئی پوچھ لے کہ سکینہ کس کو کہتے ہیں؟ اسی برکت کو کہتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ اہل اللہ کے استعمال میں جو چیزیں ہوتی ہیں، وہ بھی برکات سے بھر جاتی ہیں۔ لہٰذا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عمل کہ انہوں نے اس پانی کو پیا بھی سہی اور اس کو پھر اپنے بدن کے اوپر بھی ملا، پھر اس کے بعد وہ وقت آیا کہ جب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اس اختلاف کے اندر گرفتار ہوئے۔ وقت کا بادشاہ وہ اس عقیدے میں، ان کا مخالف تھا اور وہ چاہتا تھا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کو قبول کرلیں۔ لیکن وہ حق کے اوپر جمے رہیں تو حاکم نے فیصلہ کیا کہ ان کو کوڑے لگائے جائیں۔

چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا گیا، جب گرفتار کر کے لا رہے تھے تو امام احمد فرماتے ہیں کہ پیچھے سے کسی نے میرے کرتے کو کھینچا، میں نے مڑ کر دیکھا تو وقت کا مشہور ڈاکو ابوالحکیم تھا جو توبہ تائب ہو چکا تھا، نیک ہو چکا تھا۔ میں نے پوچھا کہ ابوالحکیم! میرے کرتے کو کیوں کھینچا؟ کہنے لگا کہ حضرت! سرکاری ریکارڈ میں یہ بات موجود ہے کہ مجھے چوری کی سزا میں اس وقت تک اٹھارہ ہزار کوڑے لگ چکے ہیں اور

www.besturdubooks.wordpress.com

میں نے دنیا کے مال کی وجہ سے اور انا کی وجہ سے کبھی ان کے سامنے جھکاؤ اختیار نہیں کیا اور آپ تو دین کی وجہ سے سٹینڈ لے رہے ہیں تو آپ کوڑوں سے نہ ڈرنا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک ڈاکو کی بات نے میرے دل کو مضبوط کر دیا۔

بادشاہِ وقت نے ان کو کوڑے لگانے کا حکم دیا، کوڑے لگانے والے اتنے تھے کہ ایک بندہ آتا تھا، ایک وقت میں صرف دو کوڑے لگاتا تھا یعنی اس کو یہ حکم تھا کہ تم نے پورے زور سے کوڑے مارنا ہے صرف دو کوڑے مار کے الگ ہو جاتا تھا پھر تازہ دم بندہ آتا تھا اتنے کوڑے مارے گئے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی پیٹھ کے اوپر قیمہ بن گیا، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہر کوڑا کھانے کے بعد یہ فرماتے تھے:

﴿اَعْطُوْنِیْ شَیْئًا مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ وَسُنَّۃِ رَسُوْلِہٖ حَتّٰی اَقُوْلُ بِہٖ﴾ (البقرۃ:۲۴۸)

"مجھے اللہ کی کتاب اور نبی علیہ السلام کی سنت میں سے کوئی دلیل دو تا کہ میں تمہارے مطابق بات کروں"

اٹھائیس مہینے قید رہے مگر اس کی برکت یہ ہوئی کہ جہاں قربانی ہوتی ہے پھر اس کے بعد اللہ کی مہربانی بھی ہوتی ہے کہ وہ مسئلہ خلقِ قرآن ہمیشہ کے لیے ختم، اللہ نے یہ سعادت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمائی۔

لیکن مختلف ادوار میں حالات ادلتے بدلتے ہیں اللہ کی شان دیکھیں کہ ایک تو یہ دور تھا کہ لوگ قرآن مجید کو بھی مخلوق کہتے تھے، پھر بعد میں ایک ایسا فتنہ آیا کہ وہ کہنے لگے کہ نہ قرآن مخلوق ہے نہ ہماری تلاوت مخلوق ہے، چنانچہ متلو اور تلاوت دونوں کے مخلوق ہونے کا انکار۔ پہلے ایک Extreme (انتہا) اب دوسری انتہا۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لیے اللہ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو قبول فرمایا اور انہیں اس کے لیے

www.besturdubooks.wordpress.com

بڑی قربانیاں دینی پڑیں۔ مشقتیں اٹھانی پڑیں، وطن سے بے وطن ہونا پڑا حتی کہ جب ان کو بخارا سے حاکمِ شہر نے نکال دیا۔ تو ان کا جی چاہتا تھا کہ میں سمرقند چلا جاؤں تو علمائے سمرقند نے پہلے ہی پیغام بھجوا دیا کہ ہم آپ کو اپنے شہر میں قبول نہیں کرتے، غریب الدیار ہو گئے۔ ایک گاؤں جس کا نام خرتنگ تھا، اس میں ان کی خالہ رہتی تھیں۔ یہ سمرقند سے کوئی ۲۴ میل کے فاصلے پر جگہ تھی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا آخری زندگی کا وقت وہاں تنہائی کے اندر گزرا اور بالآخر اللہ کو پیارے ہو گئے۔

تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تلاوت اور متلو کے فرق کو ثابت کرنے کے لیے کتاب التوحید کے آخر میں کئی ابواب قائم کیے اس میں سے ایک باب وزنِ اعمال والا بھی ہے۔ وہ کیسے کہ قیامت کے دن اعمال کا وزن ہوگا تو اعمال میں تلاوت بھی تو ہے تو تلاوت کا بھی وزن ہوگا۔ تو جب تلاوت کا وزن ہوگا تو پھر یہ مخلوق چیز ہوئی نا۔ وہ جو متلو اور تلاوت کے غیر مخلوق ہونے کی بات تھی اس کو انہوں نے کتنے اچھے طریقے سے توڑ دیا۔

⊙...... چنانچہ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ کتاب التوحید میں صفات الٰہی شامل ہیں پس صفت کلام اور کلام اللہ کے مباحث پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کو ختم فرمایا۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ تو یوں لکھے کہ ''کتاب التوحید ورد علی الجهمية و غيرهم '' لیکن حقیقت میں اس میں سارے باطل فرقوں کا رد ہے، چاہے وہ معتزلہ ہوں چاہے قدریہ ہوں۔ ان سب کی تردید اس میں موجود ہے، لہٰذا باب کی مناسبت ظاہر ہے۔

باب ''وزنِ اعمال'' کو آخر پر لانے کی وجوہات:

ایک اور سوال طالب علم کے ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ باب جو وزنِ

www.besturdubooks.wordpress.com

اعمال لایا ہے اس کو سب سے آخر میں لانے میں کیا حکمت تھی؟ تو اس پر بھی محدثین نے بہت علمی نکات بیان کیے ہیں۔

◉......انہوں نے فرمایا کہ باب میں وزنِ اعمال کا ذکر ہے اور وزن ہوگا آخرت میں کیونکہ آخرت میں معاملہ پیش آئے گا۔ اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کتاب کے آخر میں اس پر قلم بند کیا۔

◉......حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یونس مدظلہ فرماتے ہیں کہ جو آخری بات ہوتی ہے وہ عموماً ذہن نشین رہتی ہے اس لیے خطیب حضرات، مقرر حضرات اپنے تمام بیان کا لب لباب وہ بات کہتے ہیں جو ذہنوں میں بیٹھ جائے، تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اتنی احادیث کو یکجا کیا مگر وہ جانتے تھے کہ اصل کامیابی اور ناکامی کا پتہ تو اعمال کے وزن پہ جا کے ہی چلے گا۔ اس لیے وزنِ اعمال کا باب آخیر پر قائم کیا گیا تاکہ کتاب پڑھنے والے کے ذہن میں رہے کہ میں نے ایسے عمل کرنے ہیں جو قیامت کے دن اللہ کے ہاں میزان کے اندر وزنی ہوں۔

◉......شیخ الاسلام زکریا رحمۃ اللہ علیہ انصاری وہ فرماتے تھے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وزن اعمال کا باب آخر پر اس لیے رکھا کہ وہ تمنا کرتے تھے کہ قیامت کے دن میری یہ کتاب بھی میرے اعمال میں سب سے زیادہ وزنی بن جائے۔

بدءالوحی اور آخری باب میں مناسبت:

اب یہاں پر ایک اور نکتہ ذہن میں آتا ہے کہ ابتدا تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کی ''بدءالوحی'' سے، آخری باب انہوں نے باندھا وزن اعمال کا تو ان میں آپس میں کیا مناسبت ہے کہ ابتدا بدء الوحی سے شروع ہوئی اور بات آ کر مکمل ہوئی وزن اعمال پر۔

www.besturdubooks.wordpress.com

علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وحی ایمان کی بنیاد ہے اس لیے اس کو سب سے پہلے رکھا اور پھر جزا اور سزا یہ انسان کا انجام ہے کہ نیک عمل پر جزا ملے گی اور برے عمل پر سزا ملے گی، اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کتاب کے آخر پر لکھا۔

پہلی حدیث اور آخری باب میں مناسبت:

تاہم پہلی حدیث مبارکہ اور آخری باب کے اندر بھی مناسبت ہے،

◉ ......علامہ سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلی حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ، نیتِ اعمال کا دارمدار دنیا پر ہوتا ہے اور وزنِ اعمال کا دار و مدار آخرت پر ہوتا ہے، لہٰذا پہلی حدیث میں مبدا کا تعلق اور آخری حدیث میں معاد کا تعلق ہے۔

◉ ......علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عمل کی ابتدا نیت سے ہوتی ہے اور عمل کی انتہا وزن پر ہوگی کہ اعمال کو تولا جائے گا، لہٰذا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدا میں اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات کی حدیث پاک لکھی اور آخیر میں میزان اعمال والی حدیث کو ذکر کیا۔

◉ ......حضرت مولانا مسیح اللہ رحمۃ اللہ علیہ مسیح الامت، وہ فرماتے تھے کہ نیت مبداءِ عمل ہے لہٰذا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ابتدا میں لکھا اور وزن منتہائے عمل ہے لہٰذا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو آخر پر رکھا۔

لہٰذا اوّلِ کتاب اور آخرِ کتاب کے درمیان بھی ایک مناسبت آ گئی۔

آیاتِ قرآنیہ لانے کی وجہ:

لیکن یہاں ایک بات قابلِ غور ہے۔ وہ یہ کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صرف

www.besturdubooks.wordpress.com

حدیثِ پاک ذکر نہیں کی بلکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک کی آیت بھی ذکر کی تو آیت قرآنیہ لانے کی کیا وجہ بنی تو شارحینِ حدیث نے فرمایا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ آیت قرآنیہ کو لا کر اپنی بات کو مؤکد فرمانا چاہتے تھے کہ دیکھو! یہ مضمون صرف حدیث سے ہی ثابت نہیں بلکہ یہ مضمون اللہ کے قرآن سے بھی ثابت ہے اسی لیے وَ نَضَعُ الْمَوَازِیْنَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ وہاں وہ قرآن مجید کی آیت کو بھی لائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے لیے صیغہ واحد اور جمع:

یہاں ایک عجیب ایک دلچسپ بحث علما نے لکھی

وَ نَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ

''اور ہم قائم کریں گے میزان''

یہاں اللہ تعالیٰ کے لیے جمع کا صیغہ آیا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے لیے کہیں واحد کا صیغہ اور کہیں کہیں جمع کا صیغہ بھی استعمال ہوا ہے، اس میں کیا حکمت تھی؟ تو طلبا کے لیے ایک قیمتی نکتہ ہے کہ واحد کا صیغہ کہاں استعمال ہوا؟ اور جمع کا کہاں؟

علمانے فرمایا کہ جہاں بھی قرآن مجید میں رحمت اور شفقت کا تذکرہ ہے، وہاں اللہ تعالیٰ نے واحد کا صیغہ استعمال فرمایا: مثلاً

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ﴾

(المائدہ:۳)

''آج میں نے تم پر دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی''

تو یہاں واحد کا صیغہ استعمال فرمایا۔

کیونکہ فرمانا تھا کہ میں نے تجھ پر اپنی نعمت کو کامل کر دیا تو جہاں رحمت اور شفقت کا معاملہ وہاں واحد کا صیغہ استعمال کیا۔ جہاں عظمت کا تذکرہ آیا، کبریائی کا تذکرہ آیا

www.besturdubooks.wordpress.com

وہاں اللہ رب العزت نے جمع کا صیغہ استعمال فرمایا۔ لہٰذا

﴿وَ نَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ﴾

''اور ہم قیامت کے دن میزان قائم کریں گے''

اس جگہ جمع کا صیغہ استعمال فرمایا:

اللہ تعالیٰ سے خطاب میں صیغہ واحد ہو یا جمع:

تاہم اس پر علما امت نے مستقل بحث فرمائی کہ اللہ رب العزت کے لیے جو ہم متکلم کا صیغہ استعمال کرتے ہیں، خطاب کا صیغہ استعمال کرتے ہیں، یہ واحد کا ہونا چاہیے یا جمع کا۔ بعض لوگوں کو دیکھا کہ وہ کہتے ہیں: جی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہ واحد کا صیغہ اور بعض کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، یہ جمع کا صیغہ۔ تو کیا یہ دونوں صیغے جائز ہیں اور ان میں سے کس کو اختیار کرنا چاہیے؟ تو عام طور پر قرآن مجید میں خطاب کا صیغہ واحد کا استعمال ہوا، ایک جگہ صیغہ جمع استعمال ہوا ہے جیسے:

﴿قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ﴾ (المؤمنون:۹۹)

اب یہ جو اَرْجِعُوْن ہے یہ جمع کا صیغہ، لیکن ان دونوں کے معاملات الگ الگ ہیں۔ واحد کے صیغے میں توحید غالب نظر آتی ہے، شرک کا شائبہ بھی نظر نہیں آتا لیکن جمع کے صیغے میں ادب بہت غالب نظر آتا ہے۔ اب ایک طرف وہ رنگ غالب ہے اور ایک طرف یہ رنگ غالب ہے۔

چنانچہ ہمارے بزرگوں کی اپنی اپنی ایک عادت رہی ہے، چنانچہ حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جمع کا صیغہ استعمال فرماتے تھے، ادب کے غلبہ کی وجہ سے کہ اس میں بندگی کا اظہار زیادہ ہے اور حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے

www.besturdubooks.wordpress.com

بھی اپنے استاد کی وجہ سے یہی عادت ہوگئی، وہ بھی جمع کا صیغہ استعمال فرماتے تھے۔ تاہم مفرد استعمال کریں یا جمع استعمال کریں شرعاً دونوں جائز ہیں، ایک میں توحید کا رنگ غالب اور دوسرے میں ادب کا رنگ غالب۔

منکرینِ وزنِ اعمال:

اب یہاں پر ایک نکتہ ذہن میں رکھیں، یہ جو وزنِ اعمال کا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرہ کیا اس میں بنیادی طور پر انہوں نے معتزلہ کا رد کیا۔ کیونکہ معتزلہ کہتے تھے کہ عمل اعراض ہیں اور اعراض کا وزن ہی نہیں ہوتا۔ طلبا متوجہ ہوں کہ یہاں معتزلہ کی جو پہلی چیز ہے، خشتِ اوّل جس کو کہتے ہیں، اس کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ ان کو آخر یہ دھوکے کیوں لگے؟ اس لیے لگے کہ انہوں نے عقل کو معیار بنایا۔ اب اگر کوئی بندہ سونار کے ترازو پر کوہ ہمالیہ کو تولنے بیٹھ جائے تو اس کو ہر بندہ پاگل ہی کہے گا۔ تو یہ معتزلہ ایسے لوگ تھے کہ یہ عقل کے ترازو پہ ہر چیز کو تولتے تھے۔

عقل اور وحی:

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی اچھی مثال سے بات واضح فرمائی ہے، وہ فرماتے ہیں: ایک پہاڑ ہے، اس پر ایک بندے نے چڑھنا ہے تو تین طرح کے لوگ ہیں، پہلے وہ لوگ ہیں جو گھر سے وہ اپنی سواری پر چڑھے اور پہاڑ کے دامن تک پہنچے اور پھر پہاڑ کے اوپر بھی گھوڑے کے ساتھ چڑھنا شروع کر دیا، اب یہ لوگ ضرور کہیں نہ کہیں ٹھوکر کھا کر گریں گے اس لیے کہ پہاڑ کی سیدھی چٹانوں پر تو گھوڑا نہیں چڑھ سکتا۔ لہٰذا پہاڑ کو طے کرنے کے لیے گھوڑے کی سواری پر بیٹھ کے جانے والا ناکام ہو گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دوسرے لوگ وہ ہیں جنہوں نے سوچا کہ گھوڑے پر بیٹھ کر تو پہاڑ پر چڑھنا ممکن نہیں لہٰذا وہ گھر سے ہی پیدل چل پڑے، گھوڑا ساتھ نہیں لیا لہٰذا وہ بھی ساری عمر راستے میں رہیں گے پہاڑ تک نہیں پہنچیں گے۔

تیسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے سوچا کہ بھئی! جتنا راستہ گھوڑے پر طے ہو سکتا ہے گھوڑے پر طے کر لو، چنانچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر پہاڑ کے قریب پہنچ گئے اور اوپر انہوں نے پیدل چڑھنا شروع کر دیا، تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ جو تیسری قسم کے لوگ ہیں یہ کامیاب ہونے والے ہیں، یہ پہاڑ کی چوٹی تک پہنچ جائیں گے۔

تو عقل بھی ایک گھوڑے کی طرح ہے تو جہاں تک عقل جا سکتی ہے اس گھوڑے کی سواری کر لو اور جہاں اس کی پہنچ نہیں اس کو چھوڑ کر آگے سفر ویسے کر لو۔ چنانچہ دنیا ایسا ہی کرتی ہے، آپ غور کریں کہ آنکھ ایک حد تک دیکھ سکتی ہے اس سے آگے نہیں دیکھ سکتی تو لوگ دوربین استعمال کرتے ہیں کہ جہاں تک نظر پڑے آنکھ سے دیکھو جہاں نظر نہیں پڑتی وہاں دوربین استعمال کرو۔

اسی طرح پاؤں ایک حد تک چل سکتے ہیں اس سے آگے نہیں۔ بھائی اس سے آگے تم سواری لے لو۔ بالکل اسی طرح عقل ایک حد تک بندے کو رہنمائی دے سکتی ہے تو جہاں تک دے سکتی وہاں تک اس سے رہنمائی لے لو جہاں عقل رک جاتی ہے وہاں سے آگے وحی الٰہی سے رہنمائی لے لو۔ تو اہلِ سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ عقل کو ساتھ لے کے چلو یہ نہیں کہ شریعت کہتی ہے کہ عقل کو ایک طرف رکھ دو، نہیں! شریعت کہتی ہے کہ یہ اللہ کی دی ہوئی نعمت ہے اس سے تم دین کو آسانی سے سمجھ سکو گے اس لیے اس کو ساتھ لے کے چلو مگر یہ ذہن میں رکھنا کہ یہ تمہیں ایک حد تک لے کر جائے گی اس سے آگے اس کو ایک طرف رکھ دو! ؎

www.besturdubooks.wordpress.com

چاہے دل کے پاس رہے پاسبان عقل
لیکن اسے کبھی کبھی تنہا بھی چھوڑ دو

جہاں وحی کا معاملہ آ گیا اب عقل کو ایک طرف کر دو، لہٰذا اعمال سمجھ میں آئیں تو بھی ہم مانتے ہیں اور سمجھ میں نہ آئیں تو بھی مانتے ہیں، اس لیے کہ ایمان کا معاملہ ہے۔ مگر یہ کہ آج کل تو یہ باتیں سمجھ میں بھی آ جاتی ہیں۔ پہلے زمانے میں کئی چیزیں تھیں جن کو تولا نہیں جا سکتا تھا آج کل تو لتے ہیں۔

میزان کی حقیقت

یہ ذہن میں رکھیں کہ میزان کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ ایک ترازو ہے اور دو پلڑے ہیں اور اس میں تولنا ہے۔ کوئی بھی ترازو جس پر کسی چیز کی پیمائش ہو سکے اس کو میزان کہیں گے۔ آج بخار کا ترازو تھرمامیٹر، بلڈ پریشر کا ترازو بلڈ پریشر کا میٹر، لوگ ناپتے ہیں کہ کتنا بلڈ پریشر ہے، شوگر کا ترازو گلوکومیٹر کہ بھائی کتنی شوگر ہے؟ فوراً ناپ لیتے ہیں، تو یہ چیزیں جو پہلے زمانے میں نہیں ناپی جا سکتی تھیں آج دنیا ناپ رہی ہے۔ آج کا انسان سمجھتا ہے کہ اعمال کے وزن کو نہیں ناپا جا سکتا، وہ پروردگارِ عالم قیامت کے دن ان کے وزن کو بھی ناپ کر دکھائے گا۔

اہلِ سنت کے دلائل:

اس پر اہلِ سنت والجماعت کے پاس دلائل ہیں، وہ دلائل ہمیں قرآن عظیم الشان سے ملتے ہیں۔

⊙......اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

''اور ہم قیامت کے دن میزان قائم کریں گے''

یہ وزنِ اعمال کے اوپر ایک ٹھوس دلیل ہے۔

◉ ......دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿وَ الْوَزْنُ یَوْمَئِذِ الْحَقُّ﴾ (الاعراف:۸)

''اس دن اعمال کا تلنا برحق ہے''

اور اتنی واضح آیات قرآنیہ کے بعد تو مومن کو کسی اور دلیل کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ ہاں عقل کے پجاری اگر بھاگتے پھریں تو یہ ان کی اپنی بات ہے، حقیقت بات یہ ہے کہ جہاں دین کا معاملہ آئے بندے کو چاہیے کہ انبیا کے سامنے اپنے سر کو جھکائے کہ جو انہوں فرمایا میں اس کو بلا کسی دلیل کے مانتا ہوں اور قبول کرتا ہوں، اس کو ایمان کہتے ہیں۔

وزنِ اعمال کے فوائد:

یہاں طالب علم کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ وزن اعمال کا فائدہ کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ تو سب جانتے ہیں۔ بھئی! یقیناً اللہ تعالیٰ سب جانتے ہیں، ان کو پتہ ہے کہ کون کھرا ہے اور کون کھوٹا ہے، کون شقی ہے کون سعید ہے، لیکن وزنِ اعمال کا فائدہ بھی ہوگا۔ چنانچہ حافظ بن ناظم الدین دمشقی نے ''منہاج الاستقامۃ'' کتاب کے اندر اس کی چند وجوہات بیان کی ہیں۔

◉ ......فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ وزنِ اعمال فرمائیں گے اتمامِ حجت کے طور پر کہ برا بندہ اپنے گناہوں کے کرتوت کو دیکھ لے گا، میں نے جو کرتوت کیے اس کا وزن کیا تھا۔ میں نے جو نیکیوں میں سستی کی میری نیکیاں تھوڑی رہ گئیں اور نیک بندے کو بھی اللہ رب العزت کی طرف سے یہ نعمت ملے گی کہ اپنی نیکیوں کے

www.besturdubooks.wordpress.com

وزن کو دیکھ کراس کو خوشی ملے گی، لہٰذا وزن اعمال سے سعادت اور شقاوت کا واضح پتہ چل جائے گا۔

◉......پھر یہ بھی اس میں فائدہ کہ کیا مکلفین دنیا میں اس پر ایمان بھی لاتے ہیں کہ نہیں لاتے، جیسے اہلِ سنت والجماعت اس پر ایمان لے آئے اور معتزلہ نے ماننے سے انکار کر دیا۔ یہ حق پر چلنے والے، وہ باطل پر چلنے والے۔

یہ اللہ رب العزت کی طرف سے جو اللہ کی صفتِ عدل ہے اس کا اظہار ہے۔

لِاِظْهَارِ قِسْطٌ لِاَنَّهُ مُقْسِطٌ

اللہ رب العزت مقسط ہیں، عدل کرنے والے ہیں، لہٰذا اس کے اظہار کے لیے وزن قائم فرما دیا۔

◉......اور ایک فائدہ اور بھی کہ قیامت کے دن جب اعمال کا وزن ہوگا تو نیک بندے کی خوشی میں اضافہ ہوگا ان کے وزن کو دیکھ کر اور برے بندے کی ذلت میں اضافہ ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ یہی چاہتے تھے کہ حق اور باطل کو واضح کر دے کہ اچھے کون تھے اور برے کون تھے۔

میزان کے متعلق نکات

یہاں پر میزان کے بارے میں بھی چند نکتے ہیں جو طلبا کے لیے یقیناً فائدہ مند ہوں گے۔

❁ حساب پہلے یا میزان:

ایک ہے حساب اور ایک ہے وزن، قرآن پاک میں دونوں کا تذکرہ ہے۔ یہ اکٹھے ہوں گے یا آگے پیچھے ہوں گے، حساب پہلے ہوگا یا وزن پہلے، تو اس پر بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

محدثین نے تفصیل لکھی ہے۔ چنانچہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جمہور علما کا مذہب یہی ہے کہ پہلے حساب ہوگا اور پھر وزن ہوگا۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجیے کہ پہلے زبانی پوچھ گچھ ہوگی اور اتمام حجت کے لیے اعمال کو وزن کرنے کے لیے پلڑے پر ڈال دیا جائے گا۔

❁ میزان کون کرے گا؟

اس میزان کا ذمہ دار کون ہوگا کہ اعمال تولے جائیں گے تو تولے گا کون؟ اس میں دو روایات ہیں چنانچہ کتاب السنۃ میں حذیفہ کی روایت ہے کہ

صَاحِبُ الْمِيْزَانِ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ جِبْرِيْلَ

کہ قیامت کے دن صاحب میزان جبرئیل علیہ السلام ہوں گے اور اس کی ایک وجہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام وہ فرشتے ہیں جو دنیا میں وحی لے کر آئے چونکہ یہ دنیا میں میزان شریعت کو لے کر آئے، لہٰذا بندوں کے اعمال میزان شریعت پر کتنے پورے اترتے ہیں یہ ڈیوٹی بھی اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کو عطا فرمائیں گے اور دوسری حدیث میں یہ بھی ہے کہ جس کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

((مَلَكُ الْمَوْتِ مؤكلٌ بِالْمِيْزَانِ))

تاہم یہ ایک میزان ہوگی جس کے دو پلڑے ہوں گے ایک میں نیکیاں رکھی جائیں گی اور دوسرے کے اندر اس کے گناہ رکھے جائیں گے۔

❁ پلڑا کیسے جھکے گا؟

مگر یہاں ایک دلچسپ بحث یہ بنی کہ پلڑا جھکے گا کیسے؟ نیکیوں کا پلڑا جھکے گا یا نیکیوں کا پلڑا اٹھے گا، بعض نے کہا کہ نہیں، نیکیوں کا پلڑا جھکے گا شیخ شہاب الدین رملی

www.besturdubooks.wordpress.com

رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اپنی کتاب میں لکھا جیسے میزان دنیا میں ہوتا ہے، ایسے ہو گا مگر بعض محدثین نے فرمایا کہ نہیں، نیکیوں کا پلڑا اٹھے گا اب ان کی دلیل کیا تھی؟ انہوں قرآن مجید کی آیت سے دلیل دی کہ اللہ فرماتے ہیں کہ

﴿اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾ (فاطر:۱۰)

''اسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور نیک عمل اس کو بلند کرتے ہیں''

کہ نیک عمل اوپر کو جاتے ہیں لہٰذا قیامت کے دن الٹا حساب ہو گا کہ نیکیاں زیادہ ہوں گی تو وہ اوپر کو جائیں گی اور گناہ تھوڑے ہوں گے، ہے تو سمجھنا مشکل لیکن حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ایک دلیل قائم کی وہ فرماتے ہیں کہ کئی چیزیں دنیا سے مختلف ہوں گی۔ دنیا میں ہم شیطان کو نہیں دیکھ سکتے شیطان ہمیں دیکھتا ہے۔

﴿اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ (الاعراف:۲۷)

تو دنیا ہم نہیں دیکھتے اور قیامت کے دن کیا ہو گا؟ ہم شیطان کو اسی نظر سے دیکھیں گے کیونکہ اس دن مختلف چیزیں ممکن ہیں۔ لہٰذا قیامت کے دن میزان بھی اللہ ایسا کر دیں گے کہ جس کا نیکیوں کا پلڑا وزنی ہو گا۔ وہ اوپر کو اٹھ جائے گا مگر وہ اس کے بھاری ہونے کی دلیل ہے یہ نہیں کہ اوپر ہونا ہلکا ہونے کی دلیل ہے۔

جمع کا صیغہ کیوں؟

یہاں پر ایک اور نکتہ ﴿وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾۔ یہاں پر میزان مفرد نہیں آیا، واحد کا صیغہ نہیں ہے بلکہ جمع کا صیغہ آیا ہے۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ بہت سارے موازین ہوں گے۔ تو اس میں علما نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک چیز جو کئی اجزا سے مل کر بنتی ہے تو اجزا کی کثرت کی وجہ سے جمع کا صیغہ استعمال فرما دیا۔ وہ کیسے؟ ہر ہر پرزہ الگ الگ ہو، پلڑے بھی ہوں اور اس کی ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

لگام بھی ہوگی تو مختلف اجزا کی وجہ سے جمع کا صیغہ استعمال کر دیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نہیں! انسان کے مختلف اعضا ہیں ہر عضو کے گناہوں کا الگ میزان ہو سکتا ہے، لہٰذا موازین جمع کے لیے لایا گیا اور بعض علما نے یہ فرمایا کہ نہیں عظمت کی خاطر جیسے جمع کا صیغہ اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کر لیتے ہیں تو میزان کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لیے جمع کا صیغہ استعمال کر لیا۔

میزان کتنی بڑی ہوگی؟

یہ میزان کتنی بڑی ہوگی، ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

((کَفتَا الْمِیْزَانِ کاطْبَاقِ الدُّنْیَا کُلِّھَا))

سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:

((فَلَوْ وَزَنَ فِیْهِ السَّمٰوٰات وَ الْاَرْضُ لَوَسِعَتْ))

اتنے بڑے بڑے پلڑے ہوں گے کہ زمین اور آسمان پورے کو اگر تولنا چاہیں تو ایک پلڑے میں تول سکیں گے۔

اعمال جمع اور قول واحد کیوں؟

یہاں ایک سوال اور ذہن میں پیدا ہوتا ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَ نَضَعُ الْمَوَازِیْنَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ ۚ وَ اَنَّ اَعْمَالَ بَنِیْ اٰدَمَ وَ قَوْلِهِمْ یُوْزَنُ

تو یہاں اعمال کے لیے تو جمع کا صیغہ لائے اور قولھم کے لیے اقوال کا لفظ نہیں کہا۔ مفرد کا صیغہ لائے تو یہ کیوں فرمایا؟ تو اس کے بارے میں محدثین نے لکھا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ اصل بات یہ تھی چونکہ اعضائے اعمال کئی سارے ہیں، آنکھ ہے، کان ہے، ہاتھ ہیں، پاؤں ہیں تو اعضاء کئی ہیں۔ اس لیے اعمال جمع میں لایا اور زبان ایک ہے قول والی، اس لیے اس کے لیے واحد کا صیغہ استعمال کر دیا۔

میزان سے مستثنیٰ کون؟

ایک سوال اور بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا سارے انسانوں کے اعمال تولے جائیں گے؟ تو ہاں تولے جائیں گے مگر استثناء تو ہوتا ہی ہے ہر چیز میں، مگر یہ اکثر حکم الکل اکثر پر کل کا حکم لگا دیتے ہیں۔ تو اس لیے فرمایا بنو آدم کے سب کے اعمال تولے جائیں گے لیکن انبیا وزنِ اعمال سے مستثنیٰ ہیں، ان کے اعمال کا وزن نہیں ہو گا۔ اور نبی علیہ السلام نے فرمایا اور جو انبیا کی پیروی کرنے والے ان کے وارث ہوں گے ان کے ساتھ بھی اللہ خیر کا معاملہ فرمائیں گے۔

چنانچہ ایک حدیث پاک میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری امت کے ستر ہزار بندوں کو بلا حساب جنت میں داخل فرمائیں گے۔ اب ستر ہزار کا لفظ سن کر دل تو چاہتا ہے کہ دعا مانگیں مگر پھر خیال آتا ہے کہ یا اللہ کروڑوں بندے تیری امت کے، اربوں کھربوں بندے تیری امت کے اور پھر صرف ستر ہزار بندے بغیر حساب کے جائیں گے تو ہم کس کھاتے میں؟ بلکہ ہم کس کھیت کی مولی گاجر ہیں کہ ہم بھی یہ دعا مانگیں کہ اے اللہ! ہمیں بھی ان میں شامل کر۔ اتنے لوگوں میں سے صرف ستر ہزار۔ لیکن جب حدیث مبارکہ کو آگے پڑھتے ہیں تو دل کو ذرا تسلی ہو جاتی ہے۔ وہ کیا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت کے ستر ہزار بندوں کو اللہ تعالیٰ بلا حساب جنت میں داخل فرمائیں گے اور وہ ایسے ہوں گے کہ ہر ایک اپنے ساتھ ستر ہزار اور لوگوں کو لے کر جائے گا۔ اب دل کو تسلی ہو جاتی ہے، ہم بھی دعا مانگ سکتے ہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

لہٰذا ہم میں سے ہر ایک لیے یہ لازم ہے کہ یہ دعا مانگا کرے کہ مولا ناپ تول کے ہم قابل نہیں، تیری رحمت کا معاملہ ہے، جب اتنے لوگوں کو آپ بلا حساب بھیج دیں گے تو ہم مسکینوں کو بھی اس میں شامل فرما لیجیے گا۔

❁ کیا کفار کے اعمال کا وزن ہوگا؟

یہاں ایک ذہن میں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مسلمانوں کے اعمال کا وزن ہوگا کہ نیکیاں کرتے ہیں یا کفار کا بھی ہوگا؟ تو بھئی! کفار کا بھی ہوگا، لیکن کفر کی وجہ سے ان کے اعمال بے وزن ہو جائیں گے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴾ (الکھف:۱۰۵)

اب ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں؟ نیکیاں تو انہوں نے کی تو وزن کیوں نہیں ہوگا؟ تو کئی عقل پرست قسم کے نوجوان جو ہوتے ہیں وہ سوال پوچھتے ہیں کہ جی اگر مسلمان کسی کے ساتھ اچھا کرے تو ثواب ملے گا کافر اگر کسی کے ساتھ بھلائی کرے تو اس کا کوئی ثواب نہیں؟ تو بھئی! اس کا بھی جواب سن لیجیے۔

ایک بندہ اگر زمین کے اوپر ہے تو اس کا وزن ہے فرض کرو سو کلو گرام، اگر اس بندے کو آپ چاند پر پہنچا دیں تو اس کا وزن رہ جائیگا فرض کرو چالیس کلو گرام۔ وہی وزن، وہی بندہ، وہی قد، وہی جسم وہی ترازو، چاند پر اس کا وزن تھوڑا رہ گیا۔ اور اگر اس بندے کو مریخ پر لے جائیں تو اس کا وزن ہو جائے گا کوئی پانچ سو کلو گرام۔ سو کلو گرام کا بندہ تھا پانچ سو کلو گرام تک پہنچ گیا۔ یہ کیا مسئلہ اور اسی بندے کو اگر خلا میں لے جائیں تو اس کا وزن زیرو کلو گرام۔ تو سائنس سے جواب پوچھو کہ مسئلہ کیا؟ تو سائنس جواب دے گی کہ وزن جو ہوتا ہے نا اس میں ایک تو بندے کی کمیت کو دیکھا جاتا ہے دوسرا جو کشش ہوتی ہے زمین کی اس کو بھی دیکھا جاتا ہے۔ دونوں کو ضرب

www.besturdubooks.wordpress.com

دے دیں تو وزن نکل آتا ہے۔ زمین کی کشش زیادہ تو وزن سوکلوگرام، چاند کی کشش تھوڑی وزن چالیس کلوگرام، مریخ کی کشش اس سے بھی زیادہ تو وزن چار سو کلو گرام، اور خلا کے اندر کشش زیرو تو لہٰذا خلا میں وزن زیرو کلوگرام۔ تو جب خلا کے اندر اچھے بھلے آدمی کا وزن زیرو ہو جاتا ہے تو ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ دیکھو کہ کافر وہ بندہ ہے جس میں ایمان کی کشش زیرو ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایمان کی عظمت کو ظاہر فرمائیں گے اور کہیں گے کہ دیکھو تمہارے دل میں میری نہ محبت تھی، نہ ایمان والی کشش تھی، یہ کیونکہ تمہارے دل میں زیرو تھی لہٰذا جتنے بھی پہاڑوں برابر عمل لے کر تم آئے زیرو سے ضرب دو تو جواب کیا نکلے گا؟ ﴿وَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا﴾ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اس کا کوئی وزن نہیں ہوگا۔

وزن کس کا ہوگا؟

یہاں ایک اور بحث چھیڑی علما نے کہ قیامت کے دن وزن ہوگا بھی کہ نہیں؟ تو تین طرح کی روایات ہیں۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اعمال کا وزن ہوگا، بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ نامۂ اعمال کا وزن ہوگا اور بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ بندے کا اپنا وزن ہوگا۔ جیسے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی پتلی پتلی پنڈلیاں تھیں اور ان کے دوساتھی صحت کے اچھے تھے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ پنڈلیاں اللہ کے ہاں اتنی وزنی ہیں کہ میزان میں احد پہاڑ سے یہ زیادہ بھاری ہیں۔ تو تینوں طرح کی روایات ہیں۔

اب علما نے فرمایا کہ اب یہ تینوں طرح کی صورتیں پیش آسکتی ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہیں۔ ذرا ذہن میں رکھنا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کے جج نہیں ہیں۔ کیونکہ جج قانون کا پابند ہوتا ہے، وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرسکتا،

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ وہی کرسکتا ہے جو قانون نے کہا۔ تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کے جج نہیں ہوں گے، قیامت کے دن کے مالک ہوں گے۔ مالک کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو عدل کا حکم دے دے اور چاہے تو اپنے فضل کا حکم دے دے۔ اس لیے جس کے عملوں کو چاہیں گے تول لیں گے۔ کسی کے نامہ اعمال کو تول لیں گے اور کسی بندے کو خود نامہ اعمال میں تول لیں گے۔

معارفِ حدیث

اب طلبا ذرا کتابیں کھول کے حدیث پاک کی طرف متوجہ ہوں تاکہ حدیث پاک کے معارف کو دیکھیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

باب قول الله تعالیٰ

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاِنَّ اَعْمَالَ بَنِيْ اٰدَمَ وَقَوْلَهُمْ يُوْزَنُ

یہاں تک تو عبارت تھی۔ اب معانی اور معارف کو ذرا دیکھتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ہم بنی آدم علیہ السلام کے اعمال کو اور اقوال کو تولیں گے۔

اس پر مفتی پاکستان مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ ایک عجیب بات فرماتے تھے۔ وہ فرماتے تھے:

”کہ جب بھی تم کوئی کام کرو یا کوئی بات کہو، تو سمجھ لو کہ اس کو عدالت میں پیش ہونا ہے، چاہے وہ دنیا کی ہو یا آخرت کی ہو“

ہر عمل جو ہم کرتے ہیں یا ہر بات جو ہم کہتے ہیں، اس بات کو ایک دن عدالت میں پیش ہونا ہے، یا دنیا کی عدالت میں یا آخرت کی عدالت میں۔ لہٰذا ہر عمل میں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمیں اللہ کی رضا کی نیت کر لینی چاہیے تا کہ عمل اللہ کے ہاں قبول ہو جائے۔ تو حضرت عارفی رحمۃ اللہ علیہ ایک عجیب بات فرماتے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ جب بھی صبح انسان کی آنکھ کھلے تو جو جاگنے کی دعا پڑھتا ہے تو اس کے بعد وہ ذہن میں یہ نیت کر لے کہ اللہ! آج میں جو عمل کروں گا تیری رضا کے لیے کروں گا۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب تک طبیعت میں اس کی ضد نہ آئے گی تو ہر عمل اللہ کی رضا کے لیے سمجھا جائے گا کیونکہ نیت کر لی تھی۔ تو یہ کتنا آسان عمل ہے کہ جب صبح اٹھو اور صبح اٹھنے کی دعا پڑھو:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَ اِلَیْہِ النُّشُوْرُ

تو اسی وقت یہ نیت ساتھ کر لیا کرو کہ اے اللہ! آج کے دن میں جو بھی عمل کروں گا آپ کی رضا کے لیے کروں گا۔ اور اکثر و بیشتر ہم کام کے عین موقع پر نیت تو کرتے نہیں، کیونکہ نیت نہیں کرتے تو جو پہلے سے نیت کی ہوئی ہوگی تو وہ نیت شامل ہو گی، اسی طرح زندگی کے اکثر اعمال اللہ کی رضا والی نیت سے شمار کر لیے جائیں گے۔

آگے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَ قَالَ مُجَاهِدٌ اَلْقِسْطَاسُ۔ اَلْعَدْلُ بِالرُّوْمِيَّةِ

جو القسطاس ہے اس کا معنیٰ ہے العدل اور یہ رومی زبان کا لفظ ہے۔

یہاں پر ایک بات ذہن میں رکھیں کہ قرآن مجید کے کچھ الفاظ ایسے ہیں کہ جن کے بارے میں یہ کہا گیا کہ یہ مختلف زبانوں کے تھے چنانچہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب لکھی **اَلْمُهَذَّبُ فِيْمَا وَقَعَ فِي الْقُرْآنِ مِنَ الْمُعَرَّبِ** تو اس میں قاضی ساجدین سبکی نے ایسے ستائیس (۲۷) الفاظ گنوائے جو عجمی زبانوں کے تھے۔ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں چوبیس الفاظ کا اضافہ کیا، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے

www.besturdubooks.wordpress.com

انہتر (۶۹) الفاظ اور گنوائے اور کل ایک سو بیس لفظ ہوئے۔ یعنی قرآن مجید میں ایک سو بیس الفاظ ایسے ہیں جن پر یہ کلام ہوا کہ یہ غیر عربی زبان کے لفظ عربی میں استعمال ہوئے ہیں۔ اس کا بہترین جواب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا۔

انہوں نے فرمایا:

لَا یُحِیطُ بِاللُّغَةِ اِلَّا نَبِیٌّ

کہ لغت کے اوپر نبی علیہ السلام کو جتنا احاطہ ہوتا ہے دوسرے بندے کو نہیں ہوتا۔ لہٰذا عام بندے جو کہتے ہیں کہ یہ عربی کا لفظ نہیں تو ان کی بات صحیح نہیں، کئی ایسے الفاظ ہوتے ہیں جو دو زبانوں میں مستعمل ہوتے ہیں۔ اب جیسے اردو زبان میں کتنے ایسے الفاظ ہیں جو عربی سے لیے گئے۔ ہمارے ہاں انسان، جسم، عرض، کرسی، کتاب، قلم، یہ سارے کے سارے الفاظ قرآن کے الفاظ ہیں جو ہماری زبان میں استعمال ہوئے ہیں تو زبانوں میں الفاظ داخل ہوتے رہتے ہیں۔ مگر ہوا یہ کہ عربوں نے اگر کوئی لفظ استعمال کرنا شروع کر دیا تو تب استعمال کیا جب وہ لفظ اگر ان کی کسوٹی پر پورا اترتا تھا ان کے اوزان پر پورا اترتا تھا۔

مثال کے طور پر لفظ تھا ''پیل'' فارسی میں ہاتھی کو پیل کہتے ہیں، تو عربوں نے لفظ بنایا فیل۔ عربی میں فیل ہاتھی کو کہتے ہیں۔ اب جب پیل، فیل بن کر عربی میں آ گیا، اس کو فارسی کا لفظ نہیں عربی کا لفظ کہیں گے۔ اور ویسے بھی دستور ہے کہ

''ہر چہ در کان نمک رفت نمک شد''

ہر چیز جو نمک کی کان میں آئے نمک بن جاتی ہے''

ہم کھیوڑہ میں گئے، ہم نے دیکھا کہ کان ہے نمک کی اور اس میں ایک درخت کبھی اگا تھا اور وہ درخت بھی نمک کا بنا ہوا ہے، شکل درختوں والی ہے مگر سارا نمک

www.besturdubooks.wordpress.com

بن گیا۔ تو وہاں ہم نے کسی سے پوچھا کہ جی کیا یہ نمک کا درخت ہے؟ تو انہوں کہا کہ جی نمک کی کان میں جو آ جاتا ہے وہ نمک بن جاتا ہے۔ تو ہمیں مسئلہ سمجھ میں آ گیا کہ جب عربوں نے اسے استعمال کرنا شروع کر دیا تھا تو اب وہ عجمی لفظ زبان کا نہ رہا بلکہ عربی زبان کا لفظ بن گیا اور اس پر تصدیق اللہ تعالیٰ نے فرما دی۔ جس میں قرآن مجید میں چھ سورتوں میں قرآنا عربیا کہا اور تین میں لسان عربی کہا۔

آگے فرماتے ہیں:

وَ يُقَالُ الْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ

دیکھیں! یہ لفظ دو طرح سے استعمال ہوتا ہے ایک قِسْطٌ اور دوسرا قُسْطٌ ضمہ کے ساتھ قِسْطٌ کا مطلب ہوتا ہے انصاف اور قُسْطٌ کا مطلب ہوتا ہے ناانصافی، لہذا مُقْسِطٌ قِسْط سے ہے، اس کا معنیٰ ہوگا عادل۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾ (المآئدہ:۴۲)

''بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں''

اور ویسے حدیث پاک میں بھی یہ لفظ آیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔

((يَنْزِلُ حَكَمًا مُقْسِطًا))

اسماء الحسنیٰ میں بھی اللہ تعالیٰ کا ایک نام ہے۔ اَلْمُقْسِطُ

لیکن قُسط جو لفظ ہے یہ ظلم کے معنیٰ میں ہے۔ قاسط کا معنیٰ ہے ظالم۔ قرآن مجید میں اس کا استعمال اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿فَأَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا﴾ (الجن:۱۵)

چنانچہ قاسط کا معنیٰ ہوگا ظالم۔ مقسط کا معنیٰ ہوگا عادل

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ اس میں ایک واقعہ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد البخاری میں لکھا ہے۔ بڑا دلچسپ واقعہ ہے کہ جب سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو حجاج بن یوسف نے گرفتار کروایا تو وہ بڑا جابر آدمی تھا، جو اس کی مرضی میں آتا تھا وہ کرگزرتا تھا، تو جب سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سامنے آئے تو اس نے پوچھا:

مَاذَا تَقُوْلُ فِيْ

میرے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

تو سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قَاسِطٌ عَادِلٌ

تو لوگ بڑے حیران کہ انہوں نے حجاج بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کر دی، لیکن حجاج خود عربیت کا ماہر تھا، وہ کہنے لگا:

وَيْلَكُمْ لَمْ تَفْهَمُوْا جَعَلَنِيْ جَائِرًا كَافِرًا

او تمہاری کم بختی! تم نے بات کو نہیں سمجھا، اس نے مجھے ظالم اور کافر بنا دیا۔

اَلَمْ تَسْمَعُوْا قَوْلِهٖ تَعَالٰى

﴿ فَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴾

وَ قَوْلِهٖ تَعَالٰى

﴿ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴾

تشریحاتِ متن:

حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا، اس کو احمد بن اشکاب سے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا، انہوں نے محمد بن فضیل سے، انہوں نے عمارہ سے، انہوں نے ابو ذرع سے، انہوں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ

كَلِمَتَان

یہاں کلمتان سے مراد نحوی کلمے نہیں بلکہ اس سے مراد تثنیہ کا صیغہ، دو کلمے، جیسے ہم فقرے کو کلمہ کہہ دیتے ہیں۔ کہتے ہیں نا کلمہ شہادت، کلمہ طیبہ، تو اس کلمے سے مراد فقرہ ہوتا ہے اور یہاں کلمتان سے بھی دو فقرے مراد ہیں۔ ایک فقرہ ہوگا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ اور دوسرا فقرہ ہوگا سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

تو كَلِمَتَان کا لفظ پہلے لایا گیا پھر فرمایا:

حَبِيْبَتَان

کہ اللہ کو وہ دونوں بڑے محبوب ہیں

دونوں فقرے اللہ تعالیٰ کو کیوں محبوب؟ کہ بھائی ایک فطرت ہے انسان کی کہ وہ چاہتا ہے کہ برائی میری طرف منسوب نہ کی جائے، اچھائی میری طرف منسوب کی جائے۔ تو جیسے بندے کی یہ پسند، اللہ رب العزت بھی یہی پسند فرماتے ہیں کہ برائی کو میری طرف منسوب نہ کریں، خوبیوں کو میری طرف منسوب کریں۔ لہٰذا اللہ کی یہ شان ہے اور اس کو یہ بات سجتی ہے، مسلم شریف کی ایک روایت ہے جس میں ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اَحَبَّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ اَنْ يَّقُوْلَ الْعَبْدُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ))

تو یہ دونوں کلمے اللہ کو بڑے پسند ہیں کیوں؟ کہ اس میں کہنے والا اللہ رب العزت سے برائی کی پاکی کا بیان کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہر برائی سے منزہ اور مبرا ہیں اور ہر سمت سے متفق ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھی یہ بات پیاری لگتی ہے کیونکہ اس میں اس کی عظمت ظاہر ہوتی ہے تو فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

((كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ))

یہاں الی اللہ نہیں کہا کہ اس میں اسم ذات اللہ کو استعمال کیا ہو۔ رحمٰن کا لفظ استعمال کیا، اس میں بھی حکمت ہے۔ اس لیے کہ رحمٰن وہ ذات ہوتی ہے جو اپنے اور پرائے اور تھوڑے کے بدلے زیادہ دے۔ اس کو کہتے ہیں رحمٰن اب کیونکہ اللہ رب العزت نے بندے کے تھوڑے عمل پر اجر زیادہ دینا تھا تو اپنے صفاتی نام کو استعمال فرمایا کہ رحمٰن کو پسند ہے تو جب رحمٰن کو پسند تو ملے گا بھی بہت کچھ لہٰذا الی الرحمٰن کہا۔ کتنا زیادہ ملے گا حدیث پاک میں ہے کہ

((سُبْحَانَ اللّٰهِ نِصْفُ الْمِيْزَانِ))

جو بندہ اخلاص کے ساتھ سبحان اللہ پڑھتا ہے تو آدھا میزان بھر جاتا ہے۔

((وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَان))

اور الحمد للہ کہنے سے پورا میزان بھر جاتا ہے

اب تھوڑے عمل پر زیادہ اجر دے یہ رحمٰن کی شان ہے تو دیکھو! حدیث پاک کی کیا خوبصورتی کہ رحمٰن کا لفظ استعمال ہوا كَلِمَتَان دو کلمے حَبِيبَتَانِ اللہ کو دونوں پیارے۔ کیوں کہ ان کلموں میں برائی سے پاکی بیان ہوتی ہے اور صفات سے اللہ کو متصف بیان کیا جاتا ہے۔ یہی آگے فرمایا۔ اِلَى الرَّحْمٰن کا لفظ اس لیے لائے کہ رحمٰن وہ ذات جو تھوڑے عمل کے بدلے اجر زیادہ دینے والی ہے۔ آگے ایک بات اور فرمائی:

خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ

زبان پر ہلکے ہیں۔

زبان پر ہلکے سے مراد ایک بات تو یہ کہ پڑھنے آسان، یعنی لفظ تھوڑے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

جملے چھوٹے ، دیکھیں نا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ تین لفظ بنتے ہیں پھر سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ پھر تین لفظ بنتے ہیں۔ تو الفاظ تھوڑے اور فقرے چھوٹے ، لہٰذا ان کو پڑھنا بہت آسان ۔ اسی لیے کہا گیا کہ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ لیکن اگر اور گہرائی میں چلے جائیں تو دل اور زیادہ خوش ہوتا ہے بات کو سن کر۔

جو قراء حضرات ہیں نا وہ تو الفاظ سے آگے حروف کے لیول پہ جا کر سوچتے ہیں۔ لہٰذا اب ہم ان الفاظ کو ذرا تجوید کے اصولوں کی نظر سے دیکھیں۔

◉ ...... دیکھیں کہ کچھ حروف جن کو حروفِ استعلا کہا جاتا ہے، موٹے حروف ، ادائیگی میں موٹے حروف ہوتے ہیں اور موٹے حروف میں ثقل ہوتا ہے، چونکہ موٹے ادا کیے جاتے ہیں۔ جیسے ''ض'' اب اس کو کہنے میں ثقل ہے۔ ان کا مجموعہ ہے ''خص ضغط قظ'' یہ جتنے بھی حروف ہیں یہ سارے کے سارے حروف استعلاء کہلائیں گے۔ اب ان حروف میں سے دیکھو! ان میں سے کون سا لفظ استعمال ہوا۔ ایک العظیم میں ظا کا لفظ استعمال ہوا ہے، تو حروف استعلا میں سے صرف ایک لفظ استعمال ہوا۔ اس کا مطلب ہے کہ آسان حروف زیادہ ہیں۔

◉ ...... پھر کچھ حروف ہوتے ہیں جن کو حروف شدّہ کہتے ہیں ان کا مجموعہ ''اجد قط بکت'' ہے، ان میں سے صرف باء کا حرف استعمال ہوا ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ باء استعمال ہوا ہے، باقی کوئی استعمال نہیں ہوا۔ حروف شدہ بھی بالکل تھوڑے استعمال ہوئے۔

◉ ...... پھر عام دستور ہے کہ اسماء کے مقابلے میں افعال ثقیل ہوتے ہیں اور ان فقروں میں افعال میں سے کوئی بھی نہیں۔ پھر اسما میں بھی جو غیر منصرف ہوتے ہیں وہ زیادہ ثقیل ہوتے ہیں، ان میں سے بھی کوئی نہیں۔ اور دیکھیے! کہ اس حروف ثقیلہ بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

کوئی نہیں، نہ ثاء ہے نہ شین۔

تو اس میں دیکھیے! نہ حروف استعلاء میں سے، نہ حروف شدّہ میں سے، نہ افعال میں سے، نہ اسمائے غیر منصرف میں سے اور نہ حروف ثقیلہ میں سے کچھ استعمال ہوا۔

پھر مزے کی بات دیکھیں کہ تین حرف ایسے ہیں جن کو حروفِ لین کہتے ہیں۔ بڑی نرمی سے ادا ہو جاتے ہیں، واوَ، الف، اور ی اور تینوں اس میں استعمال ہوئے۔ تو معلوم ہوا کہ واقعی نبی پاک کی زبان فیض ترجمان سے جو بات نکلی خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَان وہ فی الوقت کی جتنی بھی صورتیں ممکن ہو سکتی تھی وہ ان فقروں کے اندر موجود ہیں۔آگے فرمایا:

ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ

میزان میں بڑی بھاری ہیں۔

اب یہاں طالب علم کے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ بولنے میں اتنے آسان اور میزان میں اتنے بھاری۔ جی ہاں آسان مثال دیکھیں، کھاؤ پیو لوگ ہیں کہ مکھن کھانا کتنا آسان! اور معدے میں جا کر کتنا بھاری ہوتا ہے، ہضم ہی نہیں ہوتا۔ پاپڑ کھانے کتنے آسان اور میدے میں جا کر ہضم ہونے میں نہیں آتے۔ اتنے بھاری۔ تو کتنی مثالیں ایسی ہیں جو زبان پر اتنی ہلکی اور میدے میں بھاری۔ اسی طرح کہتے ہیں کہ زبان پہ ہلکے اور میزان کے اندر بھاری۔ تو فرمایا: ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ۔ اب ان کا ثقل کتنا ہوگا؟ یہ اللہ جانتا ہے۔ اور قیامت کے دن بندے کو پتہ چلے گا کہ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ کہنے پر یا سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ کہنے پر مجھے اللہ نے کیا اجر عطا فرمایا ہے۔

اس لیے ایک عجیب نکتہ علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جنت میں جانے کی

www.besturdubooks.wordpress.com

جہاں سب سے زیادہ مزے دار بات ہے، وہ تو یہ ہے کہ اللہ رب العزت کا دیدار ہوگا مومن کے لیے۔ سب سے مزے دار چیز کہ جنت میں جانے کے بعد کیا نصیب ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ وہ فرماتے ہیں کہ دیدار کے بعد مومن کے لیے سب سے مزے دار چیز یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ جنتی کو جنت میں **حقائق الاشیاء** نصیب فرمادیں گے۔ **حقائق الاشیاء** کا پتہ چل جائے گا۔ نبی علیہ السلام نے دعا مانگی:

((اَللّٰهُمَّ اَرِنَا حَقَائِقُ الْاَشْيَاءِ كَمَا هِيَ))

حقائق الاشیاء کا پتہ چل جائے گا کہ واقعی یہ جو دنیا میں کہتے تھے کہ یہ میزان میں بڑے بھاری ہیں، تو اس بھاری کی حقیقت کیا تھی؟ تو یہ قیامت کے دن ہمیں پتہ چل جائے گا۔

حضرت قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میزان میں بھاری ہونے کی تین بنیادیں ہیں کہ سبحان اللہ میں تنزیہہ ہے، وبحمدہ میں تعریف ہے اور العظیم میں اللہ کی کبریائی کی تصدیق ہے۔ اور کیونکہ تین چیزیں اکٹھی ہوگئیں، تنزیہہ بھی بیان ہوگئی اور اللہ کی تعریف بھی بیان ہوگئی اور اللہ کی عظمت و کبریائی اور بڑائی کا بھی اقرار ہو گیا، لہٰذا جب کسی کو بڑا کہیں تو دینے والا بھی تو بڑا کچھ دیتا ہے۔ اور یہ بات صحیح ہے۔ ہم نے دیکھا کہ یہ جو مانگنے والے ہوتے ہیں یہ بڑے استاد لوگ ہوتے ہیں۔ ایسے ایسے لفظ کہتے ہیں کہ جی آپ کے والد ایسے تھے، آپ کا خاندان ایسا تھا۔ ان کو پتہ ہوتا ہے کہ ایسی باتیں کریں گے تو روپیہ نہیں ملے گا، کم از کم دس ملیں گے یا سو ملے گا۔ تو دنیا کے فقیر بھی سمجھتے ہیں کہ بڑائی بیان کرو تو دینے والا تھوڑا نہیں دے سکتا، تو بھائی اس میں تو بڑائی ویسے ہی بیان ہو رہی ہے اور وہ تو ہے ہی بہت بڑا۔ اور وہ پروردگار تھوڑا دیتا بھی نہیں، لہٰذا جب وہ دے گا تو اتنا دے گا کہ ثَقِيْلَتَانِ فِي

www.besturdubooks.wordpress.com

الْمِیْزَان وزن میں بہت بھاری ہوگا۔ شاہوں کی دین بہت بڑی ہوتی ہے۔

ترجمۃ الباب کا بنیادی نکتہ:

اب یہاں ایک اور نکتہ کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب میں وزن کا جو تذکرہ کیا تو موضوع ترجمہ کیا ہے۔ یعنی جو ترجمۃ الباب ہے اس کا بنیادی نکتہ ان کو کہاں سے ملا؟ تو ثقیلتان سے ان کو نکتہ ملا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں سے نکتہ پکڑا کہ ثقیل جب ہوں گی کچھ چیزیں تو اس کا مطلب ہے اعمال کا وزن ہوگا۔ اس سے انہوں نے ترجمۃ الباب باندھا اور یہ بھی انہوں نے کہا کہ جب اقوال تولے جائیں گے تو باقی اعمال بھی تولے جائیں گے۔

مسجع اور شیریں کلام:

تو یہاں تک اگر ہم اس حدیث مبارکہ کی تلاوت کریں تو یہ بنتی ہے:

((کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ))

تو طالب علم کے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ بھائی بڑے عجیب کافیے بنائے ہوئے ہیں، بڑا مسجع کلام ادا ہو رہا ہے، ہاں بات ٹھیک ہے، لیکن ایک مسجع کلام مکروہ ہوتا ہے اور ایک مسجع کلام دل خوش کرنے والا ہوتا ہے۔ مکروہ کی دو علامتیں ہوتی ہیں ایک تو وہ تکلف کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے اور دوسرا وہ باطل کو ملتزم ہوتا ہے۔ اگر یہ دو باتیں ہوں گی تو اس مسجع کلام کو مکروہ کہا جائے گا اور اگر بلا تکلف ادا ہو جائے تو اس کلام کو خوش کن پر لطف اور شیریں کلام کہا جائے گا اور یہ جو کلام ادا ہوا نہ اس میں تکلف ہے، نہ اس میں باطل کا دخل ہے، چونکہ دونوں علامتیں نہیں لہٰذا یہ کلام کیا کہلائے گا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

شیریں کلام کہلائے گا۔ تو ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا شیریں کلام کہیں اور بھی ہے، جی ہاں ایسا شیریں کلام قرآن پاک میں ہے۔ ذرا قرآن پاک کی آخری سورۃ الناس پڑھ کے دیکھیں:

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ o مَلِكِ النَّاسِ o إِلٰهِ النَّاسِ o مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ o الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ o مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ o﴾ (الناس:۱-۶)

سبحان اللہ کیا شیریں کلام ہے! تو بغیر کسی تکلف کے ادا ہوتا ہے اسی لیے یہ مسجع کلام مذموم نہیں بلکہ محمود ہے۔

آگے ان کلمات کے الف ۔ کی طرف توجہ کریں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ

سبحان اللہ کا معنیٰ ہے اللہ پاک ہے۔ ہر نقص سے، ہر عیب سے، ہر برائی سے، اللہ رب العزت پاک ہے، منزہ اور مبرہ ہے۔ تو سبحان اللہ کا کیا معنیٰ ہوا کہ اللہ پاک ہر برائی سے ہر عیب سے پاک ہے۔ اب یہاں پر ایک نکتہ ذرا سمجھیں طلبا کے لیے قیمتی موتی...... سبحان اللہ میں ہم نے یہ کہا کہ اے اللہ! آپ ہر عیب سے پاک ہیں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک دستور ہے، اس کو کہتے ہیں کہ جزا من جنس العمل کہ جیسا عمل ویسی جزا۔ تو جب بندے نے اللہ کی پاکی بیان کی تو جواب میں اللہ نے فرمایا کہ میرے بندے تو میری پاکی بیان کر رہا ہے اب اس کے بدلے میں تمہارے دل کو ظلمت سے پاک کر دوں گا۔ لہٰذا یہ ذکر بندے کے دل کو منور کر دیتا ہے اور عیبوں سے پاک کر دیتا ہے۔

اب اس کی کوئی دلیل ہونی چاہیے۔ تو جب ہم نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ دل کو دھو

www.besturdubooks.wordpress.com

دیتے ہیں، تو پھر اس کو دھونے کی کوئی دلیل! تو سنیے! حدیثِ مبارکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَ إِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ))

''کہ جو بندہ دن میں سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کہتا ہے اللہ اس کی خطاؤں کو مٹا دیتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں''

تو جب خطائیں مٹ جاتی ہیں تو پھر خطاؤں کے اثرات بھی تو مٹ جاتے ہیں، تو معلوم ہوا کہ یہ ذکر انسان کے دل کو دھو دیتا ہے۔

تسبیح کی اہمیت:

یہ اتنا اعلیٰ عمل ہے کہ اس کی اہمیت سوچیے، اللہ رب العزت نے فتح مکہ کی جو خوش خبری دی اور صلح حدیبیہ کی جو ایمان والوں کو خوشخبری ملی اور پھر اس کے بعد دین اسلام میں فوج در فوج لوگ داخل ہونے لگے تو یہ کتنا بڑا انعام تھا، کتنا بڑا اللہ کا احسان تھا، اس احسان کا جہاں اللہ نے تذکرہ کیا:

﴿يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا﴾

تو اس کے بعد کسی اور چیز کا مطالبہ نہیں کیا، اتنا فرمایا:

﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ﴾

رب کی تسبیح بیان کر دیجیے۔ یعنی یہ رب کی تسبیح، کتنی بڑی نعمت کے ملنے کے بعد پھر اللہ نے اس کا مطالبہ کیا۔ تو جب بھی کوئی نعمت ملے تو انسان اللہ کی تسبیح بیان کرے۔ چنانچہ قرآن مجید میں تیس مقامات ایسے ہیں جہاں یہ لفظ کسی نہ کسی صورت میں آیا ہے۔ کہیں فرمایا: سبح للہ کہیں: یسبح کہیں: فسبح کہیں سبحان تو

www.besturdubooks.wordpress.com

مختلف صورتوں میں قرآن مجید میں تیس مرتبہ یہ لفظ استعمال ہوا، اس لیے یہ ذکر کرنا انسان کے لیے بہت زیادہ فائدہ مند ہے۔

وَ بِحَمْدِہٖ

اس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے، یعنی اس کے کمالات کا اظہار ہے۔ اس کی کیا وجہ؟ وجہ یہ ہے کہ صرف نقائص سے تنزیہہ بیان کرنا یہ کسی کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے کافی نہیں ہوتی۔ فرض کریں کوئی اگر بادشاہ کے بارے میں کہے کہ جی یہ چمار نہیں ہے، بھائی اس نے تنزیہہ تو بیان کر دی لیکن بادشاہ کی عظمت بیان کرنے کے لیے یہ تنزیہہ کافی تو نہیں ہے۔ او جی! بادشاہ میراثی نہیں ہے۔ بھائی تنزیہہ تو بیان کر رہے ہو مگر اس کی عظمت تو ظاہر نہیں ہو رہی۔ ہاں یہ بھی ضروری تھا کہ تنزیہہ ہوتی مگر اس کے ساتھ تعریف کا ہونا بھی ضروری ہے۔ تو اس لیے جب ہم نے کہا: سبحان اللہ، تو ہر عیب سے ہم نے تنزیہہ کا اقرار تو کر لیا مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے بات یہیں مکمل نہیں ہوتی۔ وَ بِحَمْدِہٖ کو لا کر اب بات کو مکمل کرو۔ اسی لیے فرمایا:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ اللہ رب العزت پاک ہیں، سب تعریفیں اس کے لیے ہیں۔

اچھا سبحان اللہ اور وبحمدہ میں واؤ لے کر آئے ہیں۔ اس واؤ پر محدثین نے لمبا کلام کیا ہے کہ وعاطفہ ہے کہ واؤ حالیہ ہے۔ مگر وقت کی مناسبت سے نچوڑ یہ ہے کہ یہ واو حالیہ ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی ایک مجلس میں آ کر کہہ دے: بادشاہ میراثی نہیں، چمار نہیں، اور چلا جائے تو بھائی جب تک ساتھ ہی تعریف نہیں کرے گا اس وقت تو اس کو غصہ آئے گا کہ یہ کیا کہہ گیا ہے۔ تو ان دونوں کو وحالیہ سے جوڑ دیا گیا کہ اے اللہ! جس حال میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ تمام نقائص سے پاک ہیں، اسی حال میں اقرار بھی کر رہا ہوں کہ آپ بڑی شان والے ہیں۔ تو فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ

www.besturdubooks.wordpress.com

بِحَمْدِہٖ۔

تخلیہ اور تحلیہ:

اب اس میں تقدیم اور تاخیر کا بھی معاملہ ہے وہ کیسے کہ مقولہ ہے:

اَلتَّخْلِیَۃُ مُقَدَّمَۃٌ عَلَی التَّحْلِیَۃِ

''تخلیہ تحلیہ کا مقدمہ ہے''

کہ جب لوگ برتن کلی کرواتے ہیں نا، تو پہلے اس کو نوشادر کے ساتھ گرم کر کے اچھی طرح صاف کرتے ہیں، تاکہ سارا زنگ اتر جائے تو اس کو کہتے ہیں صفائی کرنا۔ تو صفائی پہلے ہوتی ہے اور جب صاف ہو جاتا ہے تو اس پر کلی چڑھا دیتے ہیں۔ اگر صفائی کیے بغیر کلی چڑھائیں گے تو کلی نہیں چڑھے گی۔ تو معلوم ہوا کہ تَخَلِّیْ عَنِ الرَّذَائِل پہلے ہوتی ہے اور تَحَلِّیْ بِالْفَضَائِلْ بعد میں ہوتی ہے۔ اور دیکھو! اس فقرے میں بھی یہی کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ اس میں تَخَلِّیْ عَنِ الرَّذَائِل دوسرا کلمہ وَ بِحَمْدِہٖ اس میں تَحَلِّیْ بِالْفَضَائِلِ ہے۔ تو پہلا فقرہ ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم

یہ دوسرا فقرہ ہے، یعنی کلمتان میں سے دوسرا کلمہ ہے۔

اس میں سُبْحَانَ اللّٰہِ کو مقرر لائے ہیں۔ اب کسی چیز کو مقرر لاتے ہیں تو اس کی اہمیت بتانی مقصود ہوتی ہے کہ کسی چیز کی اہمیت کو اجاگر کرنا۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ شرک کو اتنا ناپسند کرتے ہیں اور اس تنزیہہ کو اتنا پسند فرماتے ہیں کہ اگرچہ کہنے والا کہہ چکا سُبْحَانَ اللّٰہِ مگر نہیں اب دوسرے فقرے میں ایک دفعہ پھر وہی بول بولے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

بندے کو بول سننا پسند آتا ہے۔ تو یہ اللہ کی بھی پسند، تو سبحان اللہ کو مقرر لے آئے لیکن یہاں پر بِحَمْدِہٖ کو مقرر نہیں لائے بلکہ اس کی جگہ لفظ استعمال فرمایا اَلْعَظِیْم۔ تو محدثین نے اس کا جواب دیا کہ اَلْعَظِیْم میں حمد خود موجود ہے۔ بھئی! جب اللہ کو بڑا کہا تو اس لفظ کے کہنے میں حمد خود بخود موجود ہے۔ لہٰذا اَلْعَظِیْم کا لفظ استعمال ہوا۔

امید اور خوف:

اب گویا یہ جو کلمتان ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کے دو صفاتی نام استعمال ہوئے۔ ایک نام اللہ رب العزت کا الرَّحمٰن استعمال ہوا اور ایک لفظ اَلْعَظِیْم استعمال ہوا، یہ بھی اسماء الحسنٰی میں سے۔ تو اس کلام کے اندر دو وصف اور دونوں اسما بہت سے معارف کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کیوں؟ رحمٰن کا لفظ آنے سے انسان کے دل کے اندر امید لگ جاتی ہے کہ وہ رحمٰن ہے، جب اس نے اجر دینا ہے تو بڑا اجر دے گا۔ نیک لوگوں کو یہ امید نہیں لگتی لیکن جو فاسق و فاجر ہم جیسے گناہ گار ہیں نا ان کو بھی امید لگ جاتی ہے کہ وہ رحمٰن ہے۔ رحیم کا لفظ ہوتا تو بات مختلف ہوتی۔

﴿كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا﴾ (الاحزاب:۴۳)

وہ تو ایمان والوں کے ساتھ معاملہ ہو جاتا۔ یہاں تو رحمٰن کا ذکر آیا، رحمٰن اپنے کا بھی پرائے کا بھی، وہ دنیا میں فرمانبردار کو بھی دینے والا وہ دنیا میں غداروں کو بھی دینے والا، تو جب رحمٰن نے دینا ہے تو دل میں امید لگ جاتی ہے کہ وہ رحمٰن ضرور مہربانی فرمائے گا۔

لیکن جب عظیم کا لفظ سنتے ہیں تو عظمتِ الٰہی کی وجہ سے دل لرز جاتا ہے، خوف ہوتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ان دو الفاظ کی وجہ سے یہاں پر قاری جو پڑھنے والا ہے اس قاری کے دل میں امید قبولیت کی بھی آجاتی ہے اور رد کرنے کا خوف بھی آجاتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

اس کو کہتے ہیں:

﴿يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَ يَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ﴾ (بنی اسرآئیل:۵۷)

تو دیکھیں ان دونوں اسماء الحسنٰی کی وجہ سے قرآن مجید کی آیت کو سمجھنا کتنا آسان ہو گیا۔ چنانچہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، جامع العلوم والحکم میں کہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا عام ورد یہی دو کلمے ہوا کرتا تھا: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

براعتِ اختتام:

اب ایک نقطہ اور پیدا ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ آخیر پر یہ جو تسبیح والی حدیث ہے اس کو کیوں لائے ہیں، اس کو براعتِ اختتام کہتے ہیں۔ براعت کا مطلب ہوتا ہے کمال، یعنی اختتام کا کمال۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو اس لیے لائے کہ انہوں نے کہا کہ جہاں بھی پڑھی جائے گی وہ ایک مجلس ہو گی تو ہر مجلس کے اختتام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت ہے کہ تسبیح بیان کی جائے۔ چنانچہ حدیث مبارکہ میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا كَثُرَ فِيْهِ لَغَطُهٗ فَقَالَ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْمَ مِنْ مَجْلِسِهٖ ذَالِكَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا لَغَطَ فِيْ مَجْلِسِ ذَالِكَ))

اس مجلس میں جو بھی خطائیں ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کو معاف فرما دیتے ہیں۔ تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ آخر میں یہ اس لیے لائے کہ بھائی! اس تمام مجلس میں جو ہم سے کوتاہی ہوئی جب ہم اس حدیث پاک کے مطابق تسبیح کو بیان کریں گے تو اللہ ہماری ساری خطاؤں کو معاف فرما دیں گے اور پھر اس میں ایک حکمت اور بھی ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ان کلمات میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی ہے اور یہ جو اللہ کی حمد ہے نا یہ مومن کا آخری عمل ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند کہ اس لفظ سے اللہ نے کلام کی ابتدا فرمائی کہ قرآن مجید کا پہلا لفظ الحمد ہے۔

اور مومن کی زندگی کا آخری عمل کیا ہوگا؟ جب وہ جنت میں جائے گا۔

﴿ وَ آخِرُ دَعْوَاهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ (یونس:۱۰)

تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب کی آخری بات کو حمد پر لا کے ختم کیا۔

جمال اور جلال کا امتزاج:

اس آخری حدیث میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو تسبیح کے کلمتان کا ذکر کیا، اس میں ایک نکتہ اور بھی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے دو اسماء استعمال ہوئے۔ ایک رحمٰن کا اور ایک عظیم کا۔ اب جو رحمٰن کا لفظ ہے وہ صفتِ جمال کی طرف اشارہ کرتا ہے اور جو عظیم کا لفظ ہے، وہ صفت جلال کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جمال سے محبت پیدا ہوتی ہے اور جلال سے خوف پیدا ہوتا ہے۔ تو جب محبت اور خوف مل جائیں تو اس کا نام خشیت ہوتا ہے۔

خوف اور خشیت میں کیا فرق ہے؟ خوف ہوتا ہے کہ کسی کے نقصان سے انسان ڈر جائے، مثلاً: سانپ سے ڈرنا، بچھو سے ڈرنا، شیر سے ڈرنا، خوف کہلائے گا۔ ایک ہوتا ہے محبت کی وجہ سے کسی کے ناراض ہونے سے ڈرنا، اس کو خشیت کہتے ہیں۔ دیکھیں! جب شیر سے ڈرتے ہیں تو اس میں محبت تو شامل نہیں ہوتی۔ تو معلوم ہوا کہ جب محبت اور خوف دونوں اکٹھے ہو جائیں گے تو اس کیفیت کو خشیت کہیں گے۔ اور طالب علم کو اس خشیت کا زیادہ حامل ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ رب کریم فرماتے ہیں:

﴿اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ (فاطر:۲۸)

www.besturdubooks.wordpress.com

’’یہ علما کو بات سجتی ہے کہ وہ اللہ سے زیادہ ڈرنے والے ہوں‘‘

تو معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طلبا کو جتنا علم میں بڑھنا چاہیے اتنا ان کو چاہیے کہ اللہ کی خشیت کو بڑھائیں۔ خشیت کے بغیر جو علم ملے گا وہ نافع علم نہیں کہلائے گا۔ تو علم جتنا بڑھے خشیت اتنی ہی بڑھتی چلی جائے۔

پہلی اور آخری حدیث میں مناسبت

پہلی اور آخری حدیث میں مناسبت کے لحاظ سے غور کریں تو اس میں بھی کئی نکات ہیں

⊙......ایک نکتہ اس میں یہ ہے کہ یہ حدیثِ مبارکہ بخاری شریف میں تین مقامات پر آئی ہے۔

......ایک آئی ہے کتاب التوحید میں جو آج پڑھی۔ ہم نے احمد بن اشکاب کی روایت سے۔

......ایک کتاب الدعوات میں زہیر بن حرب کی روایت سے۔

......ایک کتاب الایمان والنزول میں قتیبہ بن سعید کی روایت سے۔

تو تین جگہ وہی حدیث مبارکہ آئی ہے مگر تینوں کے راوی الگ الگ ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن اشکاب والی روایت کو یہاں درج فرمایا۔ اب ذرا جوڑ دیکھیے! کہ پہلی حدیث جو لائے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تو اس حدیث پاک کے جو راوی ہیں وہ ہیں حمیدی۔ حمیدی بھی راوی اور ادھر احمد بھی راوی ہیں۔ تو احمد کا مادہ بھی حمد اور حمیدی کا مادہ بھی حمد۔ تو شروع میں بھی حمد اور آخر میں بھی حمد۔ اگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ باقی دو روایتوں میں سے کوئی روایت یہاں لاتے تو یہ جو لطافت تھی یہ پیدا نہ ہوتی۔ یہ اللہ کی دین ہوتی ہے، اللہ نے ان کے دل میں ڈلا کہ اس کو آخر میں لاؤ گے تو

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھنا تمہاری کتاب میں کیا لطافت آجائے گی۔ تو ابتدا اور انتہا میں آپس میں جوڑ بن جائے گا۔

⊙......اس علامہ ناصر الدین ''المتواری'' لکھتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فاتحہ میں اخلاصِ نیت والی حدیث رکھی اور خاتمہ میں تسبیح والی حدیث رکھی۔ اور یہ دونوں باتیں سنت ہیں کہ انسان عمل کے اندر اخلاص کی نیت پیدا کرے اور عمل کے آخر پر اللہ کی تسبیح بیان کرے۔ یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اتباع سنت کی طرف جو میلان تھا اس کو ظاہر کرتا ہے۔

⊙......دوسری بات حضرت قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ فاتحہ میں اخلاص کی حدیث آئی ہے اور اختتام میں عبدیت کا تذکرہ کہ بھائی اخلاص اسی میں ہوگا جو جتنا زیادہ جھکے گا۔ اور خاتمہ کے اندر تطبیق کی وجہ سے شانِ الوہیت کا تذکرہ۔ اور یہی چیز ہم نے بخاری شریف سے سیکھنی ہے کہ ہم بندے ہیں، پروردگار کے حکم کے ہم پابند ہیں اور ہمارا پروردگار اللہ ہے۔

⊙......ایک عجیب نکتہ اور۔ سند کے لحاظ سے دیکھیں تو جو پہلی حدیث ہے وہ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے وہ سند کے لحاظ سے غریب کہلاتی ہے اور جو آخری حدیث ہے اس کو بھی بلحاظِ سند غریب کہیں گے۔ تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابتدا میں جو حدیث لائے وہ بھی سند کے لحاظ سے غریب اور آخیر میں جو حدیث مبارکہ لائے وہ سند کے لحاظ سے غریب۔ تو وہ طالب علم کو پیغام دینا چاہتے تھے کہ دیکھو!

((بَدَاءَ الْاِسْلَامُ غَرِيْبًا سَيَعُوْدُ غَرِيْبًا فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ))

''ابتدا میں اسلام اجنبی تھا، اجنبی ہو کر لوٹے گا پس غرباء کے لیے خوشخبری ہے''

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے کہ طلبا غریب الدیار ہوتے ہیں علم حاصل کرنے کے لیے ماں باپ کو چھوڑنا ہوتا ہے، بیوی بچوں کو چھوڑنا پڑتا ہے، قبیلے کو چھوڑنا پڑتا ہے، اپنے وطن کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ آپ ذرا غور کریں کوئی کہیں سے چل کے آیا کوئی کہیں سے چل کے آیا، علم کی تلاش میں سب یہاں چل کر آئے ہیں۔

آخری پیغام:

تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمانا چاہتے تھے کہ عزیز طلبا! آپ غریب الدیار غریب الوطن ہیں، اور یہ علم کی خاطر آپ نے برداشت کیا، گھر سے دور ہونے کی مشقت برداشت کی اور آپ نے اس علم کو حاصل کیا، اب اس پر عمل کر کے اپنے رب کے اجر کے مستحق ہو جائیے۔ اور جب تک یہ عمل اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوگا تو اس ساری محنت کا چلت پھرت کا کیا فائدہ نکلا؟ آج وقت ہے اللہ رب العزت سے یہ دعا کرنے کا کہ اللہ! اس علم کی تلاش میں ہم گھروں سے تو نکل آئے لیکن جیسے بن کے رہنا چاہیے تھا ویسے تو ہم بن کے نہ رہ سکے۔ نہ آداب کا خیال رکھ سکے، نہ محنت پوری کر سکے، نہ اخلاص ہمارے اندر اتنا تھا، اے اللہ! اگر آج آپ نے ہمیں اس قبولیت سے نہ نوازا، اللہ! یہ محنت کس کام کی؟ اللہ جانوروں کو دیکھتے ہیں زمین پر بیٹھ بیٹھ کر گھٹنے اور ٹخنوں پہ نشان بن جاتے ہیں۔ ہم بھی تو چٹائیوں پر بیٹھے رہے، رکوع اور سجود میں اے اللہ! ان کے جسموں پر بھی نشان پڑ گئے، اگر آج تو نے قبول نہ کیا تو ہم میں اور ان جانوروں میں کیا فرق رہا۔

گر گر کے یہاں پہنچ مر مر کے تجھے پایا
چھوٹے نہ الٰہی اب سنگِ درِ جاناناں

www.besturdubooks.wordpress.com

ساری دنیا مجھے کہتی ہے سودائی ہے
اب میرا ہوش میں آنا تیری رسوائی ہے

میرے مولیٰ ہم غریب الدیار، غریب الوطن لوگ ہیں، اللہ آپ کے سامنے دامن پھیلاتے ہیں، اپنی کوتاہیوں کا اقرار کرتے ہوئے، آپ کو آپ کے رب ہونے کا واسطہ دیتے ہوئے، اے اللہ! آپ کی عظمت کو دل میں رکھتے ہیں۔ اللہ! مہربانی فرما دیجیے! تھوڑے عمل پر آپ زیادہ دینے والے پروردگار ہیں، ہماری محنتوں کا تھوڑا ہونا ہم مانتے ہیں مگر اس عمل کے اجر کو تھوڑا نہ کر دیجیے گا۔ ہمارے دورۂ حدیث کے سال کی محنت کو قبول کر کے اللہ قیامت کے دن ہمیں ان میں شامل فرمایئے گا، جن کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ ان کو بلا حساب کے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ حضرت یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن علما کو کھڑا فرمائیں گے: یا معشر العلما اے علما کی جماعت! لم ادا میں نے علم کو تمہارے سینے میں اس لیے نہیں جمع کیا تھا کہ آج تمہیں لوگوں کے سامنے رسوا کروں، جاؤ جنت میں بغیر حساب چلے جاؤ اللہ ہمیں قیامت کے دن انہیں بندوں میں شامل فرما دے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

www.besturdubooks.wordpress.com

خزینۂ آخرت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o
﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ (الزمر:۹)
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ o وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ o
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

عالم اور جاہل میں فرق:

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (الزمر:۹)

اے میرے حبیب ﷺ آپ فرما دیجیے کہ کیا جاننے والا اور نہ جاننے والا ایک جیسے ہو سکتے ہیں؟ عالم اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں۔

﴿اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾

اس بات کی سمجھ وہی رکھتے ہیں جو عقل مند ہیں۔

یعنی عقل مند انسان سمجھتا ہے کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہیں۔

قرآن مجید ایک دوسری جگہ فرمایا گیا:

﴿ وَمَا يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

''اندھا اور بینا یہ برابر نہیں ہوتے''

﴿ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ ﴾

''اندھیرا اور روشنی یہ برابر نہیں ہوتے''

﴿ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴾

''دھوپ اور چھاؤں یہ بھی برابر نہیں ہوتے'

﴿ وَلَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ﴾ (الزمر:۱۹۔۲۱)

''زندہ اور مردہ یہ بھی برابر نہیں ہوتے''

تو ان تمام الفاظ میں عالم اور جاہل کا تقابل کیا گیا ہے۔تو جس طرح زندہ اور مردہ برابر نہیں ہو سکتے تو عالم زندہ کی مانند اور جاہل مردہ کی مانند، عالم روشنی کی مانند اور جاہل اندھیرے کی مانند ہے۔تو معلوم ہوا کہ ان کے درمیان بہت فرق ہے۔

علم کی اہمیت:

آج دنیا میں ہم نے یہ دیکھا کہ جس کے پاس علم ہوتا ہے وہ اپنا کام آسانی سے نکال لیتا ہے۔اور جس کے پاس علم نہیں ہوتا، اس کے کام اٹکے رہ جاتے ہیں۔مشہور بات ہے کہ جس منزل کے راستے کا پتہ ہو اس منزل تک لنگڑا گدھا بھی پہنچ جاتا ہے اور جس راستے کا پتہ نہ ہو اس میں صحت مند گھوڑا بھی کھڑا رہ جاتا ہے۔تو راستے کا پتہ ہونا، علم ہونا یہ انتہائی ضروری ہے۔

آج کمپیوٹر کا دور ہے، تو کمپیوٹر کو جب On کیا جاتا ہے تو اس میں کوڈ لگا ہوتا ہے۔اب جس بندے کو کوڈ معلوم ہے اس بندے کے لیے کمپیوٹر کا چلانا بہت آسان اور جسے کوڈ معلوم نہیں اس کے لیے انتہائی مشکل۔ایک مرتبہ ایک بیگ کو گھر کے کسی بندے نے تالا لگا دیا جو نمبر والا تھا۔اللہ کی شان اس کو کھولنے کی ضرورت آئی تو وہ بندہ

www.besturdubooks.wordpress.com

موجود نہیں تھا، اب سب لوگ اٹکل لگا رہے ہیں کہ یہ نمبر ہو سکتا ہے، یہ نمبر ہو سکتا ہے، آدھا گھنٹہ اسی کوشش میں لگے رہے مگر تالا نہیں کھلا، حتیٰ کہ سب نے سوچا کہ اب اس تالے کو توڑ دینا چاہیے۔ اتنے میں کسی نے کہا کہ میرے پاس ان کا ٹیلی فون نمبر ہے، ہم ٹیلی فون پر پوچھ لیتے ہیں۔ ٹیلی فون پر پوچھا گیا تو اس نے بتا دیا کہ میں نے یہ نمبر سیٹ کیا تھا، چنانچہ آدھے منٹ کے اندر تالا کھل گیا۔ جب نمبر معلوم نہیں تھا آدھا گھنٹہ کشتی کرنے کے بعد بھی تالا نہیں کھلا، توڑنے پر آ گئے، اور جب نمبر معلوم ہوا تو چند سیکنڈ کا کام تھا تالا اسی وقت کھل گیا۔

اسی طرح اللہ رب العزت کی رحمتوں کے جو خزانے ہیں، ان کی بھی کنجیاں ہیں۔ جس کو وہ کنجیاں معلوم ہوں تو وہ دروازہ آسانی سے کھول لیتا ہے اور جس کو معلوم نہ ہوں تو وہ ٹکریں مارتا رہتا ہے، دروازہ نہیں کھلتا۔ اسی لیے لوگ اپنے کام میں، کاروبار میں تجربہ کار بندے کو رکھتے ہیں۔ تجربہ کار بندہ وہ ہوتا ہے جو پہلے سے جانتا ہو، جو اپنے فن کے اندر ماہر ہو، کام کو سمجھتا ہو، وہ غلطی کیے بغیر اپنا کام ٹھیک کرتا رہتا ہے۔ اور جس کو تجربہ نہ ہو وہ غلطیاں کرتا ہے، بار بار نقصان کرتا ہے۔ تو اس تجربے کا نام علم ہے۔ یہ مادی علم ہے اور ایک دین کا علم ہے۔ جس بندے کے پاس دین کا علم ہو وہ اپنی منزل پر جلدی پہنچ جاتا ہے، اپنے پروردگار کو جلدی منا لیتا ہے، چونکہ اسے پتہ ہوتا ہے اور جو بندہ عالم نہ ہو تو اس کو بات کی سمجھ ہی نہیں لگتی۔ تو اس لیے فرمایا کہ عالم اور جاہل یہ برابر نہیں ہو سکتے، عالم کا رتبہ اونچا ہے، جاہل اس مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا۔

کم لاگت میں زیادہ منافع:

آج دنیا یہ چاہتی ہے کہ ہم اپنا پیسہ ایسے کاروبار میں لگائیں جہاں تھوڑے پیسے

www.besturdubooks.wordpress.com

سے زیادہ پرافٹ ہو، تھوڑے وقت میں زیادہ پرافٹ ہو۔ تو اس کو کہتے ہیں کہ جی Return زیادہ ہونی چاہیے۔ جس طرح دنیا دار لوگ سرمایہ ایسی جگہ لگاتے ہیں جہاں پرافٹ زیادہ سے زیادہ ہو۔ اسی طرح مومن کا بھی یہی مزاج ہوتا ہے کہ وہ اپنے وقت کو ایسی جگہ استعمال کرتا ہے جہاں تھوڑے وقت میں اس کو زیادہ ریٹرن ملتا ہو، زیادہ نیکی ملتی ہو، اللہ کا زیادہ قرب ملتا ہو، انسان نیکی میں زیادہ سے زیادہ آگے بڑھتا ہو۔ سمجھدار آدمی کی ہمیشہ یہی پالیسی ہوتی ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں کچھ باتیں بتائیں جو کرنے میں بہت آسان ہیں لیکن اس پر ملنے والا اجر بہت زیادہ ہے۔ تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ اگر آدمی ان اعمال کو کرے تو بہت زیادہ Return ریٹرن حاصل کر سکتا ہے اور نیکیاں پا سکتا ہے۔ اور یہ انسان کی خوش نصیبی ہوتی ہے۔ بہت سارے دوستوں کو دیکھا کہ آج کل کے مختلف حالات میں اور پریشانیوں میں گھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ کوئی کاروبار کی وجہ سے پریشان، کوئی صحت کی وجہ سے پریشان، کوئی گھربار کی وجہ سے پریشان اور ایسا ان پریشانیوں میں الجھ جاتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا تو کام اٹک گیا ہے۔ دینِ اسلام پوری زندگی کے لیے رہنمائی کرنے والا دین ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام امت کو اکیلے چھوڑ کر نہیں گئے، بے یار و مددگار چھوڑ کر نہیں گئے، یہ بھی نہیں ہے کہ کچھ باتیں بتانے والی تھیں، معاذ اللہ بتا کر نہیں گئے۔ پوری زندگی کامیاب طریقے سے کیسے گزاری جا سکتی ہے؟ اس کے بارے میں ہر ہر بات بتائی۔

یقینِ کامل کی ضرورت:

چنانچہ جس بندے کو اللہ پر یقین ہے اس کو دنیا میں ٹینشن نہیں ہو سکتی۔ ٹینشن تو اس بندے کو ہو گی جس کو خدا پر یقین نہیں ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ جس بچے کا

www.besturdubooks.wordpress.com

باپ سر پر موجود ہو اس کے لیے کیا ٹینشن ہے، جو ضرورت جو کام ہو اس کا ابو موجود ہوتا ہے۔ ہاں جو بچہ یتیم ہو، اس کا دیکھنے والا کوئی نہ ہو، اس کے لیے پریشانی ہوتی ہے۔ ہم وہ لوگ ہیں جو اللہ رب العزت پر یقین رکھتے ہیں، ایمان رکھتے ہیں تو ہمیں تو پریشان ہونے کی ضرورت ہی نہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ شان تھی، وہ سمجھتے تھے کہ اللہ ہمارا ہے، اب ہمیں کسی چیز کی پریشانی نہیں۔ جنگ احد میں یہی الفاظ کہے تھے نا!

((لَنَا مَوْلٰی وَ لَا مَوْلٰی لَکُمْ))

''او کافرو! او مشرکو! ہمارا خدا ہے، تمہارا کچھ نہیں ہے''

یہ بہت بڑی بات ہے۔

ایک تو گھر کی چھت ہوتی ہے، ایک اس کے اوپر نیلی چھت ہے تو دل کو تسلی ہوتی ہے، اس کا مطلب ہے کہ اللہ رب العزت میرا نگہبان ہے، وہ میرے ہر کام کو سنوارنے والا ہے۔

آخرت کے خزانوں کی چابیاں:

ہماری کوتاہی یہ ہے کہ ہم بند دروازوں پر ان کنجیوں کو، چابیوں کو، استعمال نہیں کرتے، اس لیے دروازہ نہیں کھلتا۔ تو نبی علیہ السلام نے بہت سی مختصر دعائیں بتائیں، آسان سے الفاظ میں، پڑھنی بھی آسان اور یاد کرنی بھی آسان۔ ہر چھوٹا بڑا، مرد عورت، اس کو یاد کر سکتا ہے۔ اگر ہم ان کو موقع با موقع پڑھتے رہیں تو اللہ رب العزت کی طرف سے مدد اور رحمتوں کے دروازے کھلتے رہیں گے۔ اب جس بندے کو تو پتہ ہوگا، وہ پھر اس کام کو بہتر طریقے سے کر سکے گا۔ یہاں عالم اور جاہل میں فرق کا پتہ چل جاتا ہے۔ عالم کو کیونکہ پتہ ہوتا ہے تو وہ تھوڑے وقت میں زیادہ درجات پا جاتا ہے اور جاہل منہ کھڑا دیکھتا رہ جاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ آج کی محفل میں چند ایسی باتیں آپ کے سامنے پیش کرنی ہیں کہ جن کو کرنا بہت آسان مگر ان پر ملنے والا اجر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ یہ سوچ ذہن میں رکھ لیں کہ بھئی! ہمیں تو یہ کام ہر روز کرنے ہیں تا کہ ہمارے نامۂ اعمال میں جہاں گناہوں کی ظلمتیں اکٹھی ہو رہی ہیں وہاں نیکیوں کا نور بھی اکٹھا ہونا چاہیے۔ کیونکہ

﴿اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (هود:۱۱۵)

''بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹاتی ہیں''

بھئی! جو کپڑا میلا زیادہ ہو اس کو صابن زیادہ لگاتے ہیں، ایک دفعہ سے نہیں اترے تو دوسری دفعہ دھو لو تیسری دفعہ صابن لگا لو صاف ہو جاتا ہے۔

تین قسم کے مزدور:

ان احادیث مبارکہ کو پڑھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ اللہ کے حبیب ﷺ نے امت کے لیے درجات پانے کے لیے آسانیاں کر دیں، ہیرے اور موتی دے دیے۔ یہ اللہ کے حبیب ﷺ کا امت پر احسان ہے۔

ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ سب سے پہلے امت میں یہود آئے اور پھر عیسائی آئے اور پھر مسلمان آئے۔ اب مزدور تین طرح کے ہیں، ایک فجر سے لے کر ظہر تک محنت کرے اور اس کو سو روپیہ ملے اور دوسرا ظہر سے عصر تک کرے تو وہ وقت کم ہوتا ہے اس کو بھی سو روپیہ ملے اور عصر سے مغرب اور تھوڑا وقت ہوتا ہے وہ بھی محنت کرے تو اس کو بھی سو روپیہ ملے۔ تو پہلی امتوں کا حساب اس طرح کہ جیسے کسی نے فجر سے لے کر ظہر تک عبادت کی اور اس کو اجر ملا، دوسرے نے ظہر سے عصر تک عبادت کی اس کو بھی اجر ملا، اور امتِ محمدیہ کا حساب ایسا کہ جیسے عصر سے مغرب تھوڑا وقت عبادت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اجر ان کے برابر عطا فرما دیا۔ تو اس امت پر نبی

www.besturdubooks.wordpress.com

ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کے صدقے اللہ تعالیٰ کے بڑے احسانات ہیں۔ تو دیکھیے! یہ ایک بات بتا دی پہلی امتیں سینکڑوں سال عبادت کر گئیں جب کہ اس نبی علیہ السلام کی امت کی عمریں تھوڑی ہیں مگر اس امت کو نبی ﷺ نے ایسی تعلیمات دے دیں کہ ان تعلیمات پر عمل کر کے ان امتوں سے بھی زیادہ اجر پاسکتی ہیں۔ اب دیکھیے! جیسے ہمیں رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ نے شب قدر عطا فرمائی۔ ایک رات کی عبادت تراسی (۸۳) سال کی عبادت کے برابر۔ سبحان اللہ!

تو یہ چھوٹے چھوٹے اعمال ہیں ان کو اس وقت بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہماری ذہن سازی ہو۔ ہماری دلوں میں یہ بات ایسی رچ بس جائے کہ ہم ان آسان آسان الفاظ کو یاد کر کے پڑھنے کا معمول بنا لیں۔ یہ نہیں ہے کہ ہم نے کتاب میں پڑھا دیکھ لیا اور ہم خوش ہو گئے، اس سے کیا فائدہ ہوگا؟ ان کو زندگی میں اپنانا چاہیے، معمول بنانا چاہیے۔

ایک منٹ میں گھنٹوں عبادت کا ثواب:

چنانچہ مسلم شریف کی روایت ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فجر کی نماز کے لیے تشریف لے گئے ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا مصلے کے اوپر بیٹھی عبادت میں مشغول تھیں۔ نبی علیہ السلام نے نماز ادا فرمائی، پھر اشراق کا وقت ہو گیا۔ جب گھر تشریف لائے تو دیکھا ام المومنین اسی طرح مصلے کے اوپر بیٹھی اللہ کی عبادت کر رہی ہیں۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جویریہ! اس وقت سے لے کر اب تک تم عبادت میں مشغول ہو؟ جی ہاں اے اللہ کے نبی ﷺ! فرمایا: میں تمہیں ایک کلمہ سکھاتا ہوں، فقرہ سکھاتا ہوں، اگر تین دفعہ کوئی بندہ پڑھ لے تو فجر سے لے کر اشراق تک عبادت کرنے کے برابر ثواب مل جائے گا۔

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَ رِضَا نَفْسِهٖ وَ زِنَةَ عَرْشِهٖ وَ مِدَادَ

www.besturdubooks.wordpress.com

كَلِمَاتِهِ)) (صحیح مسلم، رقم:۴۹۰۵)

"پاک ہے وہ ذات اور میں اسی کی حمد کرتا ہوں اس کی مخلوق کی گنتی کے برابر اور اس کے راضی ہونے تک اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر"

آدھا منٹ بھی نہیں لگتا، ایک منٹ میں تین مرتبہ یہ فقرہ پڑھا جا سکتا ہے، اس ایک منٹ کے پڑھنے پر اللہ رب العزت فجر سے لے کر اشراق تک کی عبادت کا اجر عطا فرما دیتے ہیں۔

اب دیکھیے! ادھر کم از کم دو گھنٹے کی عبادت ہے، کیونکہ ڈیڑھ گھنٹہ تو فجر کا وقت ہوتا ہے، پھر اشراق میں انتظار، پھر نبی علیہ السلام تشریف لائے تو اندازاً دو گھنٹے تو یہ وقت گزر گیا ہوگا۔ تو ایک طرف دو گھنٹے کی عبادت اور ایک طرف یہ ایک کلمہ ہے جس کو تین مرتبہ پڑھنا ہے اور اتنا اجر مل جاتا ہے۔

اب کاروباری لوگ ذرا متوجہ ہوں! کیا یہی ہے کہ جہاں ایک روپے کے بدلے دو ملیں تو وہاں تڑپ جاتے ہیں۔ کہتے ہیں: جی یہ ہے کام کرنے کا، یہاں Investment (سرمایہ کاری) کرنا چاہیے۔ بھئی یہ حدیث پاک تو ہمارے سامنے ہے نا، اس کو سن کر ہمارے ذہن میں آنا چاہیے کہ ٹائم یہاں انویسٹ کرنا چاہیے۔

ایک جملے پر دس لاکھ نیکیاں:

دوسری حدیثِ مبارکہ، اسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: جو شخص بازار سے گزرتے وقت یہ دعا پڑھ لے اس کو دس لاکھ نیکیاں ملتی ہیں، دس لاکھ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اب چھوٹے ہونے کی وجہ سے یہ مت سمجھنا کہ پتہ نہیں ملتی ہیں کہ نہیں، اگر شک کریں گے تو ایمان

www.besturdubooks.wordpress.com

خراب۔ یہ وہ بات ہے جو اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کی زبان فیضِ ترجمان سے نکلی ہے۔ جس زبان سے قرآن ملا، جن کو غیر بھی صادق اور امین کہا کرتے تھے۔ اس مبارک زبان نے یہ بات بتائی کہ جو بندہ بازار سے گزرتے ہوئے ایک مرتبہ یہ دعا پڑھ لے، اسے دس لاکھ نیکیاں ملتی ہیں، دس لاکھ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اور اگر بار بار پڑھیں تو پھر کتنا ثواب ہوگا؟ اب سوچیے کہ ہم میں سے کوئی بندہ ہی شاید ایسا ہو جس کو بازار سے گزرنے کا موقع نہ ملتا ہو۔ کئی لوگوں کو تو مسجد آتے ہوئے بازار سے گزر کر آنا پڑتا ہے، بعضوں کے کاروبار بازار میں، بعضوں کے دفاتر ایسی جگہ کہ بازار سے گزرنا پڑتا ہے۔ تو گاڑی میں بیٹھے ہوئے، موٹر سائیکل پر بیٹھے ہوئے، بازار سے گزرتے ہوئے، یہ مطلب نہیں کہ پیدل چل کے گزرو گے تو ثواب ملے گا، نہیں! مرد بھی عورتیں بھی سب بازاروں سے گزرتے ہیں، آنا جانا رہتا ہے اور اگر علم ہو کہ بازار سے گزرتے ہوئے اس ایک فقرے کے پڑھنے پر یہ اجر ملتا ہے تو انسان اس موقعے کو کیوں ہاتھ سے جانے دے گا؟ اور یہ دیکھیے کہ وہ فقرہ کتنا آسان ہے!

((لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ))

(المسند المستدرك على الصحيحين: رقم: ۱۹۷۴)

"نہیں ہے کوئی معبود اللہ کے سوا، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں، وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے مرے گا نہیں، تمام خیر اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"

اب یہ چوتھا کلمہ پڑھنا کتنا آسان ہے! بچوں کو بھی یاد ہوتا ہے، اب اس کو ہم پڑھنے کا معمول بنالیں۔ کتابوں میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو

www.besturdubooks.wordpress.com

گھروں میں رہتے تھے، ان کو بازار میں کوئی کام نہیں ہوتا تھا، وہ اپنا وقت نکال کر بازار سے اسی نیت سے گزرتے تھے کہ گزرتے ہوئے ہم یہ دعا پڑھیں گے اور ہمیں یہ اجر ملے گا، اس نیت سے گزر جاتے تھے۔ اب بتایئے کہ ایک فقرہ کے پڑھنے پر دس لاکھ نیکیاں مل جاتی ہیں، دس لاکھ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

چار کلمات پر دس کروڑ نیکیاں:

ایک تیسری حدیث مبارکہ جسے مسند احمد طبرانی نے روایت کیا ہے۔ تمیم داری رضی اللہ عنہ نبی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ جو شخص چار کلمات دس مرتبہ پڑھے اس کو چار کروڑ نیکیاں ملتی ہیں۔ چار کلمات بہت چھوٹے چھوٹے ہیں:

((اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ))

اِلٰهٗ وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا))

لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا))

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدًا)) (الترمذی، رقم: ۳۳۹۵)

یہ چار چھوٹے چھوٹے فقرے ہیں، اگر ان کو دس مرتبہ پڑھ لیں چار کروڑ نیکیاں ملتی ہیں۔ ذرا غور کیجیے چار کروڑ بن کیسے گئیں؟ کہ چار کلمات کو دس مرتبہ پڑھیں گے تو گویا چالیس کلمات ہو گئے اور پچھلی حدیث میں دس لاکھ نیکیاں ایک فقرے پر تو اگر دس لاکھ ضرب چالیس تو چار کروڑ بن گئے۔ یہ ایسے الفاظ ہیں کہ ان کو ایک مرتبہ پڑھنے پر دس لاکھ نیکیاں اللہ رب العزت عطا فرماتے ہیں۔

قیامت کا دن وہ دن ہوگا، ایک ایک نیکی کو انسان ترسے گا۔ کتنے لوگ ہوں گے ایک نیکی نہ ہونے کی وجہ سے روک کر کھڑے کر دیے جائیں گے، تمنا کرے گا کاش ایک نیکی میری اور ہوتی۔ آج کروڑوں نیکیاں ایک منٹ میں پڑھنے پر مل جاتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کثیر اجر والا درود شریف:

ایک حدیث مبارکہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں: فرماتے ہیں کہ ایک درود پاک ایسا ہے کہ صبح شام اگر ایک مرتبہ پڑھ لیں تو اس کا ثواب فرشتے ایک ہزار دن تک لکھتے رہتے ہیں۔

((اَللّٰھُمَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ اَجْزِ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا ھُوَ اَھْلُہٗ)) (کنز الاعمال، رقم: ۳۹۰۰)

''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب! درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا اجر دے جتنا کہ وہ اہل ہیں''

اس کو ہر بندہ یاد کر سکتا ہے، لکھے پڑھوں کی بات کیا اگر کوئی پرائمری بھی نہیں پڑھا ہوا وہ بھی یاد کر سکتا ہے۔ ایک ایک دو دو کر کے لفظ یاد کرنا شروع کر دیں آپ کو دو تین دن میں یہ فقرہ یاد ہو جائے گا۔ اس کو ایک مرتبہ صبح اور ایک مرتبہ شام پڑھنے سے اللہ رب العزت کے فرشتے ایک ہزار دن تک اس کا اجر لکھتے رہتے ہیں۔

فرشتوں کو تھکا دینے والا کلمہ:

ایک اور حدیثِ مبارکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص اس فقرے کو ایک مرتبہ پڑھ لیتا ہے تو اس کا ثواب فرشتوں پر لکھنا ہی بھاری ہو جاتا ہے۔ لکھ لکھ کر تھک جاتے ہیں۔ ہمیں اس کا تجربہ ہوا کہ ایک ڈرائنگ تھی جو ہمیں بنانی تھی، اور وہ بہت ہی مشکل تھی۔ جس کے اوپر ڈرائنگ بناتے ہیں اس کو پلاٹر کہتے ہیں اور وہ کمپیوٹر سے چلتا ہے۔ اس کے اوپر کمپیوٹر پروگرام بھر کر ہم نے جب اس کا بٹن دبایا، آٹھ گھنٹے متواتر وہ پلاٹر چلتا رہا اور ڈرائنگ بنتی رہی۔ جتنی دیر اس پلاٹر

www.besturdubooks.wordpress.com

کے پاس ہم بیٹھے رہے، دل میں یہی سوچتا رہا کہ یا اللہ! وہ درود شریف ایسا ہی ہوگا کہ ایک کمانڈ دے دی اور اب فرشتے اس کا ثواب لکھ لکھ کے تھکے جاتے ہیں۔ ہمارا اس وقت یہ حال تھا کہ جب اس پلاٹر پہ ڈرائنگ بن رہی تھی، ہمیں اس پلاٹر پر رحم آرہا تھا، ترس آرہا تھا کہ کیا ہم نے کمانڈ دے دی کہ آٹھ گھنٹے متواتر وہ کچھ لکھ رہا ہے، کچھ بنا رہا ہے، کچھ کر رہا ہے۔ تو یہ درود مبارک ایسا ہی ہے کہ ایک مرتبہ جس نے پڑھ لیا تو فرشتوں کو ایسی کمانڈ مل گئی کہ وہ اس کا اجر لکھ لکھ کر تھک جاتے ہیں۔ وہ فقرہ کتنا آسان ہے!

((يَا رَبِّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِي لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَ عَظِيمِ سُلْطَانِكَ))

(ابن ماجہ، رقم: ۳۷۹۱)

''اے میرے رب! تیرے لیے ایسی حمد جو تیری جلال شان کے اور عظیم بادشاہت کے مناسب ہو''

گنے چنے الفاظ ہیں۔ اتنے مختصر الفاظ پر اتنا بڑا اجر!

ہیرے اور موتیوں جیسے اعمال:

ان احادیث کو پڑھ کے واقعی دل میں یہ بات آتی ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی امت کو بخشنے کے بہانے بنا دیے۔ چھوٹے چھوٹے فقرے ہیں۔ جیسے سونا ہوتا ہے نا، دیکھنے میں کتنا چھوٹا سا اور قیمت کتنی بڑی! ہیرا دیکھنے میں چھوٹا ہوتا ہے قیمت بڑی۔ یہ فقرے بھی ہیرے اور موتیوں کی مانند ہیں تو قدر کریں اور اس کو زندگی کا معمول بنائیں اور گھر کی خواتین بھی یہ بات سمجھائیں۔ یہ مومن کی زندگی کا اس طرح جزو ہوں جس طرح کھانا پینا ہمارے ساتھ لگا ہے، کوئی دن کھائے پیے بغیر نہیں گزرتا تو اسی طرح انسان کا کوئی دن ان اعمال کے کیے بغیر

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں گزرنا چاہیے۔

ستر ہزار فرشتوں کی دعا:

ترمذی شریف کی ایک روایت ہے ماخذ بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تین آیات ایسی ہیں جو شخص صبح کو پڑھے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں اور اگر شام کو پڑھے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ اور اگر اس دن وہ فوت ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن شہدا کی قطار میں شامل فرمائیں گے، وہ سورۃ حشر کی تین آیتیں ہیں:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○﴾ (الحشر:۲۲-۲۴)

اب بتائیے دو منٹ کی بات ہے اور دو منٹ کی بات کرنے پر ستر ہزار فرشتے دعائے رحمت کر رہے ہیں۔

اسی سال کے گناہوں کی معافی:

اگلی حدیث مبارکہ اس کو علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے القول البدیع میں نقل کیا ہے، نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے اسی مرتبہ یہ درود شریف پڑھ لے تو اس کے اسی سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور درود شریف کتنا چھوٹا!

www.besturdubooks.wordpress.com

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا))

اتنا مختصر سا درود مبارکہ ہے، اسی مرتبہ پڑھنے پر اسی سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ گھر میں عورتوں کو بھی تعلیم دیں کہ وہ بھی جمعہ کے دن یہ عمل کرنے کا معمول بنائیں کہ جب عصر کی نماز پڑھیں تو بچوں کو بھی ساتھ اکٹھا کرلیں اور ان کو بھی عادت ڈالیں تاکہ یہ اعمال کرنے کی بچپن سے عادت پڑے۔

سمندر کے جھاگ کے برابر گناہوں کی معافی:

ایک حدیث مبارکہ ہے کہ ایک کلمہ ایسا ہے نمازِ فجر سے پہلے اگر کوئی تین مرتبہ پڑھ لے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کردیتے ہیں، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی ہوں،

((اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ))

یہ کتنا آسان سا فقرہ ہے، اکثر احباب کو یاد بھی ہوگا، مگر کیونکہ اہمیت نہیں دل میں، کسی نے بتایا نہیں، سمجھایا نہیں، ذہن سازی نہیں کی، اہمیت کو واضح نہیں کیا۔ طلبا بھی نہیں پڑھ پاتے، کئی مرتبہ علما بھی جانتے ہیں کہ ہاں اجر ہے، دوام نہیں ہوتا۔ تو آج کی اس مجلس میں ان باتوں کو کرنے کا بنیادی مقصد یہ کہ ہم دل میں ایک نیت اور ارادہ لے کر اٹھیں کہ ہم نے ان کو آج کے بعد زندگی کا ایک جزو بنالینا ہے۔

ادھورے کام پورے:

ایک حدیث مبارکہ ہے کہ ایک فقرہ جو شخص روزانہ سات مرتبہ پڑھے۔ سات مرتبہ صبح، سات مرتبہ شام، اللہ تعالیٰ اس کے ادھورے کاموں کو پورا کردیتے ہیں۔ یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ابوداؤد شریف کی روایت ہے۔اب کون سا بندہ ہے جس کے کام ادھورے نہیں؟ آج کسی کی بیٹی کا رشتہ ہوتے ہوتے رہ جاتا ہے، پریشان ہوتا ہے۔جب بچی عمر کی بڑی ہونے لگے اور رشتے نہ آئیں تو ماں باپ کے دلوں پر کیا گزرتی ہے؟ یہ دوسرا بندہ نہیں سمجھ سکتا۔راتوں کو نیند نہیں آتی کہ ہم اس کا کیسے جلدی سے فرض ادا کریں؟ نوجوان جو چاہتے ہیں کہ نکاح ہو، ہم گناہوں سے بچیں، کوئی نہ کوئی رکاوٹ۔کسی کی ملازمت میں رکاوٹ، کسی کا کاروبار ادھورا، تو کام ادھورے تو رہتے ہیں۔کتنے لوگ آتے ہیں اور یہی بات کرتے ہیں کہ حضرت! کوئی عمل بتائیں بس کام ہوتے ہوتے رہ جاتا ہے۔بھئی دیکھیے! اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے ہمیں اس کا تریاق بتا دیا کہ اگر کام ادھورے رہ جاتے ہیں، پورے نہیں ہوتے، اس فقرے کو صبح شام سات مرتبہ پڑھ لیں اللہ تعالیٰ کام پورے کر دیں گے۔

﴿حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾
(التوبۃ:۱۲۹)

”میرے لیے اللہ ہی کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں اسی پر توکل کرتا ہوں اور وہی عرش عظیم کا رب ہے“

اتنا مختصر سا فقرہ سات مرتبہ دن میں پڑھ لیں، سات مرتبہ رات میں پڑھ لیں، اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کے ادھورے کاموں کو پورا کر دیتے ہیں، انکے کاموں کا ہونا آسان ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ الجھے کاموں کو سلجھا دیتے ہیں۔

کوئی مسئلہ لاینحل نہیں ہے کہ ہم کہیں کہ جی اس کا تو کوئی حل ہی نہیں، یہ کیسی بات ہے؟ جس پروردگار نے ہمیں اور جس کے ارادے اور حکم سے یہ عمل چل رہا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ ہر کام کو ہر مسئلے کو حل کر سکتا ہے، ہمارے پاس کنجی ہونی چاہیے۔تو یہ جو چھوٹے چھوٹے فقرے ہیں نا یہ اصل میں نبی علیہ السلام نے ہمیں کنجیوں کا چابیوں کا گچھا پکڑا دیا لے بھئی! ساری زندگی کی مشکلات اور پریشانیوں کی چابیاں یہ ہیں، استعمال کر لینا۔ اب حال تو وہی ہے کہ گچھا جیب میں ہے اور گلی میں بیٹھا ہے کہ جی گھر کا دروازہ بند ہے کھل نہیں رہا۔ ہر بندہ کہے گا کہ عقل کے اندھے! تیری جیب میں جو گچھا ہے تو اس کو استعمال کر، ایک چابی نہیں لگتی دوسری لگا، چابی تو موجود ہے۔اب دیکھیے کہ سات مرتبہ یہ عمل دن میں کریں یا رات میں کریں تو اللہ رب العزت ادھورے کام کو پورا فرما دیتے ہیں۔

ستر مصیبتیں دور:

ایک اور عمل جس کو ابو نعیم رضی اللہ عنہ نے روایت کیا، ابن ابی شیبہ نے کیا۔فرماتے ہیں کہ جو شخص اس دعا کو ایک مرتبہ پڑھے، سو مرتبہ نہیں ایک مرتبہ، اللہ تعالیٰ اس سے ستر مصیبتیں دور کرتے ہیں اور سب سے ادنیٰ مصیبت فقر و فاقہ ہوتا ہے۔فقر و فاقہ سب سے کم درجے کی مصیبت، باقی مصیبتیں اس سے بڑی ہیں جو اللہ دور کر دیتے ہیں۔

((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا مَلْجَا وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ))

اب یہ جتنے فقرے ہیں یہ یاد ہیں تو سبحان اللہ، نہیں یاد تو آپ حضرت شیخ الحدیث صاحب سے رابطہ کریں وہ آپ کو یہ لکھ کر دے دیں گے، آپ ان کو یاد کر لیں مگر ان کو معمول بنا لیں، در در کے دھکے کھانے سے نجات ہو جائے گی ؎

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اللہ کے در پہ جھک جائیں، اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اعمال کو کر لیں

www.besturdubooks.wordpress.com

دردر کے دھکے کھانے سے جان چھوٹ جائے گی۔

غمزدوں کی تسلی:

کنز العمال کی روایت کہ جو شخص تین مرتبہ یقین کے ساتھ یہ آیت پڑھ لے:

﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ، اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (الانبیاء:۸۷)

غم زدہ ہوگا تو اللہ اس کے دل کو تسلی عطا فرما دیں گے۔

یہاں یقین کی شرط لگائی جو ڈھل مل یقین ہوتے ہیں ان کو نتیجہ نہیں ملتا، تذبذب کا شکار ہوتے ہیں۔ شکی جو ہوتے ہیں اسی لیے یہ شک جو ہے یہ شرک سے بھی زیادہ برا ہے۔ نبی علیہ السلام نے دعا سکھائی:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّكِّ وَ الشِّرْكِ))

شرک کا لفظ بعد میں شک کا پہلے۔ یہ شک ایمان کو فاسد کر کے رکھ دیتا ہے، اس لیے شک کی جڑیں کاٹ کر رکھ دیں۔ قرآن مجید کی ابتدا فرمائی ﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ پھر کہا: هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ﴾ کہ شک کے ساتھ پڑھو گے تو پھر فائدہ نہیں پاؤ گے۔ تو یہ فقرہ ہے تو ایک آسان سا فقرہ مگر فرمایا کہ یقین کے ساتھ، پکا دل میں یقین ہو کہ اللہ کے حبیب ﷺ کی بتائی ہوئی بات ہے یقیناً سو فیصد یہ سچی بات ہے کہ جو شخص اس فقرے کو تین بار پڑھ لے غم زدہ ہوگا، پریشان ہوگا تو اللہ اس کے دل کو تسلی عطا فرما دیں گے۔

﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾

یہ آیت اکثر لوگوں کو آیت یاد ہوتی ہے، اس آیت کو چند مرتبہ پڑھنا کون سا مشکل کام ہے؟ یقین کے ساتھ پڑھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ﴾

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ ہم نے یونس علیہ السلام کی مانگی ہوئی اس دعا کو قبول کیا اور ہم نے ان کو غم سے نجات دے دی

﴿ وَ كَذَالِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (الانبیآء:۸۸)

''اور قیامت تک جو مومن بھی اس دعا کو پڑھتا رہے گا''

ہم اسی طرح اس کو غم سے نجات عطا کرتے رہیں گے۔ اب اس عمل کے معلوم ہو جانے کے بعد غم کا دور کرنا کتنا آسان ہو گیا۔ دیکھیں! حضرت یونس علیہ السلام تو مچھلی کے پیٹ میں پھنس گئے تھے نا! گھر گئے تھے، آج کئی لوگ حالات کی مچھلی کے پیٹ میں گھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اپنی زندگی سے تنگ ہوتے ہیں، کہتے ہیں کہ جی پتہ نہیں ان حالات سے نکلنے کا راستہ نہیں ملتا۔ کئی لوگ گھر کے حالات کی مچھلی کے پیٹ میں بند ہوتے ہیں، نکلنے کا راستہ نہیں ملتا۔ تو فرمایا کہ تم کسی بھی مچھلی کے پیٹ میں بند ہو، چاہے وہ دریا کی مچھلی ہے یا حالات کی مچھلی، چاہے وہ غم کی مچھلی ہے۔ جس کے پیٹ میں بھی تم پھنس گئے ہو اس دعا کو پڑھو گے اللہ رب العزت اس کے بدلے اس مچھلی سے نجات عطا فرما دیں گے۔

چار بیماریوں سے نجات:

ایک اور حدیث مبارکہ جسے طبرانی اور مسندِ احمد نے روایت کی ہے کہ جو شخص ایک فقرے کو تین مرتبہ فجر کے بعد پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کو چار بیماریوں سے نجات عطا فرماتے ہیں۔ ایک فقرہ چار بار فجر کے بعد پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ چار بیماریوں سے نجات عطا فرما دیتے ہیں۔

پہلی بیماری پاگل پن۔

دوسری کوہڑپن، یہ جو برص ہو جاتا ہے یا شکل بدلتی ہے، داغ دھبے آجاتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تیسرا اندھاپن،

اور چوتھا فالج،

چار بیماریاں اللہ تعالیٰ دور فرما دیتے ہیں اگر فجر کے بعد چار مرتبہ اس فقرے کو پڑھیں۔ فقرہ کتنا آسان ہے:

((سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ))

تو محنت کم اور اجر زیادہ۔ تو ہمیں تو Investment کا موقع مل گیا۔ تو ہمیں یہ نیت کر لینی چاہیے کہ آج کے بعد کوئی دن یا کوئی رات ان اعمال کے بغیر نہیں گزرے گی۔

ہفتہ بھر کے گناہ معاف:

ایک اور حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھتا ہے تو؟ دو باتیں نصیب ہوتی ہیں۔ ایک پچھلے جمعے سے اس جمعے تک اس کے لیے نور ہو جاتا ہے اور دوسرا اللہ تعالیٰ، پچھلے جمعے سے اس جمعے تک اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں، اس کے اعمال نامے کو اللہ تعالیٰ نور سے بھر دیتے ہیں۔

دجال سے حفاظت:

اور اگر روزانہ سورۃ کہف کی پہلی دس آیتیں صبح پڑھے اور دس آیتیں آخری پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کو دجال کے فتنے سے محفوظ فرما لیں گے۔ شروع کی دس آیتیں آخر کی دس آیتیں ان کو ایک مرتبہ پڑھ لینے سے دجال سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

اب بتائیے! دجالِ اکبر کا فتنہ کتنا بڑا!! صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس سے ڈرتے تھے، گھبراتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض حضرات فرماتے تھے کہ ہمارا یہ حال تھا کہ نبی علیہ السلام نے

www.besturdubooks.wordpress.com

جب ہمیں دجال کے بارے میں بتایا تو گزرتے ہوئے ہمیں ڈر ہوتا تھا کہ اس درخت کے پیچھے سے دجال نہ آجائے، اتنا ڈرتے تھے۔ ایک تو دجالِ اکبر سے بچنا اور بھی دجال ہوتے ہیں، اس کے چیلے۔ دجل کا مطلب ہوتا ہے، فریب دینے والا۔ فریب دینے والے تو بڑے ہوتے ہیں، اور وہ سب دجال کے نمائندہ ہوتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ دجال اکبر سے بھی بچائیں گے اور ایسے لوگوں کے فریب سے بھی بچائیں گے۔

حفاظتِ خداوندی:

ایک اور حدیث مبارکہ کہ جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھ لیتا ہے:

﴿اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝﴾ (البقرة:۲۵۵)

یہ ایک ہی آیت مبارکہ ہے جو اکثر لوگوں کو یاد ہوتی ہے۔ جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک اللہ اس کی حفاظت فرماتے ہیں اور اس کو موت آجائے تو اس کے لیے جنت میں جانے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ جنت میں جانے کے لیے صرف موت رکاوٹ ہوتی ہے کہ موت آئے اور یہ جنت پہنچے۔ اب بتائیے کہ آیت الکرسی کے اس عمل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتنا بڑا اجر ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

عجیب انعام:

ایک اور حدیث مبارکہ ہے جس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا کہ جو شخص نمازِ فجر کے بعد کسی سے بات چیت کرنے سے پہلے دس مرتبہ یہ دعا پڑھے اس کو پانچ نعمتیں ملیں گی، دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس گناہ معاف ہوں گے، دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا، شیطان سے حفاظت ہو گی اور مصیبتوں سے اللہ اس کی حفاظت فرمائیں گے۔کون سی دعا:

((لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ))

”نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے، اسی کے لیے سب تعریفیں ہیں اور وہی سب چیزوں پر قادر ہے“

اس فقرے کو نمازِ فجر کے بعد دس مرتبہ پڑھنے پر اللہ رب العزت کی طرف سے یہ انعام ملتا ہے۔

مستجاب الدعوات بنیں:

آج کوئی اگر آپ کو یہ بات کہے کہ جی میں آپ کو ایک عمل بتاتا ہوں کہ جس کی وجہ سے آپ کی دعائیں قبول ہوں گی تو سننے والا اچھل پڑے گا کہ جی مجھے وہ فقرہ بتا دیں۔ وہ کہے کہ میں اسم اعظم بتا دیتا ہوں، اس کی وجہ سے دعائیں قبول ہوں گی تو آپ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوگا، آپ گھر کے ایک ایک فرد کو بتائیں گے کہ بھئی دیکھو! مجھے ایک پیر صاحب نے بتایا، ایک مولوی صاحب نے بتایا، اس فقرے کے ساتھ دعا قبول ہوتی ہے۔ اگر ایک عام آدمی کی بات ہو تو اتنا اثر ہوتا ہے تو یہاں تو

www.besturdubooks.wordpress.com

اللہ کے پیارے حبیب ﷺ فرماتے ہیں، سید الانبیا، سید الاولین و الآخرین، سید الملائکہ، اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے بتلایا کہ جو آدمی ایک عمل روزانہ کرتا ہے اللہ اس کو مستجاب الدعوات بندوں میں شامل فرما دیتے ہیں۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، اس کو جامع الصغیر اور مجمع الزوائد میں نقل کیا گیا۔ فرماتے ہیں کہ جو آدمی ۲۷ مرتبہ ایمان والوں کے لیے استغفار روزانہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو مستجاب الدعوات لوگوں میں شامل فرمالیں گے۔ تو ستائیس مرتبہ دن میں یہ پڑھنا ہے:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ))

اس فقرے کو دن میں آپ فجر کے بعد پڑھ لیں یا کسی وقت پڑھ لیں، ۲۷ مرتبہ پڑھنے پر اللہ تعالیٰ آپ کو مستجاب الدعوات بندوں میں جن کی دعا قبول ہوتی ہے شامل فرما دیتے ہیں۔

بلین نیکیاں:

اور دوسری روایت میں ہے کہ اس فقرے کو ۲۷ مرتبہ پڑھنے پر پوری دنیا میں جتنے ایمان والے ہوتے ہیں مرد اور عورتیں اللہ ان کی تعداد کے برابر نیکیاں نامۂ اعمال میں لکھوا دیتے ہیں۔ آج تو مسلمانوں کی تعداد بلین میں ہے، ہم نے اپنے مصلے پر بیٹھ کے فقرہ پڑھا اور ہم بلین نیکیوں کے حق دار ہو گئے۔ واقعی ان احادیث کو پڑھ کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احسانات کا اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے امت پر کتنا احسان کیا؟ آپ ﷺ اگر یہ نہ بتاتے تو ہمیں کیسے پتہ چلتا؟ ہمیں تو نہیں پتہ چلنا تھا۔ تو یہ اس محسنِ انسانیت کا ہم پر احسان ہے کہ انہوں نے ایسے فقرے بتا دیے کہ جن کا اتنا زیادہ اجر ہے اور جو اللہ رب العزت کو اتنے پسند ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شہادت کا درجہ:

ایک اور حدیث مبارکہ جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص سید الاستغفار ایک مرتبہ دن میں پڑھ لے، اگر اس دن مرے گا تو شہیدِ آخرت شمار کیا جائے گا۔ یعنی دنیا میں تو عام موت آئی لیکن قیامت کے دن جہاں شہیدوں کی قطار ہوگی اللہ اس کو اس قطار میں کھڑا فرمائیں گے۔ تو گھر بیٹھے بٹھائے شہادت کا مرتبہ مل جائے گا اور رات میں پڑھا اور اسی رات موت آئی تو بھی شہیدِ آخرت کا درجہ ملے گا۔ اب ایک مرتبہ دن میں، ایک مرتبہ رات میں اگر پڑھنے کی پابندی کر لے تو جب بھی موت آئے گی اللہ تعالیٰ شہداء کی قطار میں شامل فرمالیں گے، سید الاستغفار یہ ہے:

((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّی لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَ اَنَا عَبْدُكَ وَ اَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَ وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ))

(ابن ماجہ، رقم: ۳۸۶۲)

جہنم سے نجات:

ایک اور حدیث مبارکہ جس کو طبرانی اور ابوداؤد نے روایت کیا، فرماتے ہیں کہ ابو حارث رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کیا، اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم فجر اور مغرب کے بعد سات مرتبہ یہ دعا پڑھ لو، چھوٹی سی دعا ہے، روزانہ فجر کے بعد اور مغرب کے بعد اگر یہ دعا پڑھ لو اگر اسی دن موت آگئی تو اللہ تعالیٰ جہنم سے نجات عطا فرما دیں گے۔ جہنم سے نجات کا پروانہ مل گیا کتنی چھوٹی سی دعا ہے!

www.besturdubooks.wordpress.com

((اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ)) (ابی داود، رقم: ۳۸۶۲)

اب ان چھوٹے سے عمل کو ایک منٹ میں سات مرتبہ پڑھ لو، ایک منٹ کے عمل پر جہنم سے بری۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت: رحمۃ اللہ علیہ

ایک دوسری حدیث مبارکہ مجمع الزوائد میں اس کو نقل کیا، ابو دردا رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح شام دس دس مرتبہ مجھ پر درود شریف پڑھے گا اس کو قیامت کے دن میری شفاعت نصیب ہوگی۔ دس مرتبہ درود شریف پڑھنا کتنا آسان کام ہے، اور اگر سو مرتبہ پڑھ لیں تو پھر اور بھی اللہ کا شکر۔ دس مرتبہ درود شریف پڑھنے پر نبی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کو قیامت کے دن میری شفاعت نصیب ہوگی۔

عقل مند انسان:

ایک اور حدیث مبارکہ سورۃ بقرۃ کی جو آخری دو آیات ہیں، ان کا پڑھنا بہت زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کوئی عقل مند شخص ان دو آیتوں کو پڑھے بغیر سو نہیں سکتا۔ اس کا مطلب جو پڑھے بغیر سوتا ہے وہ عقل سے عاری ہے، عقل سے فارغ بیوقوف انسان ہے، اس کو سمجھ ہی نہیں کہ آخرت میں اس پر اجر کیا ملتا ہے؟

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سونے سے پہلے سورۃ بقرہ کی دو آیات پڑھ لے اگر اس رات تہجد میں نہ بھی اٹھ سکا، اللہ تعالیٰ تہجد کے برابر اس کو اجر اور ثواب عطا فرمائیں گے۔ تو ان دو آیات کے پڑھنے پر تہجد کے قائم مقام اجر مل گیا۔ ہم چاہیں تو

www.besturdubooks.wordpress.com

ہر رات میں تہجد کا ثواب پا سکتے ہیں کون سا یہ مشکل عمل ہے۔

نبی علیہ السلام کی ضمانت:

اور آخری حدیث مبارکہ آج کی مجلس میں: حضرت منذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت یہ دعا تین مرتبہ پڑھے، سبحان اللہ کیا بڑا اجر ہے حدیث مبارکہ پڑھ کر دل کھل اٹھتا ہے کہ تین مرتبہ پڑھنے پر اتنا بڑا اجر! اور فقرہ بھی چھوٹا سا

((رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا)) (مسند احمد، رقم:۱۸۹۶)

کتنا چھوٹا سا فقرہ ہے۔ اس کو تین مرتبہ پڑھنے پر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اجر بتایا، سبحان اللہ! پڑھ کے انسان جھوم اٹھتا ہے۔ آپ ذرا سوچیے ذہن میں کہ کیا اجر ہو سکتا ہے؟ حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ جو شخص فجر کے بعد تین مرتبہ یہ دعا پڑھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اس کو ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل فرماؤں گا، میں اس کو جنت میں داخل کرنے کا ذمہ دار ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی رضا کی نشانی:

بنی اسرائیل والوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ اللہ ہم سے راضی ہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے اور انہوں نے اللہ رب العزت سے یہی سوال کیا: اے اللہ! کیسے پتہ چلے کہ آپ راضی ہیں، تو اللہ رب العزت نے جواب میں فرمایا کہ اے میرے موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو بتا دیں کہ بہت آسان ہے اللہ کو راضی کرنا۔ کیسے؟ فرمایا کہ یہ اپنے دلوں میں جھانکیں اگر یہ اپنے دل میں مجھ سے راضی ہیں تو میں پروردگار ان سے راضی ہوں، یہ مجھ سے خفا ہیں تو میں ان

www.besturdubooks.wordpress.com

سے خفا ہوں۔ تو جو بندہ اللہ سے راضی ہو، وہ شکوے نہیں کرتا، شکایت نہیں کرتا، اللہ سے راضی جو ہوا۔

تو اس فقرے میں وہ لفظ بولا جا رہا ہے۔ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ ربا تو دیکھیے چھوٹا سا فقرہ پڑھنے پر اتنا بڑا اجر کہ نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اس شخص کو ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرنے کا ذمہ دار ہوں۔

مسنون اعمال ضروری ہیں:

اللہ رب العزت ان اعمال کے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تو ان الفاظ کو یاد کر کے ان کا معمول بنا لیجیے۔ اب بعض سالکین کہتے ہیں کہ جی ہمیں بیعت کے بعد جو معمولات بتاتے ہیں، اس میں یہ چیزیں تو نہیں ہوتیں۔ بھئی! وہ معمولات بتاتے ہیں مسنون اعمال کے علاوہ، مسنون اعمال تو متفقہ چیز ہے، وہ تو کرنے ہی ہیں، ان کے علاوہ جو کرنے ہوتے ہیں وہ بتائے جاتے ہیں، مسنون اعمال بھی کیجیے، مسنون دعائیں بھی پڑھیے، اللہ رب العزت ہم عاجز مسکینوں کو اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

تزکیہ نفس کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o
﴿وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا﴾ (الاحقاف:۱۹)
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ o وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ o
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

انسان کی ترکیب:

انسان دو چیزوں کا نام ہے، ایک بدن اور دوسری روح، بدن کی حیثیت مکان کی سی ہے اور روح کی حیثیت مکین کی سی ہے۔ بدن نقلی انسان ہے، روح اس میں اصلی انسان ہے۔ جسم مٹی سے بنا جبکہ روح اللہ کے امر سے آئی ہوئی ایک چیز ہے، یہ دونوں چیزیں مل کر انسان بنتی ہیں۔

جسم سازی کا مقام:

جسم کے بننے کی جگہ ماں کا پیٹ ہے۔ اگر کسی بچے کا جسم رحمِ مادر میں ٹھیک نہیں بنا تو دنیا میں آ کر وہ ٹھیک نہیں بن سکتا۔ مثلاً ایک بچہ ماں کے پیٹ سے نابینا پیدا ہوا، دنیا کے ڈاکٹر جتنا مرضی زور لگالیں وہ اس کی آنکھیں نہیں بنا سکتے۔ ایک بچے کے ہاتھ کی انگلیاں ہی نہیں ہیں، تو ساری دنیا کے ڈاکٹر مل کر اس کی انگلیاں نہیں بنا سکتے۔ طبیب حضرات کہتے ہیں کہ ماں کے پیٹ سے بچے میں جو کمی رہ جائے، وہ دنیا میں

www.besturdubooks.wordpress.com

پوری نہیں ہوسکتی۔

شخصیت سازی کا مقام:

بالکل اسی طرح یہ زمین و آسمان کا پیٹ انسان کی شخصیت بننے کی جگہ ہے۔اس کی عادات، اخلاق، رفتار، گفتار اور کردار کے بننے کی جگہ یہ دنیا کا پیٹ ہے۔اگر کسی کی شخصیت میں کوئی کمی رہ گئی آخرت میں جا کر وہ کمی پوری نہیں ہوسکتی۔اس لیے یہ دنیا کی زندگی کا ہمارا وقت بہت اہمیت کا حامل ہے۔زندگی مختصر ہے، مگر قیمت کے اعتبار سے اس کی بڑی اہمیت ہے۔

تزکیہ کا عام فہم مفہوم:

جو انسان اپنے آپ کو صحیح کر لے، ستھرا کر لے، جو اپنا تزکیہ کر لے، اس نے یقیناً اس زندگی کی قدر و قیمت پہچان لی۔''تزکیہ'' عربی زبان کا لفظ ہے۔قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے، اس کا مطلب ہوتا ہے: کھوٹ نکالنا، صاف کرنا۔

مثال کے طور پر میلا کپڑا ہے، اس کی میل کو اگر دور کرنا چاہیں تو صرف ہاتھ پھیرنے سے وہ دور نہیں ہوگی، استری پھیرنے سے دور نہیں ہوگی بلکہ اس میل کچیل کو دور کرنے کے لیے اس کو پانی میں ڈالنا پڑے گا، صابن لگانا پڑے گا، نچوڑنا پڑے گا۔جب دو تین مرتبہ اس کو دھوئیں گے تو اس کپڑے کی میل دور ہو جائے گی۔اس سارے طریقہ کار کو تزکیہ کہتے ہیں کہ اس کپڑے کا تزکیہ ہوا، اس سے میل جدا ہوگئی۔

تزکیہ کے مختلف طریقے:

اسی طرح انسان کا بھی تزکیہ ہوتا ہے، مگر ہر چیز کے تزکیہ کا طریقہ جدا ہے۔سونے میں اگر کھوٹ ہو تو صابن اور پانی سے تو دور نہیں ہوتا، اس کے لیے سنار اس

www.besturdubooks.wordpress.com

سونے کو پگھلاتا ہے، اس کے لیے آگ کام آتی ہے۔ جب وہ پگھل جاتا ہے تو کھوٹ سونے سے جدا ہو جاتا ہے۔ تو جس طرح کپڑے کے تزکیہ کا طریقہ جدا ہے، سونے کے کھوٹ کو دور کرنے کا طریقہ جدا ہے۔ اسی طرح انسان کے من کے کھوٹ کو دور کرنے کا طریقہ جدا ہے۔

اللہ کے نزدیک تزکیہ کی اہمیت:

یہ تزکیہ اتنا اہم ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت اللہ شریف بنانے کے بعد جب دعا مانگی کہ اے اللہ! میں نے تیرا گھر تو بنا دیا، اب اس گھر کو آباد کرنے والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج دیجیے۔ تو اس وقت دعا مانگی کہ وہ ایسے رسول ہوں:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (البقرة:۱۲۹)

"اے ہمارے رب! بھیج ان میں رسول انہی میں سے جو ان کو تیری آیات پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھائے اور ان کو پاک کرے بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے"

یہاں ان کی چار خوبیاں گنوائی گئیں:

۱) ان کے سامنے تیری آیات کی تلاوت کرے۔

۲) ان کو کتاب کی تعلیم دے۔

۳) اور حکمت سکھائے۔

۴) اور ان کا تزکیہ کرے۔

یہاں چوتھی خوبی یہ بیان کی ہے کہ وہ لوگوں کا تزکیہ کریں، ان کو ستھرا کریں، ان کے من کو صاف کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں بھیجا اور وہی

www.besturdubooks.wordpress.com

چار صفات جو مانگی گئی تھیں دعائے ابراہیمی میں، انہی کا تذکرہ کیا لیکن ترتیب کو اللہ تعالیٰ نے بدل دیا۔ اب ترتیب میں یوں فرمایا:

﴿كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾

(البقرة:۱۵۱)

''جیسا کہ ہم نے ایک رسول تمہاری طرف تم میں سے ہی بھیجا وہ تم پر ہماری آیات پڑھتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور تمہیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے''

اس آیت میں ''تزکیہ'' کے لفظ کی ترتیب بدل کر پہلے لائے۔ یعنی دعائے ابراہیمی میں ''وَ یُـزَکِّیھِـمْ'' کا لفظ آخر پر ہے اور آیت بعثت میں اللہ تعالیٰ نے ''وَ یُزَکِّیْکُمْ'' کا لفظ دوسرے نمبر پر فرمایا۔ گویا اس لفظ کو چوتھے نمبر کی بجائے دوسرے نمبر پر لے آئے، تو:

فِعْلُ الْحَكِيمِ لَا يَخْلُوا عَنِ الْحِكْمَةِ

(دانا کا کوئی کام دانائی سے خالی نہیں ہوتا)

اس میں بھی کوئی حکمت ہے۔ پروردگار عالم نے اس میں بھی حکمت پوشیدہ رکھی ہے کہ اس لفظ کو پہلے لایا گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ تزکیہ کو حاصل کرنے کے لیے اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں سات مرتبہ قسمیں کھائی ہیں۔ کوئی اور ایسا کام نہیں کہ جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے ایک ہی وقت میں لگاتار سات چیزوں کی قسم کھائی ہو۔ فرمایا:

﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ٥ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا ٥ وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا ٥ وَاللَّيْلِ إِذَا

www.besturdubooks.wordpress.com

يَغْشٰهَا ۞ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ۞ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۞ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ۞ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۞ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۞﴾ (الشمس:۱۔۹)

''قسم ہے سورج کی اور اس کی دھوپ کی، اور چاند کی جب وہ اس کے پیچھے آئے، اور دن کی جب وہ اسے روشن کر دے، اور رات کی جب وہ اسے ڈھانپ لے، اور آسمان کی اور اس کی جس نے اسے بنایا، اور زمین کی اور اس کی جس نے اسے بچھایا، اور جان کی اور اس کی جس نے اسے درست کیا، پھر اسے بدی اور نیکی سجھائی، پس وہ کامیاب ہوا وہ جس نے اپنے نفس کو پاک کیا۔''

یہاں پر اللہ رب العزت نے سات قسمیں کھائیں۔ دیکھو! بڑے لوگ یا بڑی ہستیاں جب کوئی ایک بات کہہ دیں تو ایک مرتبہ کہنا ہی کافی ہوتا ہے، اور اگر کہنے کے ساتھ قسم بھی کھا لیں تو بڑی تاکید ہوتی ہے۔ پھر ایک قسم نہیں۔ اللہ رب العزت کی ہستی اور سات مرتبہ قسمیں کھا کر پھر فرمایا: جو ستھرا ہوا، وہ فلاح پا گیا اور جس نے اپنے من کو ستھرا نہ کیا وہ ناکام ہو گیا تو اس تزکیہ نفس کی کتنی بڑی اہمیت ہے اور آج اس کو حاصل کرنے سے ہم بالکل غافل ہیں۔

فلاحِ حقیقی کا مدار:

حقیقت یہ ہے کہ یہ چیز ہماری ضرورت ہے۔ ہماری فلاح کا دارومدار تزکیہ پر ہے۔ قرآن مجید میں ''مُفْلِحُوْنَ'' کا جو لفظ ہے، وہ تین چیزوں کے لیے استعمال ہوا:

(۱) توبہ کرنے والوں کے لیے:

﴿وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (النور:۳۱)

''اے مومنو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ''

www.besturdubooks.wordpress.com

تو توبہ سے بھی انسان کو فلاح ملتی ہے۔

(۲) تزکیہ حاصل کرنے والوں کے لیے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾ (الاعلیٰ:۱۴)

''تحقیق فلاح پا گیا جو ستھرا ہوا''

(۳) اور نماز سے بھی انسان کو فلاح ملتی ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ o الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ o﴾

(المؤمنون:۱،۲)

تو تین چیزیں فلاح دینے والی ہیں، گناہوں سے توبہ کرنا، تزکیہ حاصل کرنا اور پھر خشیت والی نماز پڑھنا۔ اب اگر اس ترتیب کو اختیار نہیں کریں گے، تو فلاح نہیں پا سکتے۔

فلاح کیا ہے؟

فلاح کہتے ہیں۔ ''بند چیز کو کھولنا۔'' جیسے کسان کو عربی میں ''فلاح'' کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ زمین کو ہل کے ذریعے سے کھول کر اس میں بیج ڈالتا ہے۔ جس بندے کے ہونٹ کھلے ہوں، تو اسے عربی میں کہتے ہیں...... رجل افلح (کھلے ہونٹوں والا بندہ)

تو لفظی معنی ہیں، کھول دینا۔ کیا مطلب؟

......سعادت کے دروازے اس کے لیے کھول دینا۔

......کامیابیوں کے دروازے کھول دینا۔

......برکتوں کے دروازے اس کے لیے کھول دینا۔

تو جو انسان۔ توبہ کرتا ہے، تزکیہ حاصل کرتا ہے، خشوع والی نماز پڑھتا ہے، اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ برکتوں کے دروازے اس کے لیے کھول دیتے ہیں۔

......ایسی کامیابی کو جس کے بعد ناکامی نہ ہو،

......ایسی عزت کو جس کے بعد ذلت نہ ہو،

......اللہ کے ہاں ایسی قبولیت کو کہ جس کے بعد مردود نہ ہو۔

اس کو فلاح کہتے ہیں۔

حصول تزکیہ کے طریقے:

یہ فلاح انسان کو تزکیہ نفس سے نصیب ہوتی ہے۔ اب تزکیہ نفس ہم کیسے حاصل کریں؟ اس کے لیے محنت کرنا پڑتی ہے۔ علماء نے دو طریقے بتائے ہیں۔ ایک طریقہ اس دنیا میں اور ایک طریقہ آخرت میں ہے۔ ایک طریقہ جو دنیا میں تزکیہ حاصل کرنے کا ہے۔ اس کے آگے پھر دو طریقے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھے ہیں۔

زمین کی ناپاکی دور کرنے کے طریقے:

وہ فرماتے ہیں اگر زمین ناپاک ہو، گندگی اور نجاست نے زمین کو ناپاک کر دیا ہو تو اس کو پاک کرنے کے دو طریقے ہیں۔

پہلا طریقہ ایک طریقہ یہ ہے کہ سورج کی روشنی اس کے اوپر چمکے، دھوپ اس کے اوپر پڑے، اتنی پڑے کہ دھوپ کی گرمی اور حدت اس نجاست کو جلا کر ختم کر دے۔ نام ونشان مٹا دے، نجاست کا کوئی اثر اور رنگ رہے اور نہ اس کی بو رہے۔ جب بالکل ناپاکی کا نام ونشان مٹ جائے گا، تو فقہا فرمائیں گے کہ زمین پاک ہو گئی۔ اگرچہ پہلے اس کے اوپر نجاست تھی مگر سورج کی دھوپ نے ناپاک زمین کی

www.besturdubooks.wordpress.com

ناپاکی کو جلا ڈالا، اور اس کو پاک کر دیا۔ ایک تو پاک ہونے کا یہ طریقہ ہے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بارش برسے اور خوب برسے، اتنی برسے کہ بارش کا پانی اس ساری ناپاکی کو بہا کر لے جائے۔ پھر جب وہ خشک ہو جائے گی تو فقہا اس زمین کے پاک ہونے کا فتویٰ دیں گے۔

......تو زمین کے پاک ہونے کے دو طریقے۔

دل کی زمین کو پاک کرنے کا طریقے:

انسان کے دل کی مثال زمین کی مانند ہے۔ اب اس دل کی زمین کے پاک ہونے کے بھی دو طریقے ہیں۔

(۱) ......صحبت شیخ:

ایک طریقہ تو یہ ہے کہ انسان کسی شیخ کامل کی صحبت کو اختیار کر لے۔ طالب صادق بن کر ان سے فیض پائے تو اللہ رب العزت ان کی توجہات کی برکت سے دل کی دنیا کو بدل دیتے ہیں۔ دل کی دنیا بدلتی ہے۔ اس لیے ارشاد فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾ (التوبہ:۱۱۹)

(اے ایمان والو! تقویٰ کو اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ رہو)

حکم فرمایا جا رہا ہے کہ تم سچوں کے ساتھ رہو۔ کوئی بندہ کسی شیخ کامل کے ساتھ تعلق تو جوڑ لے لیکن غفلت سے باز نہ آئے، اس کی مثال اس مریض کی سی ہے کہ جس نے ڈاکٹر سے تعلق تو رکھا ہے، دوائی کھا رہا ہے مگر ساتھ بد پرہیزی کر رہا ہے۔ نزلہ زکام کا مریض ہو، ڈاکٹر سے روز دوائیاں لے کر آئے اور اچار بھی کھائے، ساتھ آئس کریم بھی کھاتا رہے۔ تو پھر ڈاکٹر کہے گا کہ آپ کی بیماری ختم ہونے والی نہیں۔ جس

www.besturdubooks.wordpress.com

طرح دوا کا استعمال کرنا ضروری ہے، پرہیز کرنا اس سے بھی ضروری ہے۔ حدیث پاک میں ہے:

((اَلْوِقَايَةُ خَيْرٌ مِنَ الْعِلَاجِ))

''پرہیز علاج سے بہتر ہے۔''

......اسی طرح اگر شیخ کے ساتھ تعلق جوڑے، تو تعلق جوڑنے کے بعد شیخ کے بتائے ہوئے معمولات کو کرے۔ یہ ایک بات۔

......دوسرا اپنے آپ کو غفلت، سستی اور گناہوں سے بچائے۔ اگر نہیں بچائے گا تو فیض آئے گا تو صحیح، مگر ضائع ہوتا چلا جائے گا۔ اس کی مثال ایسے ہے کہ گھڑے میں پانی تو آ رہا ہے لیکن اس کے پیندے میں سوراخ ہے، جتنا پانی اندر آتا ہے وہ سب ضائع ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس میں نل کا قصور نہیں، اس سے تو فیض جاری ہے، پانے والے اپنے گھڑے بھر بھر کر جا رہے ہیں۔ اگر کسی کو فیض نہیں مل رہا تو وہ اپنے آپ پر نظر ڈالے کہ کہاں سوراخ ہے، جہاں سے یہ فیض ضائع ہو رہا ہے۔

تو تزکیہ نفس حاصل کرنے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے کسی بندے سے فیض پائے، ان کی صحبت میں رہے، حتیٰ کہ دل کی زمین صاف ہو جائے۔

(۲)......کثرتِ ذکر:

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انسان اللہ رب العزت کا ذکر کثرت کے ساتھ کرے۔ یہ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے، اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی ہے، برکت آتی ہے۔ تو رحمت اور برکت کے آنے کی وجہ سے دل کی زمین صاف ہوتی ہے، اور ظلمت زائل ہو جاتی ہے۔ اسی لیے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

((ذِکْرُ اللّٰہِ شِفَاءُ الْقُلُوْبِ))

''اللہ کا ذکر دلوں کے لیے شفاء ہے۔''

تو تزکیہ حاصل کرنے کے یہ دو طریقے ہیں اس دنیا میں۔ اور عقل مند کو دونوں استعمال کرنے چاہئیں۔ ڈاکٹر کے پاس جائیں اور وہ کہے گا کہ آپ کی بیماری کے لیے دو دوائیاں اچھی ہیں۔ یہ دوائی بھی اچھی ہے اور یہ بھی اچھی ہے تو ڈاکٹر دونوں لکھ دیتا ہے۔ آج کل تو ماشاء اللہ دس دس گولیاں لکھ دیتے ہیں۔ لیکن اگر دو دوائیاں ایک دوسرے کی معاون ہوں تو ڈاکٹر کہتا ہے کہ ان کو استعمال کرنے سے جلدی آرام آجائے گا۔ تو ذکر کی کثرت اور شیخ کی صحبت یہ دونوں معاون دوائیاں ہیں، ان کو ایک وقت میں استعمال کیجیے! اللہ رب العزت جلدی شفاء عطا فرمادیں گے۔

آخرت میں تزکیہ نفس کا انتظام:

اگر ایک آدمی اس دنیا میں محنت کر کے تزکیہ حاصل نہیں کرتا اور اس کے اندر باطنی بیماریاں سب موجود ہیں۔ حسد بھی ہے، بغض بھی ہے، کینہ بھی ہے، غصہ بھی ہے، بدنظری بھی ہے، بخل بھی ہے، تمام باطنی بیماریاں موجود ہیں، اور وہ اسی طرح دنیا میں سے چلا جاتا ہے۔ لیکن کلمہ اس نے پڑھا اور کلمے پر موت آئی تو اللہ رب العزت نے آخرت میں بھی کلمہ گو انسانوں کے لیے تزکیہ کا انتظام کر رکھا ہے۔

آخرت کا ہسپتال:

دنیا میں کوئی بندہ بیمار ہو جائے تو اس کو ہسپتال میں داخل کرواتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے بھی باطنی طور پر بیماروں کے لیے آخرت میں ایک ہسپتال بنا رکھا ہے۔ اور اس ہسپتال کا نام جہنم ہے۔ وہ باطن کے روگ نکالنے کے لیے ہسپتال ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایمر جنسی روم......قبر:

دنیا کے ہسپتال میں اگر آپ جائیں تو ایمر جنسی روم پہلے ہوتا ہے۔ جاتے ہی ایمر جنسی روم میں لے جاتے ہیں۔ وہاں پر جو عملہ ہوتا ہے وہ اس کو مختصراً چیک اپ کرتا ہے اور فوراً دوائی دینی شروع کر دیتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بڑے ڈاکٹر بعد میں آئیں گے، وہ آپ سے ہسٹری پوچھیں گے، تفصیل سے چیک اپ کریں گے پھر فیصلہ کریں گے کہ انہوں نے آپ کو کس وارڈ میں داخل کرنا ہے۔ آخرت کا بھی معاملہ ایسا ہی ہے کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کو سب سے پہلے قبر کے ایمر جنسی روم میں داخل کرتے ہیں۔ قبر کے ایمر جنسی روم میں عملے کے دو فرشتے آتے ہیں جن کا نام ہے منکر اور نکیر۔ اور وہ تین سوال پوچھتے ہیں۔

......مَنْ رَبُّكَ ؟ تمہارا رب کون ہے؟

......مَنْ نَبِيُّكَ تمہارا نبی کون ہے؟

......مَا دِيْنُكَ تمہارا دین کیا ہے؟

ان تین سوالوں کا جواب جو انہیں مل جاتا ہے تو انہیں پتہ چل جاتا ہے کہ اس کے ساتھ سلوک کیا کرنا ہے؟ اگر غافل تھا، گناہ گار تھا، جواب ٹھیک نہ دے سکا تو پھر اس کی قبر کو جہنم کا گڑھا بنا دیتے ہیں۔ اور اگر باطنی بیماریوں سے دنیا میں شفایاب ہو چکا تھا، تو اس کی قبر کو جنت کا باغ بنا دیتے ہیں۔ جیسے اگر ایک آدمی صحت مند ہے، تمام ٹیسٹ ٹھیک ہیں تو ڈاکٹر چیک اپ کرنے کے بعد کہتا ہے کہ آپ کی باقی رپورٹ تو میں Clear کر لوں گا، آپ ذرا جائیں اے سی والے روم میں بیٹھیں۔ تو جب نیک لوگوں سے فرشتے سوالات کریں گے، تو ان کی قبر کو تو ایئر کنڈیشنڈ جنت کا باغ بنا دیں گے۔ لو جی آپ یہاں آرام کرو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

((نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ))

''دلہن کی نیند سو جاؤ''

تھکے ماندے آئے ہو، آرام کرلو، بڑے طبیب کے ہاں پیشی تو قیامت کے دن ہے، تو اس سے پہلے ذرا آرام سے بیٹھ جاؤ، لیٹ جاؤ، سو جاؤ۔

قبر کا مٹھی چاپی کرنا:

اور اگر یہ آدمی گناہ گار تھا تو پھر اس کو کوئی ٹریٹمنٹ Treatment تو دینا ہو گی۔ تو قبر میں اس کو ٹریٹمنٹ ملتی ہے۔ کیونکہ اس کے اندر تمام گناہوں والی بیماریاں جمع ہیں۔ آج دنیا میں جس کے سر میں درد ہو تو اس کا سر دباتے ہیں، مٹھی چاپی کرتے ہیں، ٹانگوں کو مٹھی بھرتے ہیں۔ تو جس بندے کے اندر باطن کے روگ ہوں گے تو قبر بھی اس کو مٹھیاں بھرے گی۔ اس مٹھی چاپی کرنے کو ''ضغطۂ قبر'' کہتے ہیں۔ اور وہ مٹھیاں کیسی بھرے گی؟ فرمایا کہ جب وہ دبائے گی تو اُدھر کی پسلیاں اِدھر اور اِدھر کی پسلیاں اُدھر ہو جائیں گی، قبر یوں دبائے گی۔ دنیا میں بھی کبھی پنڈلیوں وغیرہ کے پٹھے اکڑ جاتے ہیں اور مسلز میں بعض اوقات گلٹیاں سی پڑ جاتی ہیں تو پھر مالشیوں سے مالش کرواتے ہیں۔ وہ اس زور سے سخت مالش کرتے ہیں کہ بندے کی چیخیں نکلواتے ہیں، قبر بھی مردے کی چیخیں نکلوائے گی۔

قبر کہے گی: مجھے سب سے زیادہ نفرت تجھ سے تھی۔ تو میرے قابو میں آیا ہے، آج دیکھ میں تیرا کیا حشر کرتی ہوں؟ تو قبر اس کو زور سے دبائے گی، ضغطۂ قبر پیش آئے گا۔ قبر اتنا دبائے گی۔ جیسے آج کوئی دوست اگر دوستی میں اپنے دوست کو دبائے تو اگر وہ زیادہ طاقت ور ہو تو دم گھٹتا ہوا نظر آتا ہے تو جہاں پسلیاں ادھر کی ادھر ہو جائیں گی تو وہاں کیا بنے گا؟

www.besturdubooks.wordpress.com

قبر میں گلوکوز کی بوتلیں:

پھر قبر کے اس طرح دبانے کے بعد، جیسے ایمرجنسی روم میں مریض کو Drip لگا دیتے ہیں۔اس کو ڈاکٹر کے آنے سے پہلے پہلے قطرہ قطرہ دوائی ملتی ہے۔اللہ تعالیٰ بھی قبر کے ایمرجنسی روم میں ایک Drip لگائیں گے۔حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ قبر میں بے نمازی آدمی پر ایک گنجے سر والا اژدھا مسلط کر دیں گے۔ گنجے سر والا سانپ بڑا خطرناک ہوتا ہے۔فجر کی نماز چھوڑی تو ظہر تک وہ اس کو ڈرپ لگا تا رہے گا۔تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد کاٹے گا، کاٹے گا تو پورے جسم میں زہر کی درد ہوگی۔ پھر ٹھیک ہو جائے گا، پھر وہ کاٹے گا۔اب جیسے ڈرپ کا قطرہ قطرہ خون میں پہنچ رہا ہوتا ہے۔ہے نا Intra Veins System یعنی شریانوں میں تو اسی طرح یہ اژدھا بھی کاٹے گا۔یہ ڈرپ لگی ہوئی ہے قیامت تک کے لیے۔

قبر میں پٹائی:

اور اگر کوئی اور جرم تھا تو ایک فرشتہ گرز والا متعین کر دیتے ہیں کہ ذرا اس کی پٹائی کرو بھئی! ٹھیک کرو اس کو۔تو قیامت تک کے لیے اس کو وہ عذاب دیا جاتا ہے۔

روز محشر چار اہم سوال:

قیامت کے دن انسان اللہ رب العزت کے سامنے کھڑا ہوگا۔اب اللہ رب العزت اس سے اس کی ہسٹری پوچھے گا۔اب Detail کے ساتھ سوال پوچھے جائیں گے۔جیسے ڈاکٹر بلا کر پوچھتا ہے کہ بتائیں کب سے تکلیف ہوئی اور کیسے آپ کی زندگی گزری۔تو اللہ تعالیٰ بھی چار سوال پوچھیں گے:

پہلا سوال پوچھیں گے کہ میرے بندے بتا تو نے اپنی زندگی کیسے گزاری؟ نیکی

www.besturdubooks.wordpress.com

پر گزاری یا فسق و فجور پر گزاری۔ یہ بتاؤ۔

پھر پوچھیں گے کہ تم نے اپنی جوانی کیسے گزاری؟ جوانی کے بارے میں خاص طور پر سوال پوچھیں گے۔ اس لیے کہ آج کل کی جوانی، دیوانی، مستانی، شہوانی بنی ہوتی ہے۔ تو اس جوانی کے بارے میں پوچھیں گے کہ بتا تجھے یہ امانت دی تھی، تو نے اس امانت کو ضائع کیا اور بے قدری کی یا تو نے قدر دانی کی؟

پھر پوچھیں گے، تو نے مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟

اور آخری سوال پوچھیں گے کہ تو نے اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟

اب ان چار سوالوں کے جواب سے صاف پتہ چل جائے گا کہ اس کی زندگی کیسی گزری۔

جہنم کے ہسپتال میں درجے:

اب وہ طبیبِ حقیقی، وہ پروردگارِ عالم۔

﴿وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ﴾ (الشعرآء:۸۰)

''اور جب میں بیمار ہوتا ہوں، وہ مجھے شفا دیتا ہے)''

وہ پھر بندے کے لیے مناسب جگہ Reccomend (متعین) کر دے گا۔

آج ہسپتالوں میں مختلف درجے ہوتے ہیں۔

ایک درجہ Ordinary (عام) ہوتا ہے، جنرل وارڈ کا۔ اس جنرل وارڈ میں ہر بندے کو داخل کر دیتے ہیں۔

ایک درجہ ہوتا ہے E.C.U یعنی Extensive Care Unit) انتہائی نگہداشت کا وارڈ) تو جو دل کے مریض ہوں، ان کو وہاں رکھا جاتا ہے۔ ان کو E.C.U میں رکھتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اور کچھ لمبی بیماری والے لوگ ہوتے ہیں جو جلدی ٹھیک ہو نہیں پاتے ان کو Tertiary Care unit (سینے کے امراض والے یونٹ) میں رکھتے ہیں۔ یہ ٹی بی کا مریض ہے اس کی نو مہینے دوائی چلے گی، اچھا ٹرشری کیئر یونٹ میں لے جاؤ، اس کا لمبا کام ہے۔تو ہسپتالوں میں یونٹ بنے ہوتے ہیں۔

اسفل ترین درجہ:

جہنم میں بھی یونٹ درجے بنے ہوتے ہیں، جو مشرک ہوں گے، منافق ہوں گے، کافر ہوں گے، اب ان منافقین کو اللہ تعالیٰ سب سے نچلے درجے میں رکھیں گے۔

﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ (النسآء:۱۴۵)

سب سے نیچے کے درجے میں منافق ہوں گے

چلو جی تمہاری بیماری لا علاج ہے، چلو وہاں پر ان کو تو سب سے نیچے والے درجے میں پہنچا دیں گے، ہم سامان جب پیک کرتے ہیں تو جس چیز کی زیادہ ضرورت ہو اوپر اوپر رکھتے ہیں تاکہ آسانی سے نکالی جا سکے اور جس چیز کی ضرورت بہت کم ہو اس کو نیچے رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی منافقوں کو سب سے نیچے دھکیل دیں گے، نکلنا تو انہوں نے ہے ہی نہیں، ادھر ہی رہنا ہے ان کو، سب سے نیچے دھکیلو! پھر اس سے اوپر کافر ہوں گے، مشرک ہوں گے، آگ کی پرستش کرنے والے مختلف لوگ ہوں گے، پھر یہودی ہوں گے، پھر نصاریٰ ہوں گے، سب سے اوپر کا جو درجہ ہے اس کا نام جہنم ہے، اس میں وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے کلمہ تو پڑھا لیکن اپنے نفس کی خرابیوں کی وجہ سے گناہ کرتے پھرے، ان کو سب سے اوپر جنرل وارڈ میں رکھیں گے، اچھا بھائی تمہاری بیماریوں کا جلدی علاج کیا جائے گا اس لیے تمہیں سب سے

www.besturdubooks.wordpress.com

اوپر جنرل وارڈ میں رکھ دیتے ہیں۔اب یہ مختلف وارڈ ہوں گے جن میں وہاں بندوں کو جگہ ملے گی۔

اسپیشل کمرے:

عملہ متعین ہوگا ہر بندے کو اس کے حال کے مطابق ٹریٹمنٹ دی جائے گی۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہسپتالوں میں چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوتے ہیں اور کچھ مریضوں کے لیے بیڈ علیحدہ کر دیتے ہیں کہ بھائی ان کو اچھوت کی بیماری ہے، لہٰذا ان کے بیڈ علیحدہ کر دو تا کہ دوسروں کو بیماری نہ لگ جائے۔تو جہنم میں بھی اسی طرح ہو گا۔اتنی تنگ جگہ ہوگی کہ ﴿مَكَانًا ضَيِّقًا﴾ قرآن مجید کے الفاظ ہیں کہ اتنا تنگ مکان ہوگا کہ اس کے لیے اٹھنا بیٹھنا مشکل ہو جائے گا۔ تنگ آ کر یہ کہے گا:

﴿دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا﴾ (الفرقان:۱۳)

اللہ! مجھے موت دے دے!

کہا جائے گا:

﴿لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُورًا كَثِيرًا﴾ (الفرقان:۱۴)

آج موت نہ مانگو، بلکہ موتیں مانگو تمہاری جان نہیں چھوٹے گی۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

اتنی چھوٹی جگہ ہوگی جہاں پر اس کو تکلیف دینے کے لیے رکھا جائے گا۔

جہنم میں پرہیزی کھانا:

پھر اس کے بعد اس کے کھانا پینا ہوگا۔دنیا میں جو لوگ مریض ہوتے ہیں وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نارمل اور لذیذ کھانا نہیں کھا سکتے۔ پھیکے کھانے، ابلے کھانے، اس قسم کی احتیاطی چیزیں ہوتی ہیں، دوسروں کے لیے جو بدذائقہ ہوتے ہیں، دوسرے لوگ ان چیزوں کو کھا ہی نہیں سکتے مگر انہیں وہ کھانی پڑتی ہیں۔ جہنم میں بھی ایسے ہی ہوگا، بیماروں کے لیے بدذائقہ کھانا ہوگا۔ جہنمی کو بھوک لگے گی، فرشتے سے مانگے گا، فرشتہ اس کو زقوم کا پودا لاکر دے گا۔ قرآن مجید میں ہے۔

﴿ إِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّومِ ٥ طَعَامُ الْأَثِيمِ ٥ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ٥ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ٥﴾ (الدخان: ۴۳-۴۶)

کہ زقوم کا پودا کھائے گا، اس کے اندر کڑواہٹ ہوتی ہے، کانٹے ہوتے ہیں۔ اور جب وہ کھائے گا تو پیٹ کے اندر پگھلے ہوئے تانبے کی طرح جائے گا، اس قدر انسان کو اندر جا کر تکلیف دے گا۔ جیسے آج کل بیماروں کو کڑوی پھکی دیتے ہیں، بڑی عمر کی عورتوں نے ''بتری صحت'' کے نام سے بہت ساری کڑوی کڑوی چیزیں ملا کر پھکی بنا کر گھر میں رکھی ہوتی ہے۔ تو وہ کڑوی پھکی ہوتی ہے مگر کھاتے ہیں، کیوں؟ خون صاف کرنا ہوتا ہے تو اس کے لیے کڑوی چیزیں مفید ہوتی ہیں۔ جو شوگر کا مریض ہو اس کے لیے کریلا ہوتا ہے، دوسرے کھاتے ہیں مرغے چرغے، اس کو کہتے ہیں کریلا کھاؤ! کس لیے؟ اس لیے کہ یہ شوگر کے لیے اچھا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جہنم میں بھی زقوم کھلائیں گے، یہ بھی کریلے کی طرح ہے، مگر کڑواہٹ اس قدر ہوگی کہ اگر بندہ زقوم کو ذرا سا منہ پر لگا لے تو کئی دن تک اس کی کڑواہٹ نہیں جاتی، یہ ایسا پودا ہے اور یہ کھانے کو دیا جائے گا، جہنمی اسے کھائیں گے۔

جہنم کا مشروب:

پھر اس کے بعد وہ کہے گا کہ مجھے پیاس لگی ہے مجھے پینے کو دو! بیمار آدمی کو ہر چیز تو

www.besturdubooks.wordpress.com

پلاتے نہیں، نزلے زکام کے مریض کو ٹھنڈا پانی نہیں دیتے، شوگر کے مریض کو میٹھے شربت اور جوس نہیں پلاتے، احتیاطی چیزیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح جہنم میں جو آدمی پینے کے لیے جب مانگے گا تو اس کو ٹھنڈا پانی نہیں دیں گے۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ جب وہ بندہ مانگے گا کہ مجھے پینے کے لیے پانی دو تو فرشتے پیالے کے اندر کچھ پینے کے لیے لے آئیں گے اور وہ کیا چیز ہوگی؟ سارے جہنمیوں کے زخم سے خون اور پیپ بہے گی اس کو جمع کیا جائے گا اور پیالوں میں بھر بھر کر پینے کے لیے دی جائے گی۔

﴿ وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍO لَا يَاْكُلُهٗ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَO﴾ (الحاقۃ: ۳۶-۳۷)

قرآن پاک میں ہے کہ ان کو غسلین پلایا جائے گا اور مفسرین نے لکھا کہ غسلین کا مطلب ہے گناہگار جہنمیوں کے جسموں سے نکلا ہوا خون اور پیپ۔ وہ اس کو پئیں گے۔ دنیا میں بھی نزلے کے مریض جوشاندے پیتے ہیں، جوشاندہ پیو جی نزلے کی بیماری کے لیے۔

﴿ وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ﴾

یہ تمہیں کاڑھا پلا رہے ہیں، اس لیے کہ تم دنیا میں کرتوت ایسے کرتے تھے۔ تمہیں باطنی بیماریاں ایسی لگی ہوتی ہیں، ادھر علاج کروا کر آتے تو جلدی ہو جاتا وہاں کروایا نہیں اب ہم تو اس سے علاج کریں گے۔ پینے کے لیے یہ کاڑھا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ وہ غسلین اتنی گرم ہوگی کہ جہنمی جب پیے گا تو اندر آنتیں کٹ کر پاخانے کے راستے سے باہر چلی جائیں گی، پھر ٹھیک ہو جائے گا، پھر بھوک لگے گی پیاس لگے گی، پھر وہ زقوم کھائے گا پھر غسلین پینا پڑے گا، آنتیں کٹیں گی اور یہی اس کے ساتھ ہوتا رہے گا اور بار بار ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جہنم کے ہسپتال کا یونیفارم:

دنیا میں جب کسی ہسپتال میں داخل ہونے کے لیے جائیں تو وہ بندے کو کہتے ہیں کہ ہسپتال کی وردی پہنو، عام کپڑے نہیں پہننے دیتے۔ کہتے ہیں آپ نے ہمارے ہسپتال میں داخل ہونا ہے تو یہاں ہسپتال کی جو وردی ہے وہ پہننا پڑے گی، اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ہسپتال کی ایک وردی ہے وہ تمہیں پہننا پڑے گی کون سی وردی؟

﴿سَرَابِيلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ﴾ (ابراهيم:۵۰)

اللہ تعالیٰ جہنمیوں کو جہنم میں ڈالنے سے پہلے گندھک کا لباس پہنائیں گے۔ اگر کسی کمرے میں چوہا مر جائے تو کتنی بدبو ہوتی ہے، کسی گلی میں کتا مرا پڑا ہو تو گزرنا مشکل ہو جاتا ہے، گدھا مرا پڑا ہو تو دور دور تک بو پھیلی ہوتی ہے، ناک سڑتی ہے قریب سے گزرتے ہوئے۔ لیکن فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر ساری دنیا کے انسانوں کو حیوانوں کو، پرندوں کو چرندوں کو، خشکی کی مخلوق کو تری کی مخلوق کو، سب کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے اور سب کو موت آ جائے اور سب کی لاشیں گل سڑ جائیں، جتنی بدبو وہاں پر ہو گی، جہنمیوں کے کپڑوں کی بدبو اس بھی زیادہ ہو گی۔ دنیا میں سپرے ڈھونڈتے پھرتے ہیں یہ جی کو کرم ہے، یہ پوائزن ہے، یہ فرانس کا بنا ہوا ہے، یہ جرمن کا بنا ہوا ہے، روم فریشنر لاؤ جی! پسینے کی بو اچھی نہیں لگتی۔ لیکن وہاں ایسے کپڑے پہنائیں گے کہ جن میں اتنی بدبو ہو گی کہ ساری دنیا کے حیوانوں کی لاشیں گل سڑ جائیں، اتنی بدبو وہاں نہیں ہو سکتی جتنی جہنمی کے کپڑوں میں بدبو ہو گی۔

بے پردہ عورت کی سزا:

ہاں! اور بھی عذاب دیں گے۔ کئی مریض ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو کپڑے ہی

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں پہننے دیتے۔ مثال کے طور پر جو لوگ کینسر کے مریض ہوتے ہیں ہم نے بڑے بڑے ہسپتالوں میں دیکھا کہ ان کو کپڑے پہناتے ہی نہیں، ہیں ان کے جسم کے کتنے حصوں پر Pickups لگی ہوتی ہیں اور ایسے ہی کپڑا اوپر ڈال دیتے ہیں۔ آپریشن کے لیے بس مریض کے کپڑے اتار کر رکھ دیتے ہیں، ضرورت ہوتی ہے۔

جی ہاں جہنم میں بھی ایسا ہوگا، سنیے اور دل کے کانوں سے سنیے! یہ بات ذمہ داری سے عرض کی جارہی ہے احادیث میں آیا ہے۔ جو عورت دنیا میں بے پردہ پھرنے کی عادی ہوگی، اللہ رب العزت یہ سزا دیں گے کہ قیامت کے دن اس کی روح کو ننگا کر کے انسانوں کے سامنے گزاریں گے اور یہ اس کی سزا ہوگی۔ آج مرد کو کہیں کہ تمہیں لوگوں کے سامنے بے لباس کر دیں گے تو مرد کو شرم آتی ہے، وہ کہتا ہے کہ زمین پھٹ جائے اور میں اندر اتر جاؤں، مجھے لوگوں کے سامنے شرمندہ نہ کریں۔ عورت میں تو پھر اور بھی زیادہ حیا ہوتی ہے، شرم ہوتی ہے۔ تو اگر عورت کو اس طرح سے کہا جائے گا جبکہ اس کے سامنے سب رشتہ دار، سب واقف لوگ دیکھ رہے ہوں گے، اور ان کے سامنے سے بے لباس کریں گے۔ یہ اس کو سزا دی جائے گی کیوں؟ یہ وہ عورت تھی جس نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی اور دنیا میں بے پردہ پھرتی رہی، آج اس کو سزا کے طور پر لوگوں کے سامنے بے عزت کیا جارہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے محروم:

ذرا دل کے کانوں سے سنیں! حدیث پاک میں آیا ہے جو عورت اس لیے بنے سنورے کہ اس کو کوئی غیر محرم دیکھ سکے۔ کہیں تعلق ہو، بات چیت کا سلسلہ ہو، گناہوں کا تعلق بنا ہوا ہو اور اس لیے کپڑے پہن رہی ہے، بن سنور رہی ہے کہ فلاں مجھے دیکھے گا۔ یا بازار میں شاپنگ کرنے جاتی ہیں تو بن ٹھن کر بے پردہ ہو کر جاتی ہیں، گھر

www.besturdubooks.wordpress.com

میں میاں کے سامنے عام لباس میں اور بغیر میک اپ کے رہیں گی لیکن جب شاپنگ کے لیے بازار جانا ہوگا تو خوب میک اپ کر کے، اچھے کپڑے پہن کر جائیں گی اور یہ چیز آج خواتین میں عام ہو چکی ہے اور انہوں نے کبھی اپنی اس خامی کی طرف دھیان ہی نہیں دیا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو عورت اس لیے بنے سنورے کہ غیر محرم اس کو دیکھ سکیں اس کی سزا یہ ملے گی کہ اللہ رب العزت قیامت کے دن محبت کی نظر سے اس کی طرف نہیں دیکھیں گے۔ کہ اس لیے بنتی سنورتی تھی کہ غیر محرم تیری طرف دیکھیں، ہم محبت کی نظر سے تیری طرف دیکھتے بھی نہیں، چل دفع ہو جا یہاں سے! پھر احساس ہوگا کہ میں دنیا میں کیا کرتی پھرتی تھی۔ اس لیے حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو عورت بے پردہ ہو کر نکلتی ہے، جب تک گھر لوٹ کر واپس نہیں آ جاتی اللہ کے فرشتے اس کے اوپر لعنت برساتے رہتے ہیں۔ تو یہ بھی سزا دی جائے گی۔

لاتوں کے بھوت:

کئی مریض ایسے ہوتے ہیں جن کی عقل پوری نہیں ہوتی تو پکڑ دھکڑ کر ان کو لے جاتے ہیں مجنون قسم کے اور پاگل قسم کے مریض کے خود ہسپتال میں نہیں جاتے بلکہ ان کو زبردستی پکڑ دھکڑ کے لے جانا پڑتا ہے۔ وہاں بھی ایسا ہی ہوگا، کچھ لوگ ہوں گے قیامت کے دن، جب ان کو جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا اللہ کے فرشتے آئیں گے اور ان کو دھکے مارتے ہوئے جہنم کے اندر لے جائیں گے۔ ایک تو ہوتا ہے کہ ملزم کو صرف کہہ دیتے ہیں چل بھئی! چل جیل میں اور ایک ہوتا ہے دھکے دینا۔ یہ بے عزت کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿يَوْمَ يُدَعُّونَ إِلَىٰ نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا﴾ (الطور: ۱۳)

اب اس آیت کو پڑھو تو ظاہر میں بھی لگتا ہے جیسے دھکے مار رہا ہے۔ قرآن مجید کا

www.besturdubooks.wordpress.com

صوتی اثر دیکھیں یعنی ایک تو معنوی اثر ہے نا ایک اس میں آواز کا اثر ہے تو صوتی اثر دیکھیے ! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ وہ مجرم ہوں گے۔

﴿ يَوْمَ يُدَعُّونَ إِلَىٰ نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا﴾ (الطور:۱۳)

ان کو دھکے دے دے کر ذلیل کر کے ہم جہنم میں پھینک دیں گے۔ تو جہنم کو اللہ نے اس لیے بنا دیا۔

جلد بدلنے کا عذاب:

اچھا دنیا میں جب ہڈی کا فریکچر ہو جائے تو پلاسٹر لگاتے ہیں تو کچھ عرصہ کے بعد کھول دیتے ہیں اور پھر نیا پلاسٹر لگا دیتے ہیں، پلاسٹر بدلتے رہتے ہیں۔ جہنم میں بھی ایسا ہی ہوگا جلد کو جلائیں گے اور جلد جلے گی تو اس کو تکلیف ہوگی جب وہ جلد جل جائے گی تو اللہ تعالیٰ نئی جلد دے دیں گے۔

﴿كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ﴾ (النسآء ۵۶)

''ہم ان کی جلد کو بدل دیں گے تا کہ ان کو اور زیادہ عذاب دیا جا سکے''

تو جلد بار بار بدلیں گے تا کہ بار بار اس کو عذاب ملے اور اس کو تکلیف پہنچے۔

جہنمیوں کے قد اور جسامت:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جہنمیوں کے قد وقامت اتنے نہیں ہوں گے جتنے دنیا میں ہیں، بلکہ بڑے ہوں گے، وہ کیسے؟ اتنے بڑے ہوں گے کہ ان کے دو کندھوں کے درمیان کئی فرلانگ کا فاصلہ ہونٹ اور دانت بڑے پہاڑوں کی مانند ہوں گے۔ سر بہت بڑا ہوگا یہ قد اور جسامت اس لیے بڑا کریں گے کہ جتنا زیادہ

www.besturdubooks.wordpress.com

حدودِ اربعہ ہوگا اور جتنا زیادہ جسم کا ایریا ہوگا اتنا زیادہ آگ جلائے گی اور اتنی زیادہ تکلیف ہوگی۔ اور بعض محدثین نے اس کی تشریح اور لکھی ہے، سنیئے اور دل کے کانوں سے سنیئے! ڈاکٹر لوگوں کی تحقیق یہ ہے کہ انسان کے جسم میں جو خون بنتا ہے ایک سو انیس دنوں کے بعد پہلے والا خون ختم ہو جاتا ہے اور جسم میں نیا خون بن جاتا ہے، ہر ٹشو اور ہر ذرہ جو جسم کے اندر بن رہا ہے اس کی زندگی ۱۲۰ دن ہوتی ہے۔ ایک سو بیس دن کے بعد اس کی جگہ نیا خلیہ آجاتا ہے، پھر ایک سو بیس دن کے بعد وہ ختم اور پھر اس کی جگہ نیا خلیہ آجاتا ہے، پھر ایک سو بیس دن کے بعد وہ ختم اور پھر اس کی جگہ نیا ذرہ آجاتا ہے۔ یوں سمجھیے کہ آج جو میرا جسم تھا آج سے کچھ سال پہلے یہ جسم نہیں تھا، بندہ وہی ہے مگر میرے جسم کا ہر ہر ٹشو بدل چکا ہے تو یہ گوشت نیا ہے۔ اگر ایک بندے کی عمر سو سال ہوگئی ہے تو پتہ نہیں اس سو سال میں کتنی مرتبہ اس کا جسم بدلا ہوگا، کئی سو مرتبہ جسم کا مادہ بدلا ہوگا۔ جب کئی سو مرتبہ اس کے جسم کے ٹشو بدلے تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری زندگی کے ٹشو کو اکٹھا کر کے بڑا جسم بنا دیں۔ کیونکہ اس شخص نے ان سارے ٹشوز کے ساتھ گناہ کیے تھے، اپنے اپنے زمانے میں جسم کے سارے ٹشوز نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی ہوگی ان کو سزا ملے گی اللہ تعالیٰ کے حکموں کی نافرمانی اللہ اکبر کبیرا تو اس لیے قد بڑے کر دیے جائیں گے اور بندے کو وہاں سزا ملے گی۔

جہنم کا کارڈیک وارڈ:

دنیا میں جو دل (Heart) کے مریض ہوتے ہیں ان کا وارڈ ہی علیحدہ ہوتا ہے۔ یہ (Cardiac department) امراض قلب کا وارڈ ہے۔ کیا مطلب یہاں دل کے مریضوں کو ٹریٹمنٹ دیتے ہیں، اس وارڈ میں ہر چیز کا جو مرکز ہوتا ہے وہ دل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی جہنم میں ایک ایسی ہی جگہ ہوگی اس ڈیپارٹمنٹ کا

www.besturdubooks.wordpress.com

نام ویل ہوگا۔اس ویل میں ان لوگوں کو بھیجا جائے گا جو لوگوں کا دل جلاتے ہیں۔ مثلاً کسی کا عیب ڈھونڈنا اور لوگوں کو بتانا، اس سے اس کے دل کو تکلیف ہوتی ہے تو عیب چننے والے اور عیب لوگوں کو بتانے والے عیب جو اور عیب گو ان دونوں بندوں کو اللہ تعالیٰ وہاں ڈالیں گے۔قرآن مجید میں فرمایا:

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝﴾ (همزة:١)

''ویل ہے ہر عیب چننے والے کے لیے اور لوگوں کے عیب بیان کرنے والے کے لیے۔''

اس ویل میں کیا ہوگا؟ اس ویل میں ﴿نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ﴾ ایک آگ ہوگی جسے اللہ نے جلایا ہوگا۔اس آگ میں کیا خاصیت ہوگی؟ وہ آگ کا گولہ جب اٹھے گا تو سیدھا بندے کے دل پر جا کر لگے گا، جیسے راکٹ میزائل ہوتا ہے کہ جو نشانہ باندھو سیدھا اس کے اوپر جا کر لگتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی جلائی ہوئی آگ ہوگی، اس کے انگارے راکٹ کی مانند ہوں گے اور یہ بندے کے دل کو نشانہ بنائیں گے۔اے بندے! تو جلی کٹی سناتا تھا، اب تیرا علاج یہ ہے کہ ہم بھی تیرا دل جلائیں گے۔

﴿الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ﴾ (همزة:٧)

قرآن پاک کے الفاظ ہیں کہ وہ آگ اس بندے کے دل کو چڑھ کر جلائے گی۔ پھر انسان پریشان ہوگا کہ جی میرے دل کو عذاب مل رہا ہے، ہاں تو نے لوگوں کو ستایا تھا، دل دکھائے تھے، تو ان کے لیے علیحدہ ایک جگہ بنی ہوگی۔

زکوٰۃ نہ دینے کا انجام:

اسی طرح جہنم کے اندر مختلف قسم کے عذاب ہوں گے، جو عورتیں زیور تو پہنتی ہیں مگر زکوٰۃ نہیں دیتیں، مردوں کے پاس مال تو ہوتا ہے مگر زکوٰۃ نہیں دیتے۔ اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ ان سب کے سونے چاندی کی سلاخیں بنا کر جہنم میں گرم کروائیں گے۔ کئی دفعہ ایسی بیماری ہوتی ہے کہ جی گرم پانی کا ٹکور کرو۔ اللہ تعالیٰ بھی جہنم میں ٹکور کروائیں گے وہ جو سونے چاندی کی سلاخیں ہونگی ان کو گرم کریں اور گرم کر کے:

﴿يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ﴾

''پیشانی کو داغیں گے۔''

﴿وَجُنُوْبُهُمْ﴾

''دونوں پہلوؤں کو داغیں گے۔''

﴿وَظُهُوْرُهُمْ﴾

''ان کی پیٹھ کو داغیں گے۔''

﴿هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ﴾

''یہ ہے وہ جو دنیا میں تم نے جمع کیا تھا۔''

﴿فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾ (التوبہ:۳۵)

''مزہ چکھو اس کا جو دنیا میں تم جمع کر کے رکھتے تھے''

تو اس کو یہ عذاب دیا جائے گا۔

ناجائز جنسی مزے لینے والے کا انجام:

دنیا میں کبھی تو دوائی کھانے پینے کی ہوتی ہے۔ ایک دوائی اور بھی ہوتی ہے جس کو کہتے ہیں انجکشن۔ اس سے بچے اور عورتیں بہت ڈرتی ہیں۔ اللہ کے ہاں ایک ٹریٹمنٹ (Injection) ٹیکے والی ہے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین میں یہ بات لکھی ہے کہ جہنم کے اندر اللہ تعالیٰ نے ایک غار ایسی بنائی ہوئی ہے کہ جس غار کے اندر زنا کاروں کو جو اپنی شہوت کو غلط طریقے سے پورا کرتے ہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

گے کوئی بھی غلط طریقہ استعمال کریں اور غلط طریقہ سے جنسی مزے لیں گے، اللہ تعالیٰ ان کو اس غار میں دھکیل دیں گے، اس کا دروازہ بند کر دیں گے۔ اس غار میں بچھو ہونگے اس کا قد بھی بڑا پہاڑوں جیسا اور بچھو بھی بڑے بڑے ہوں گے۔ فرمایا: ایک بچھو کے ڈنگ کی جو گانٹھیں ہوتی ہیں، ایک ایک گانٹھ سامان سے لادے ہوئے اونٹ کی جسامت کے برابر ہوگی۔ وہ بچھو اس بندے پر اس طرح چڑھ جائیں گے جس طرح شہد کی مکھیاں شہد کے چھتے پر چڑھ جاتی ہیں۔ پورا جسم ڈھانپ لیں گے، سب بچھو ایک ہی وقت میں اس کو ڈنگ لگائیں گے۔ اب یہ جو انجیکشن لگ رہے ہیں کہ تیری بیماری ایسی تھی کہ اب اس کو انجکشن کے بغیر شفا نہیں ہو سکتی تو وہ انسان کے جسم کی نس نس میں ڈنگ لگائیں گے، زہر اندر جائے گی، تکلیف ہوگی مگر کوئی اس تکلیف میں کام آنے والا نہیں ہوگا۔ انسان پکارے گا مگر پکار کا جواب دینے والا کوئی نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ سزا دیں گے کہ تو نے ناجائز جنسی مزے لیے، ایسا گناہ کیا کہ تیرے جسم کے انگ انگ نے مزے لیے تھے، آج انگ انگ کو یہ انجکشن لگا کر اندر سے روگ نکال رہے ہیں تاکہ تیرے جسم کا پور پور پاک ہو جائے اور تزکیہ حاصل ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے قطع کلامی:

پھر جہنمی کہے گا کہ مجھے طبیبِ حقیقی سے بات کرنے دیجیے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جو کافر اور مشرک ہوں گے، ہم ان سے تو بات ہی نہیں کریں گے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ (المؤمنون:۱۰۶)

''اللہ تعالیٰ قیامت میں ان سے بات ہی نہیں کریں گے''

وہ کہیں گے:

www.besturdubooks.wordpress.com

﴿ رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَالِّيْنَ ﴾ (المؤمنون:۱۰۶)

''اے ہمارے پروردگار! ہم پر ہماری کم بختی غالب آ گئی اور ہم تو بہت ہی گمراہ تھے''

﴿ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظَالِمُوْنَ ﴾ (المؤمنون:۱۰۷)

''اللہ ہمیں اس میں سے نکال دیجیے اگر ہم لوٹ کر پھر گناہ کریں پھر واقعی بڑے ظالم ہیں''

﴿قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ﴾ (المؤمنون:۱۰۸)

''پڑے رہو پھٹکارے ہوئے، آج تم مجھ سے کلام ہی نہ کرو''

جیسے کوئی بڑا ناراض ہوتا ہے تو کہتا ہے: دفع ہو جا میں تیری شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔ بالکل یہی مفہوم بنتا ہے ان آیات کا، اللہ تعالیٰ کافروں مشرکوں اور منافقوں کو فرمائیں گے: دفع ہو جاؤ! پڑے رہو! پھٹکارے ہوئے، میں تمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔ تم ایسے منحوس نامعقول تھے کہ میرے انبیا میرا پیغام تمہارے پاس لے کر آئے مگر تم نے ان کا مذاق اڑایا، میرے نیک بندے تمہارے پاس آئے لیکن تم ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ لیکن

﴿اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اٰمَنَّا﴾ (المؤمنون:۱۰۹)

میرے بندوں میں ایک گروہ تھا جو دعا کیا کرتا تھا: اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لائے تو تو ہمیں بخش دے۔

''یہ میرے ایمان والے بندے تھے، آج میرے یہ بندے خوش ہوں گے اور تمہیں تمہارے اعمال کی سزا ملے گی، چنانچہ اللہ تعالیٰ کافر، مشرک اور منافق بندے سے کلام ہی نہیں کریں گے، ان کو تو ساری زندگی ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا پڑے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

لاعلاج مریض:

دیکھیے! جب ایک آدمی ایڈز کا مریض ہے یا کینسر کا مریض ہے، اس کا علاج ہی نہیں ہے تو اس کو ہسپتال سے جانے ہی نہیں دیتے، کہتے ہیں کہ ادھر ہی رہو تمہاری بیماری کا حل نہیں ہے، تمہیں یہاں سے جانے کی اجازت ہی نہیں ہے۔

جنت میں داخلہ کی شرط:

جی ہاں یہ یاد رکھنا کہ جنت میں جانے کے لیے ان باطنی بیماریوں سے شفا پانا شرط ہے۔ یا تو دنیا میں تمام باطنی بیماریوں سے شفا حاصل کر لیں، اپنا تزکیہ کر لیں، اگر دنیا میں باطنی شفا حاصل نہیں کریں گے تو پھر جہنم میں جا کر شفا پانی پڑے گی، وہاں جا کر اپنا تزکیہ کرانا پڑے گا لیکن جنت میں کوئی باطنی بیماریوں کو لے کر نہیں جا سکتا، جنت پاکیزہ اور پاک صاف جگہ ہے، وہاں پر گناہوں کی گندگی اور غلاظت کا گزر نہیں، لہٰذا جنت میں پاک اور ستھرا ہو کر جائیں گے۔ ہر کلمہ گو ایمان والا جنت میں جائے گا مگر گناہوں سے خالی ہو کر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جنت کے بارے میں فرمایا:

﴿وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ مَنْ تَزَكّٰى﴾ (طٰہٰ:۷۶)

یہ ایک ایسی جگہ ہے کہ بدلہ ہے ان نیک بندوں کا جنہوں نے تزکیہ حاصل کیا۔ جو ستھرے ہو گئے، جنت تزکیہ والے لوگوں کی جگہ ہے دوسرا بندہ وہاں نہیں جا سکتا۔

بیمار آدمی کا داخلہ ممنوع:

آج دنیا میں بھی یہ بات سمجھ میں آتی ہے۔ ہمارے ایک نوجوان تھے ان کو ابوظہبی میں نوکری مل گئی، انجینئر تھے اور بڑے لائق تھے۔ انہوں نے شرط رکھی کہ آپ

www.besturdubooks.wordpress.com

کو ہم نوکری تب دیں گے جب آپ اپنے ٹیسٹ کروائیں، ہمارے ڈاکٹر رپورٹوں کو دیکھیں گے کہ آپ کو کوئی ایسی بیماری تو نہیں جو ہمارے ملک میں آنے والوں کے ممنوع ہو۔ چنانچہ انہوں نے اس کا چیک اپ کیا، اس کو ہیپا ٹائٹس کی بیماری نکلی۔ انہوں نے کہا: ہمارے ہاں ایسے بندے کو نہیں آنے دیتے، تعلیم کے باوجود دوسری ڈگریوں کے باوجود انہوں نے اس کو واپس کر دیا۔

آج آپ سعودی عرب حج پر جانا چاہیں تو وہ آپ سے کہیں گے کہ فلاں دو ٹیکے حج پر آنے سے پہلے لگوا کر آنا۔ تو حاجی لوگوں کو حاجی کیمپ کے اندر ٹیکے لگاتے ہیں۔ ٹیکے کیوں لگتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ یہ دو بیماریاں ایسی ہیں کہ ان کا علاج کروا کر آؤ۔ تو جیسے علاج کروانے کے بعد سعودی عرب میں داخلہ ملتا ہے بالکل اسی طرح اللہ رب العزت کی طرف سے یہی فرمان کہ اے بندو! دنیا میں علاج کروا کر آؤ اگر نہیں کروا کر آؤ گے اور کلمہ گو بھی ہوں گے تو ہم جہنم کے کیمپ میں تمہیں ٹیکے لگوائیں گے، جنت میں جانے کا موقع پھر بعد میں ملے گا۔

لمحۂ فکریہ:

اب ہم سوچیں کہ ہمارے لیے آسان راستہ کون سا ہے؟ دنیا میں ہم اپنی آسانی اور سہولت کے ساتھ اللہ کا ذکر کریں، سنت کی اتباع کریں، نیکی کریں، باطن کی بیماریوں کو دور کرنے کی کوشش کریں، مرنے کے بعد قبر کو جنت بنا دیا جائے گا، جاتے ہی سیدھا جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ یہ آسان ہے یا دنیا میں من مانیاں کرتے پھریں اور قبر کے اندر پھر ہمیں داخل کر دیا جائے اور ساری ٹریٹمنٹ دینی شروع کر دیں۔

ہم انسان تو دنیا میں دھوپ کی گرمی برداشت نہیں کر سکتے بھلا قیامت کے دن

www.besturdubooks.wordpress.com

جہنم کی گرمی کیسے برداشت کریں گے؟ ہم تو نازونعمت کے پلے ہوتے ہیں، اگر گرمی کے موسم میں بیوی ٹونٹی کا تازہ پانی لے آئے، برف نہ ڈالی ہوئی ہوتو ہمارا پینے کو دل نہیں کرتا۔ اسے کہتے ہیں ٹھنڈا پانی لا! جہنم میں تو پانی بھی نہیں ملے گا، اگر پینے کے لیے کچھ ملے گا بھی تو وہ کھولتی ہوئی پیپ اور خون۔

اے دنیا کے مشروبات پینے والے قیامت کی ان سزاؤں کو بھی یاد کر لے، دنیا کی خوشبوؤں میں معطر زندگی گزارنے والے! ذرا جہنم کے یونیفارم کی بدبو کو بھی یاد کر لے، دنیا کی محفلوں میں کھل کھلا کر ہنسنے والے! ذرا قبر کی تنہائی کو بھی یاد کر لے، جہاں انسان موت مانگے گا اس کو موت بھی نہیں دی جائے گی۔

تو اس لیے تزکیہ اختیار کرنا ہمارے لیے لازم ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمارے من کو صاف فرمادے اور جب موت کا وقت آئے تو اللہ تعالیٰ ہماری قبر کو جنت کا باغ بنادے اور اپنی حفظ وامان عطا فرمادے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن

www.besturdubooks.wordpress.com

غیبت اور ناشکری

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o
﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَ ذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرٰھِیْمَ وَ مُوْسٰی﴾ (الاعلیٰ:۱۴۔۱۹)
سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ o وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّم

انسان خیر اور شر کا مجموعہ:

اللہ رب العزت نے انسان کے اندر خیر بھی رکھی ہے اور شر بھی رکھا ہے، فرمایا:

﴿وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاھَا o فَاَلْھَمَھَا فُجُورَھَا وَتَقْوَاھَا o﴾ (الشمس:۷،۸)

''اور (قسم) انسان کی اور اس ذات کی جس نے اس کو درست کیا پھر اس میں بدکرداری اور پرہیزگاری القا کی''

اللہ رب العزت نے انسان کو خیر اور شر کا مجموعہ بنایا ہے، اور پھر دونوں راستوں کی نشاندہی فرمادی ہے۔

﴿وَھَدَیْنٰہُ النَّجْدَیْنِ o﴾ (بلد:۱۰)

''اور ہم نے اس کو دونوں راستے بتادیے''

www.besturdubooks.wordpress.com

اور ضابطہ یہ بنایا کہ جو انسان اپنے اوپر خیر کو غالب کرے گا وہ فلاح پانے والا ہو گا جو اپنے اوپر شر کو غالب کرے گا وہ برباد ہونے والا ہوگا۔

انسان کو اختیار ہے:

زندگی کا انداز انسان خود اپناتا ہے، نیکوں کی صحبت میں رہے تو طبیعت نیکی کی طرف مائل ہو جاتی ہے، غافلین کی صحبت میں رہے تو طبیعت میں غفلت چھا جاتی ہے۔ نیک سے نیک انسان بھی غافلین کی صحبت میں رہے گا تو اس کا نقصان اٹھائے گا اور غافل سے غافل انسان بھی نیکوں کی صحبت میں رہے گا تو اس کا کچھ نہ کچھ فائدہ پائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ:

اللہ رب العزت نے اپنے پیارے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو منع فرماتے ہیں کہ آپ ایسے آدمی کے پاس نہ رہیں جو ہم پر ایمان نہیں لاتا، غافل ہے، کہیں اس کا وبال آپ پر نہ آجائے۔

﴿فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدٰى﴾ (طہ:۱۶)

کہ وہ بندہ جس نے اپنی خواہش کی اتباع کی آپ اس کی صحبت نہ اختیار کرنا۔ فتـــر دی کا مطلب اور معنی بیان کرتے ہوئے دل کانپتا ہے، ایسا نہ ہو کہ آپ کو رد کر دیا جائے۔

اللہ رب العزت اتنی عظمتوں والے ہیں کہ جب جلال میں آجاتے ہیں تو پھر اس کے سامنے آنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ اپنے محبوب کو فرما دیتے ہیں کہ

﴿وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلًا٥ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا

www.besturdubooks.wordpress.com

نَصِيْرًاo﴾ (بنی اسرائیل:۷۴،۷۵)

''اور اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو آپ کچھ ان کی طرف مائل ہونے ہی والے تھے، اس وقت ہم تمہیں زندگی میں دوگنا اور مرنے پر بھی دوگنا مزا چکھاتے، پھر تم ہمارے مقابلے میں کسی کو اپنا مددگار نہ پاتے''

ہم اور آپ کس کھیت کی گاجر مولی ہیں، کیا حیثیت ہے ہماری۔ اپنے محبوب کو یوں فرما دیتے ہیں کہ آپ تھوڑا سا بھی جھکیں ان ظالموں کی طرف تو پھر دیکھنا کہ ہم کیا معاملہ کرتے ہیں؟ فرمایا:

﴿فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ﴾ (ھود:۱۱۲)

''سوائے پیغمبر! جیسا تم کو حکم ہوتا ہے اور جو تمہارے ساتھ تائب ہوئے قائم رہو''

آپ بالکل شریعت کے اوپر جمے رہیے ﴿وَمَنْ تَابَ مَعَكَ﴾ اور جو آپ کے ساتھ ایمان لائے، توبہ تائب ہوئے۔ کیا مطلب؟ کہ آپ تکلے کی طرح سیدھے رہیے۔ اللہ تعالیٰ بندے کے کس طرح بل نکالتے ہیں، سیدھا کرتے ہیں کہ تم کیسے میرے حکموں پر نہیں چلتے۔ تم توڑو میرے حکموں کو اور پھر دنیا اور آخرت کے مزے اڑاؤ۔ ہاں ہم تمہیں ڈھیل دے دیں گے تاکہ اچھی طرح تمہارے سر پر گناہوں کا بوجھ جمع ہو جائے۔ تمہارے اوپر زیادہ سے زیادہ گناہوں کی دفعات لگ سکیں، ہم اس لیے ڈھیل دیتے ہیں۔

عہد کا پاس ضروری ہے:

ہم نے کلمہ پڑھ کر اللہ رب العزت سے عہد کیا ہوا ہے اللہ تیرے حکموں کی مطابق زندگی گزاریں گے۔ اور یاد رکھنا جو نفس سے عہد کرتا ہے پھر عہد کو توڑتا ہے یہ

www.besturdubooks.wordpress.com

چیز اللہ رب العزت کی ناراضگی کا سبب بنتی ہے۔آج پوچھتے ہیں کہ جی دل پر اثر نہیں ہوتا۔آؤ نا قرآن پاک سے پوچھیں ایسی قومیں پہلے بھی گزری ہیں جنہوں نے اللہ رب العزت سے کیے ہوئے عہد کو توڑا تو نتیجہ کیا نکلا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ ﴾ (النساء:۱۵۵)

جب انہوں نے اللہ رب العزت سے کیے ہوئے عہد کو توڑا، ہم نے ان کے اوپر لعنتوں کی بارش برسائی اور ہم نے ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔تو دل سخت ہو جاتے ہیں جب انسان احکامِ الٰہی کو توڑتا ہے۔جانتا بھی ہے کہ یہ میرے پروردگار کا حکم ہے، معمولی سمجھ کر وقتی مزے کی خاطر اس حکم کو کھلونا بنالیتا ہے۔

غیبت ایک کبیرہ گناہ:

ہم میں سے کس کو نہیں پتہ کہ غیبت بری چیز ہے، کبیرہ گناہ ہے، اتنا کبیرہ کہ فرمایا:

((فَاِنَّ الْغِيْبَةَ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا)) (کنز العمال، رقم:۸۰۶۲)

''بے شک غیبت زنا سے بھی زیادہ برا کام ہے''

پھر کر رہے ہوتے ہیں، زبان قابو میں نہیں ہوتی، یہی زبان انسان کو ڈبوتی ہے۔اس لیے کہا گیا:

((جِرْمُهٗ صَغِيْرٌ وَ جُرْمُهٗ كَبِيْرٌ))

اس کی جسامت تو بڑی چھوٹی ہوتی ہے مگر اس کی آئی ہوئی آفت بڑی ہوتی ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ڈر:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ زبان کو پکڑ کے کھینچتے تھے حتیٰ کہ حاضرین محفل کو ترس آتا

www.besturdubooks.wordpress.com

اور وہ پکارتے: امیر المؤمنین! اتنا نہ کھینچیے! فرماتے: میں کیوں نہ کھینچوں یہ زبان ہی تو ہے جو بندے کے جہنم میں جانے کا سبب بنتی ہے۔

غیبت کسے کہتے ہیں:

آج ہماری زبان قینچی کی طرح چل رہی ہوتی ہے۔ مزے لینے کی خاطر ادھر ادھر کی باتیں اور جب منع کریں تو جواب ملتا ہے کہ ہم سچی بات تو کر رہے ہیں۔ بھائی سچی بات کرنے ہی کو غیبت کہتے ہیں، اگر جھوٹی ہوتی تو پھر تو بہتان کی سزا ملتی۔ کسی کی عدم موجودگی میں اس کے متعلق ایسی بات کرنا کہ اگر وہ بندہ سنے تو اس کی ناپسندیدگی ہو، اس بات کو غیبت کہتے ہیں اور اس کو حرام قرار دیا گیا۔

یہ غیبت الفاظ کے ذریعے سے بھی ہوتی ہے، مثلاً: کسی کو ٹھگنا کہا، کسی کو بے ایمان کہا، ذرا سی بات پر ذلیل کہہ دیا۔ آج یہ لفظ کہنے آسان، کل قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کھڑا کریں گے کٹہرے میں اور فرمائیں گے کہ بتاؤ تم نے فلاں کو ذلیل کیوں کہا؟ کمینہ کیوں کہا؟ بے ایمان کیوں کہا؟ ثابت کرنا پڑے گا تو اس وقت سمجھ جائیں گے کہ میں کیا کچھ بگاڑ بیٹھا ہوں۔ ہم تو زبان سے بات کرتے ہیں تو اپنے کان ہی نہیں سنتے کہ کیا کہہ رہے ہیں؟ لگے ہوتے ہیں باتیں کرنے میں۔ یہ وقت گزاری نہیں، یہ جہنم کی خریداری ہے۔ جتنی دیر بیٹھ کے باتیں کیں، وقت گزاری نہیں کی اتنی دیر جہنم کی خریداری کی ہے۔

عورتوں میں غیبت اور ناشکری کی عادت:

بالخصوص عورتوں میں دیکھا، ذرا کسی کی تعریف ہو جائے، یہ ضرور اس کی کوئی بری بات سنوا دیں گی، تعریف برداشت نہیں ہو سکتی، فقط اپنی تعریف چاہتی ہیں۔ بہو

www.besturdubooks.wordpress.com

کو دیکھو تو ساس کی غیبت، ساس کو دیکھو تو بہو کی غیبت۔ جب میں بہو تھی تو مجھے ساس اچھی نہ ملی اور جب میں ساس بنی تو مجھے بہو اچھی نہ لگی۔ اور شیطان بہکاتا ہے، عورت کی فطرت ہے بالکل نئی عورت سے تعارف ہوگا اور پانچ منٹ میں اپنے گھر کے سارے حال اس کو سنادے گی، کھایا پیا بتلا دیں گی، جو پیٹ میں ہوگا اس کی بھی خبر دے گی۔ اور بالخصوص اگر خاوند کے ساتھ تھوڑی بہت رنجش ہو تو اللہ اکبر! پھر تو غیبت اس طرح کرتی ہیں جس طرح کوئی صَرف کا طالب علم بیٹھا گردان کر رہا ہوتا ہے۔ بندے بندے کے سامنے غیبت کریں گی۔

جس عورت کے اندر دو چیزیں نہ ہوں: ایک غیبت نہ ہو اور دوسرا ناشکری نہ ہو، وہ خوش نصیب عورت ہے۔ تیس تیس سال، پچاس پچاس سال، خاوند نے حسن سلوک سے زندگی گزاری، بڑھاپا آ گیا، اب اگر کوئی ذرا سی بات ہوگئی، اس پر اس کو طعنے دیتی ہے: میں نے تیرے گھر میں آ کر دیکھا ہی کیا ہے؟ تو جو کچھ کرتا ہے اپنے بچوں کے لیے کرتا ہے، میرے لیے کچھ نہیں کرتا۔ اس نے کہا: میں تمہیں فلاں موقعے پر جوتے لے کر دیے، ہاں کیا لے کے دیا، دو لیتھڑے۔ اس نے کہا: میں نے فلاں موقعے پہ سوٹ سلوا کر دیا، کیا لے کے دیا، دو چیتھڑے۔ اس نے کہا: تیرے کہنے پر میں فلاں سیٹ اور برتن لے کر آیا، اس نے کہا: کیا لے کر آیا دو ٹھیکرے۔ سمجھتی ہیں کہ یہ انداز اپنانا ہمارا حق ہے اور کامیاب بیوی ہی وہی ہوتی ہے۔ یہ ناشکری ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: حدیث پاک میں آتا

((مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ)) (الترمذی، رقم:۱۸۷۸)

''جو انسانوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ رب العزت کا بھی شکر ادا نہیں کرسکتا''

یہ نہیں دیکھتی کہ اللہ رب العزت نے مجھے کتنی عافیت میں رکھا ہوا ہے، ہوس ہوتی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے طبیعت میں، طبیعت بھرتی ہی نہیں۔ جتنا کچھ خاوند اس کے لیے کر دے یہ اس کی اوپر کی مثالیں دیکھے گی۔ لیکن دنیا داری میں۔ اور اگر خاوند کہہ دے کہ آپ پابندی سے اشراک پڑھا کریں، یہ کہے گی کہ فلاں تو نماز ہی نہیں پڑھتی میں کیوں پڑھوں؟ دین کے معاملے میں نیچے کو دیکھے گی اور دنیا کے معاملے میں اوپر کو دیکھیں گی۔ تو طبیعت میں ناشکری ہوتی ہے اور غیبت تو ایک مشغلہ بن گیا ہے حتیٰ کہ تھوڑی دیر میں انسان اپنے لیے اتنے عذاب کو خرید لیتا ہے کہ انسان اپنے کیے ہوئے عملوں کو دوسروں پر ضائع کر دیتا ہے۔

غیبت حقوق العباد میں سے ہے:

یہ یاد رکھیے! کہ غیبت حقوق العباد میں سے ہے۔ قیامت کے دن جس کی بھی غیبت کی ہوگی، اللہ رب العزت ان حق داروں کو کہیں گے کہ تم اس کے نامۂ اعمال میں سے اپنا اجر لے لو۔ یہ وہ دن ہوگا جب لوگ ایک ایک نیکی کو ترستے پھریں گے اور ان کو موقع ملے گا کہ فلاں نے ہماری غیبت کی تھی اور اس کے نامۂ اعمال سے نیکیاں مل رہی ہیں تو وہ پھر اپنا منہ بولا ریٹ لگائے گا۔ یہ ان کو منانے کی کوشش کرے گا، وہ راضی نہیں ہوں گے، نہیں! تم نے میری غیبت کی تھی مجھے اور چاہیے اور چاہیے حتیٰ کہ ساری زندگی کے کیے ہوئے اعمال کو یہ دے بیٹھے گا، حق مانگنے والے پھر بھی مطالبے کریں گے۔

غریب کون؟

نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ سب سے زیادہ قیامت والے دن غریب کون ہوگا؟ کہنے لگے: اے اللہ کے نبی! جس کے پاس کچھ مال پیسہ نہ ہو، فرمایا: نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ ہوگا جس نے دنیا میں بڑے نیک اعمال کیے مگر زبان سے کسی کو برا کہا، کسی پر الزام لگایا، کسی کی دل آزاری کی ہوگی۔ قیامت کے دن حق دار آئیں گے اور اللہ تعالیٰ ان حق داروں کو موقع دیں گے کہ وہ اس کے نامہ اعمال میں نیکیوں کو لے لیں گے، اتنی نیکیاں لے لیں گے حتیٰ کہ نامہ اعمال خالی ہو جائے گا اور ابھی حق والے باقی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان حق والوں کے گناہوں کو لے کر اس بندے کے سر پر رکھ دیں گے۔ نیکیاں لے کر آئیں گے اور برائیوں کے انبار لے کر سر پر کھڑے ہوں گے۔ سارا کچھ کس لیے ہوگا کہ زبان کا استعمال غلط کیا ہوگا، زبان کے چسکے کی خاطر منہ کے مزے کی خاطر، اپنے سر پر عذاب کے گٹھڑ ہوں گے اور انسان اس وقت پریشان ہوگا کہ کاش دنیا میں میں نے یہ جرم نہ کیا ہوتا۔

کمانا مشکل گنوانا آسان:

یہ غیبت اشارے کنارے سے بھی ہو جاتی ہے، ہاتھ کا اشارہ کر دیا جائے پھر بھی ہو جاتی ہے تو اس سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔ اچھی محفلوں سے دلوں میں جو انوارات آتے ہیں وہ لمحوں کی غیبت کے وجہ سے زائل ہو جاتے ہیں، کمانا مشکل ہوتا ہے، گنوانا بہت آسان ہوتا ہے، اول تو عبادات کا ذخیرہ نہیں اور اوپر سے اگر غیبتیں کریں گے تو بنے گا کیا۔

آج غیبت کا مرض عام ہے:

آج غیبت کا مرض عام ہے۔ جہاں چند اساتذہ پڑھاتے ہوں ایک دوسرے کی غیبت، جہاں چند بھائی ہوں اور ان کی بیویاں گھروں میں آجائیں آپس میں غیبت، پڑوسیوں میں غیبت۔ یہ ایسی مرض ہے جو دلوں میں جدائیاں کر دیتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے اس کے اوپر بڑی کڑی سزا رکھی گئی ہے کہ یہ دلوں میں فاصلے پیدا کر دیتی ہے، ذرا سی دیر میں کسی سے دو باتیں ایسی کر دیں کہ دوسرے کے بارے میں ہمیشہ کے لیے اس کو بدگمان کر دیتی ہے۔ دل ایک دوسرے سے دور کر دیتی ہے۔

﴿وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ﴾

(البقرۃ:۲۷)

"کاٹتے ہیں ان رشتوں کو جن کو جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور زمین میں فساد مچاتے ہیں"

غیبت اور طعنہ دینے کا عذاب:

اس لیے قرآن پاک میں دو لفظ استعمال فرمائے:

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ (ھمزۃ:۱)

"ہر غیبت کرنے والے اور طعنہ دینے والے کے لیے خرابی ہے"

ھمزہ اور لمزہ یہ دو لفظ ہیں، دونوں کو یاد رکھیے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم میں یہ دونوں برائیاں موجود ہوں۔ ایک ہوتا ہے عیب جو، عیب تلاش کرنے والا، اور ایک ہوتا ہے عیب گو عیب کے متعلق باتیں کرنے والا۔ عیب جو ہونا اور عیب گو ہونا یہ دو علیحدہ علیحدہ بیماریاں ہیں۔ اور بعض لوگوں میں یہ دونوں بیماریاں ہوتی ہیں، وہ عیب جو بھی ہوتے ہیں اور عیب گو بھی ہوتے ہیں اسی لیے **ھمزۃ لمزۃ** دو لفظ استعمال کیے۔ اب قیامت کے دن ایسے بندے کے لیے، جو عیب گو ہوگا اور عیب جو ہوگا کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ جہنم کے اندر ایک خاص جگہ بنائیں گے جس کو **ھَاوِیَۃ** کہتے ہیں۔ اس کے اندر آگ کے ستون ہوں گے، اس بندے کو زنجیروں کے ساتھ ان ستونوں کے ساتھ باندھ دیا جائے گا اور پھر آگ کے انگارے ہوں گے، اور وہ آگ کے انگارے جیسے

www.besturdubooks.wordpress.com

شرلی پھینکتے ہیں اور وہ دور جاتی ہے اور پھٹ جاتی ہے اسی طرح سے وہ آگ کے انگارے اٹھیں گے اور سب کے سب اس کے دل کے اوپر آ کے لگیں گے جیسے مزائل مارتے ہیں۔ یوں سمجھیے کہ جہنم کی آگ میں سے آگ کے بنے ہوئے مزائل چلیں گے اور اس کے دل کو نشانہ بنائیں گے۔ نَارُ اللّٰهِ یہ اللہ کی بنائی ہوئی آگ ہوگی، اللہ نے سپیشل بنائی ہوگی تم لوگوں کے دلوں کو جلاتے تھے آؤ تمہارا انتظار ہے۔ یہ آگ بنی ہی اسی لیے ہے۔

﴿الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ﴾ (ھمزۃ:۷)

''وہ آگ جو انسان کے دلوں کو جلائے گی''

باقی جسم کی بات نہیں کی دل کی بات کی۔ تم لوگوں کے دلوں کو جلاتے تھے، ہم جہنم میں تمہارے دلوں پر نشانہ لگائیں گے۔ تو یاد رکھیے! کہ زبان سے جو بھی غیبت کا فقرہ نکل رہا ہے، ہر فقرے کے بدلے آگ کا کوئی نہ کوئی ایک شرارہ ہمارے دل کو آکے جلائے گا۔ ہم کسی کی غیبت نہیں کر رہے، ہم اپنے لیے ان شراروں کو جمع کر رہے ہیں، ان انگاروں کو جمع کر رہے ہیں۔ تو آج غیبت کرنی آسان کل اس کا عذاب برداشت کرنا مشکل کام۔

آج تو صوفہ سیٹ پر بیٹھ کر، چائے پیتے ہوئے مزہ آتا ہے نا! تبصرہ (Coments) کسی کے بارے میں دینا اچھا لگتا ہے۔ مثلاً خاوند نے کہا کہ نماز پڑھا کرو تو آگے سے جواب دیا کہ آپ کی بہن تو پڑھتی نہیں، اب یہ جو آپ نے کہا کہ میں تو نماز پڑھتی نہیں۔ اسی طرح کئی لوگ تو بیٹھے ہوئے حکومتی جماعت اور دوسری جماعت کے تذکرے چھیڑ دیتے ہیں، فلاں شریف نے یہ کہا، فلاں فلاں نے یہ کہا، اتنی غیبت کریں گے! اتنی غیبت کریں گے کہ پتہ نہیں کتنے بڑے گٹھڑ اپنے سر پر رکھیں

www.besturdubooks.wordpress.com

گے۔ نہ واسطہ نہ تعلق، نہ تم حکومت میں، نہ تم اس کی مخالفت میں۔ ارے اپنے گھر کی دال روٹی بنانے والی عورت! تو بیٹھ کر ایسی بڑی بڑی باتیں کر رہی ہے، فلاں نے یہ کر دیا، فلاں نے یہ کر دیا۔ سوچو! اس کا کل جواب بھی دینا ہے اور ایک دن اللہ رب العزت اس کا بدلہ دلوائیں گے، جب پروردگار بدلہ دلوائیں گے تو بنے گا کیا؟

غیبت مردار گوشت کھانے کی مانند ہے:

اس لیے فرمایا: غیبت کرنے کی مثال ایسے ہے جیسے انسان کسی مردار کا گوشت کھا رہا ہو۔ مدینہ میں دو عورتوں نے روزہ رکھا پھر بیٹھ کر ایک دوسرے کی باتیں کرتی رہیں، چنانچہ بہت روزہ لگا۔ لوگ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ جی ان کو اتنا روزہ لگا ہے کہ مرنے کے قریب ہو گئیں تو کیا وہ افطار کر سکتی ہیں؟ فرمایا: انہوں نے تو پہلے ہی روزہ توڑ لیا ہے، پوچھا کہ جی وہ کیسے؟ فرمایا: کلی کرو! اور یہ معجزہ تھا نبی علیہ السلام کا۔ جب ان کی کلی کروائی گئی تو ان کے منہ سے گوشت کے ٹکڑے نکلے۔ اللہ کے نبی یہ کیا؟ فرمایا:

﴿اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ﴾ (حجرات:۱۲)

یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے کہ بھائی کے مردہ گوشت کو انسان کھائے، اب مردار کا گوشت کھانا آسان ہوتا ہے؟ یہ جہاں جو بیٹھی غیبت کر رہی ہے اس کے سامنے کسی مردار کا گوشت لاؤ نا پھر دیکھو کتنی کراہت ہوتی ہے! کمرے میں چوہا مر کے گل سڑ جائے تو وہ کمرے میں نہیں جاتی، گلی میں گدھا مرا ہو تو ادھر سے گزرتی نہیں کہ بو آتی ہے اور قیامت کے دن مردار کے گوشت کو کھائے گی جو بدبوؤں سے بھرا ہوگا۔ آج ذائقہ دار سالن اچھا نہیں لگتا اور قیامت کے دن مردار کا گوشت چبانا پڑے گا تو پھر نزاکتیں کدھر جائیں گی؟ ایک کلاس میں پڑھنے والی طالبات اور ایک کلاس میں

www.besturdubooks.wordpress.com

پڑھنے والے طلبا ایک دوسرے کی غیبتیں کرتے رہتے ہیں۔ جہاں مل کر رہنے کا موقعہ ملا وہیں غیبت۔ بھائی! کیوں کسی تیسرے کے بارے میں زبان سے بات نکالتے ہو؟

شریعت میں مومن کی تکریم:

شریعت نے مومن کے اکرام کی خاطر اس کی عزت کو محفوظ رکھا، غیبت کو اس لیے منع کیا تاکہ کوئی بھی دو بندے آپس میں مل کر بیٹھیں تو تیسرے کے دل میں بدگمانی نہ ہو کہ یہ میرے بارے میں غیبت کر رہے ہیں۔ تم دو مل کر اپنی جو باتیں کرنا چاہو کرو تم تیسرے کی بات نہیں کر سکتے۔ تو کسی کے دل میں بدگمانی پیدا ہی نہیں ہوگی کہ وہ بیٹھے ہوئے کیا کر رہے ہوں گے، جو کر رہے ہوں گے اپنا ہی کچھ کر رہے ہوں گے، میرے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ تو یہ مومن کی تکریم ہے، مومن کا وقار ہے اللہ رب العزت کے ہاں کہ اس کی غیبت کو اللہ رب العزت نے حرام کر دیا۔ یہ اس کی عزت کی حفاظت ہے۔ جرأت ہو تو آدمی جس کے اندر غلطی ہے اس کو جا کر خود بتا دے جی آپ اپنی غلطی کی اصلاح کر لیں۔ مگر اس کی اجازت نہیں کہ دو انسان بیٹھ کر تبصرے کریں اور اپنا وقت گزاریں۔

قیامت کے دن کی ہولناکی:

قیامت کا دن انسان پر بڑا بھاری دن ہوگا، جس دن دودھ پلانے والیاں اپنے دودھ پینے والے کو بھول جائیں گی۔

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ﴾ (الحج:۱)

''اے لوگو! اللہ سے ڈرو بے شک قیامت بہت بڑی چیز ہے''

اللہ تعالیٰ نے اس کو شیء عظیم کہا اور یاد رکھنا! بڑے جب کسی کو بڑا کہیں وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

چیز بہت بڑی ہوا کرتی ہے۔

﴿ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسُ سَكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ﴾ (الحج:۲)

اس دن ایسی وحشت ہوگی حمل والیاں اپنے حمل کو بھلا بیٹھیں گی، انسان ایسے ہوگا جیسے یہ بیہوشی کے عالم میں ہے، وہ بیہوشی نہیں ہوگی وہ اس دن کی وحشت ہوگی کہ رب کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔

آج ذرا سی بات پر انسان کانپنے لگ جاتا ہے، قیامت کا دن تو وہ دن ہوگا جب اللہ تعالیٰ سچوں کو بلائیں گے۔ سنیے اور دل کے کانوں سے سنیے! جس دن اللہ تعالیٰ سچوں کو بلائیں گے اور سچوں سے بھی ان کی سچائی کے بارے میں پوچھیں گے، قرآن عظیم الشان!

﴿ لِيَسْئَلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ﴾ (الاحزاب:۸)

''اس دن سچوں سے ہم ان کی سچائی کے بارے میں پوچھیں گے''

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ کھڑے رو رہے تھے۔ کسی نے دیکھا تو وہ کہہ رہے تھے اے اللہ! جن کو آپ نے قرآن پاک میں خود سچا کہا، پھر فرما رہے ہیں کہ ہم ان سچوں سے بھی ان کی سچائی کے بارے میں پوچھیں گے، پروردگار تو پھر ہم جیسے جھوٹوں کا کیا حال ہوگا؟ جب سچوں سے بھی ان کی سچائی کے بارے میں آپ پوچھیں گے۔ تو پھر ہم جیسے جھوٹوں کا کیا ہوگا؟

غیبت کی معافی کیسے ہو؟

اور غیبت کی معافی بھی فقط مصلے پر بیٹھے نہیں ملتی کہ کوئی مصلے پر بیٹھ کر توبہ کر لیں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ معاف ہو گیا۔ کہا: نہیں! غیبت کا گناہ اس حق والے سے بخشوانا پڑتا ہے، معافی مانگنی پڑتی ہے۔ کوئی ایک مصیبت ہے، چلو بھائی! آج ہمیں احساس ہوا، ہم توبہ کرتے ہیں۔ جن جن کی غیبت کی ان ان سے معافی مانگ کر دنیا میں بخشوانا پڑے گا، ورنہ قیامت کے دن وہ حق دار ہوں گے۔ سوچیں ہم نے کہاں کہاں جان پھنسائی ہوئی ہے۔ کیا گھر کی عورتیں جا کر معافی مانگ سکتی ہیں؟ نواز شریف سے یا فلاں سے یا فلاں سے۔ اور کتنوں کی غیبت کی ہوتی ہے۔ کہتے ہیں نام لیا ہے صرف سمجھانے کی غرض سے اور حقوق العباد اگر سر کے اوپر ہوں گے تو پھر کیسے قیامت کے دن بخشے جائیں گے؟ اسی لیے کہا:

﴿وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ (ال عمران:۱۱۷)

''اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا، یہ اپنی جانوں پہ خود ظلم کرتے ہیں''

اس میں اصول یہ ہے کہ آدمی کسی تیسرے بندے کا تذکرہ کرنا ہی چھوڑ دے۔

غیبت سے بچاؤ کے طریقے:

اور اس میں ایک عجیب بات یہ کہ جس طرح غیبت کرنا کبیرہ گناہ ہے، غیبت کا سننا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ اب اگر کرنے والے نہیں ہوں گے تو سننے والے بھی نہیں ہوں گے۔ اس سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی بندہ ایسی ناپسندیدہ بات کر رہا ہے جو آپ پسند نہیں کرتیں تو آپ آرام سے کہہ دیجیے کہ یہ بات تو ٹھیک نہیں۔ اور اگر محسوس کرتے ہیں کہ اگر ایسا کہیں گے تو الٹا یہ بھی ناراض ہو جائے گا تو علما نے لکھا کہ جس کی غیبت کی جا رہی ہے آپ اس کے بارے میں کوئی بھی اچھی بات کر دیں۔ اگر آپ نے کوئی اچھی بات اس کے بارے میں کر دی تو آپ غیبت سننے والوں میں نہیں ہوں گے کیونکہ آپ نے تردید کر دی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بالفرض مثلاً کسی کی بڑی غیبت کی گئی اور آپ کا دل کہہ رہا ہے کہ باتیں تو سچی کر رہی ہے۔ تو آپ جواب میں کہتی ہیں کہ ہے تو بڑی ذہین، یا ایسی ہی کوئی خوبی بیان کر دی، ہے تو بڑی سمجھدار، تو آپ نے تعریفی جملہ کہہ دیا تو آپ سننے والوں میں شامل نہیں رہیں گی۔ ایک گھنٹے کی اس کی غیبت ایک فقرے کے ساتھ ختم ہو جائے گی، آپ پر وبال نہیں۔ آپ کہیں کہ ہے تو بڑا سمجھدار، ہے تو بڑا پڑھا لکھا، ہم نے تو دیکھا پانچوں نمازیں پڑھتا ہے، بہت اچھا ہے، ملنسار ہے، ایسے ہی کوئی نہ کوئی ایک خوبی ایسی بیان کر دیں تو اس خوبی کے بیان کرنے سے آپ غیبت سننے والوں میں شامل نہیں ہوں گے۔

ایک یہ بھی صورت ہے غیبت سے بچنے کی کہ کسی نے کسی کے بارے میں بہت کچھ کہا، آپ کہتے ہیں کہ جی حقیقت حال تو اللہ پاک بہتر جانتا ہے، ویسے ہماری نظر میں تو اچھا آدمی ہے۔ اچھا آپ کا تجربہ یہ ہے، میرا تجربہ تو یہ ہے کہ میرے ساتھ تو بہت اچھا ہے۔ تو کوئی نہ کوئی ایسی بات کر دیں جس سے اس کا رد ہو جائے اور اس رد کی وجہ سے آپ غیبت سننے والوں میں شامل نہیں ہوں گے۔

اور غیبت سننے سے تو اس طرح ڈریں جس طرح کوئی آدمی کسی شیر کے قریب جانے سے ڈرتا ہے۔ کیوں ڈرتا ہے؟ پتہ ہے کہ یہ میرے گلے پڑ جائے گا۔ اسی طرح جس بندے کی غیبت کی جا رہی ہے یہ بندہ قیامت کے دن گلے پڑ جائے گا، نیکیوں پر مسلط کر دیا جائے گا۔ اور جب تک وہ مطمئن نہیں ہوگا اس کا حق باقی رہے گا۔

صالحین کا شعار:

اور یہ ہمارے سلف صالحین کے اخلاق رہے ہیں کہ وہ غیبت سے بہت دور رہتے تھے۔ ایک لفظ زبان پہ ایسا نہیں لاتے تھے جو کسی کے لیے ناگواری کا سبب

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ حتی کہ اگر کسی بندے کو کہنا ہوتا اور وہ موٹا ہے تو اس کی پیٹھ پیچھے اس کو موٹا بھی نہیں کہتے تھے کہ لوگ موٹا کہنے سے بھی ناراض ہوتے ہیں۔ کیا کہتے ہیں؟ اس کی بات کر کے کہتے ہیں کہ وہ جو صحت مند آدمی ہے۔ اس لیے کہ صحت مند کا لفظ سن کے ہر بندہ خوش ہوتا ہے۔ اتنی احتیاط کرتے تھے گفت و شنید میں کہ موٹے آدمی کو بات کرتے ہوئے موٹا بھی نہیں کہتے تھے کہیں برا نہ مانے۔ اگر آپ بات کرتے ہوئے کوئی ایسی بات کر گئیں جو کسی کی غیبت ہے اور احساس ہوا اسی وقت اس کی کوئی اچھی بات کہہ دیں گویا اپنی بات کہی ہوئی کی خود ہی نفی کر دی۔

اگر براہ راست معافی نہ ہو سکے تو ازالے کی صورت:

◉......اور اگر ایسے لوگوں کی غیبت کی جو دنیا میں سے چلے گئے تو پھر کیا ہوگا؟ علما نے اس کا بھی حل لکھا، فرمایا: ایک تو ان کی بخشش کی مغفرت کی دعائیں کرو اور دوسران کی طرف سے کچھ مال پیسہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور دل میں یہ نیت کرو کہ اللہ! اس صدقہ کا ثواب اپنی رحمت سے اپنے فضل سے اتنا فرما دینا کہ قیامت کے دن جتنے حق مانگنے والے ہوں گے ان کے لیے یہ ثواب کافی ہو جائے۔ تو کچھ نہ کچھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں بھی خرچ کرے، مسجد میں، مدرسے میں، نیک غربا میں اور اس نیت سے کرے کہ اس کا ثواب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حق والوں کو جن کے حقوق میں نے دینے ہیں ان کو دلوائے۔ اور آئندہ کے لیے غیبت سے سچی توبہ کرے۔

◉......اگر جن کی غیبت ہو چکی اور ان تک پہنچ نہیں ہو سکتی تو پھر اس کا بھی یہی طریقہ ہے۔ مثلاً ایک مرد نے ہمسائے کی ایک عورت کی غیبت کی، اب اس سے معافی بھی نہیں مانگ سکتا، عورت نے مرد کی غیبت کی وہ اس سے معافی بھی نہیں مانگ سکتی، یا وہ آدمی فوت ہو گیا یا دور چلا گیا، یا اگر معافی بھی مانگنا چاہیں مگر اس کو تلاش بھی نہیں کر

www.besturdubooks.wordpress.com

سکتے۔ ان سب صورتوں کا یہی ایک طریقہ ہے کہ آپ دعائیں مانگیں، اللہ ان کے درجات کو بڑھائیں۔ آپ کی دعاؤں کی وجہ سے اگر اللہ اس کے درجات کو بڑھائیں گے تو قیامت کے دن وہ آپ کے حقوق معاف کردے گا۔

⊙......اور دوسرا یہ کہ ان کی طرف سے کوئی نیکی کریں، اچھا خرچ کریں، کوئی نیکی کریں تا کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت اپنی رحمت سے اس کا اجر دے دے۔

⊙......اور غیبت کی معافی مانگنے کا بھی ایک طریقہ ہوتا ہے، مثال کے طور پر: آپ نے کسی کی غیبت کی، مثلاً بھائی نے بھائی کی غیبت کی۔ اب اگر یہ جا کر کہے گا جی میں نے آپ کی غیبت کی تو پہلے سے زیادہ کام خراب ہو جائے گا کہ پہلے تو چلو بول چال تھی، اب تو پکی دشمنی ہو جائے گی۔ تو یوں نہیں کہنا ہوتا کہ جی میں نے آپ کی غیبت کی، بلکہ جائیں محبت پیار کے تعلق سے اور معافی یوں مانگیں کہ جی انسان ہیں، ایک دوسرے کے اوپر حقوق آتے ہیں، اگر آپ کے میرے اوپر کوئی حقوق آتے ہوں تو آپ معاف کر دیں۔ بس یوں پیار والی بات کریں۔ وہ آپ کی بات سن کر کہہ دے گا میں معاف کرتا ہوں یوں آپ کے سر سے اس کا بوجھ اتر جائے گا۔

حضرت شبلی نے حقوق کیسے معاف کرائے؟

یہ کسی کے حقوق کا بوجھ سر پر ہونا کوئی معمولی بات نہیں ہوتی۔ جب یہ ادا کرنے پڑتے ہیں تو پھر پتہ چلتا ہے۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نہاوند کے علاقے کے بادشاہ اور حاکم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو توبہ کی توفیق دی تو دنیا کی بادشاہت سے ان کا دل اچاٹ ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی تمنا لے کر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت جنید بغدادی نے انہیں کہا کہ دیکھیں ! اللہ کی ولایت کی نعمت اس وقت تک نہیں مل سکتی جب تک لوگوں کے حقوق بندے پر باقی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوں اس لیے آپ جائیں اور پہلے لوگوں سے حقوق معاف کروا کر آئیں۔ حضرت شبلی میں طلب سچی تھی، چنانچہ حقوق معاف کروانے کے لیے واپس چل پڑے۔

نہاوند کے علاقے کے قریب پہنچے، اب ان کو احساس ہوا کہ میں جہاں حاکم بن کر رہا، اب میں وہاں کے لوگوں سے معافی مانگنے جا رہا ہوں۔ جیسے ہی شہر میں داخل ہوئے، چند نوجوان کھڑے تھے، انہوں نے دیکھ لیا۔ کہنے لگے: یہی وہ مینٹل کیس ہے جو بادشاہ تھا، اب اس نے بادشاہت چھوڑ دی۔ سو ایک نے پکڑا، دوسرے نے بال کھینچے، تیسرے نے کپڑے۔ انہوں نے وہ گت بنائی کہ الامان والحفیظ۔ جب جان چھوٹی تو اب پہلے کے پاس گئے، کسی نے معاف کر دیا، کسی نے اپنے دل کی بھڑاس نکالی، کسی نے مار پیٹ کر لی، کسی نے کہا: اچھا میں تب معاف کروں گا کہ اتنی دیر دھوپ میں کھڑے رہو۔ کسی نے کہا کہ جی میرے گھر کی دیوار تعمیر ہو رہی ہے تم مزدوروں کے ساتھ اتنے دن مزدوری کرو تب معاف کروں گا۔ تین سال لگ گئے ان لوگوں سے ان کے حقوق کی معافی مانگنے میں۔ جو لوگ فوت ہو گئے تھے، ان کے ورثا تھے ان سے بھی معافی مانگی۔ حتی کہ تین سال میں کوئی بندہ ایسا نہ تھا ان کے ذہن میں کہ جس کا انہوں نے حق دینا ہو۔ اس کے بعد حضرت جنید بغدادی کے پاس آئے تو چند دنوں کی توجہات نے ان کو حضرت شبلی بنا دیا۔

اب اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہمیں بھی یہ نعمت ملے تو بیٹھیں اور اپنی فہرستیں بنائیں۔ ایک دن لگے دو دن لگیں جتنے دن لگیں۔ سوچیں! میں نے کس کس کی غیبتیں کیں، کس کس کے حقوق پامال کیے، کس کو دینا ہے کس کا بوجھ میرے سر پر ہے، ساری تفصیل لکھیں اور اس سے معافی مانگیں۔ جب اس سے ہم جان چھڑا لیں گے تو پھر دیکھیے اللہ رب العزت کی طرف ہم دوڑے ہوئے جائیں گے۔ یہ پاؤں کی زنجیریں ہیں، یہ آگے چلنے نہیں دیتیں پھنسے ہوتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ناحق کھجور سے رتبہ ابدال میں رکاوٹ:

حقوق العباد کا کتنا اثر ہوتا ہے، ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سردیوں کی لمبی رات مسجد میں آئے، نفلیں پڑھ پڑھ کر تھک گئے، بستر نہیں تھا، صف بچھی ہوئی تھی تو صف کے کنارے پر سوئے اور لپٹنا شروع کر دیا اور اپنے اوپر صف کو لپیٹ لیا۔ صف کے اندر لپٹے پڑے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ کمرے کے اندر ایک روشنی ہوئی اور کچھ بڑے منور چہرے والے لوگ اندر داخل ہوئے اور انہوں نے اپنی محفل لگائی، اپنا حلقہ لگایا۔ جب کچھ آپس میں بات چیت کرنے لگے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ یہاں ہمیں کوئی غیر بھی نظر آتا ہے۔ تو جوان کا امیر تھا کہنے لگا: ہاں یہ ادھم کا بچہ پڑا ہے اور یہ بھی ولی بننا چاہتا ہے اور یہ کیسے ولی بن سکتا ہے جب کہ اس نے فلاں بندے کی کھجور کو بغیر اجازت کے اٹھا کر کھایا ہوا ہے، یہ کیسے ولی بن سکتا ہے؟ یہ کہہ کر چلے گئے۔ ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ اوہو! میں نے کھجوریں خریدی تھیں، جب چلنے لگا تو ایک کھجور پاؤں کے قریب گری پڑی تھی میں نے گمان کر لیا کہ میرے حصے سے گری ہے حالانکہ وہ تو دکان دار کے حصے میں سے گری تھی تو اس طرح کھجور کھا لینے سے میں کسی کی چیز بغیر اجازت استعمال کرنے کے گناہ سے مرتکب ہو گیا۔ فرماتے ہیں کہ اگلا دن ہوا میں نے جا کر اس سے معافی مانگ لی، جیسے ہی میں نے معافی مانگی، اللہ رب العزت نے اسی وقت مجھے ابدال کا رتبہ عطا فرما دیا۔ ایک کھجور کھانے کی وجہ ابدال کا جو رتبہ ملنا تھا وہ رک گیا۔

بلا اجازت مٹی لینے کا وبال:

ایک صاحب فوت ہوئے، کسی نے خواب میں دیکھا، کہا: سنایئے کیا بنا؟ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

نے کہا کہ کیا بتاؤں؟ ایک کام ایسا جس کو میں معمولی سمجھتا تھا مگر پروردگار نے اس پر میری پکڑ کر دی۔ اس نے کہا: وہ کیا؟ اس نے کہا: میں اپنے گھر میں اپنی حاجت ضروریہ سے فارغ ہوتا تھا، بیت الخلا سے باہر نکلتا تھا تو اپنے ہاتھ کو دھونے کے لیے مجھے مٹی کی ضرورت ہوتی تھی، اس زمانے میں صابن نہیں ہوتے تھے، مٹی سے ہاتھ دھو لیتے تھے، کہنے لگے کہ میں ہمسائے کی دیوار کے ساتھ اپنا ہاتھ لگا کر مٹی لیتا تھا اور میں نے اس سے اجازت نہیں لی تھی۔ مجھ سے کہا گیا کہ تو بغیر اجازت ہمسائے کی دیوار سے مٹی کیوں لیتا تھا؟ ہم تمہارے اس ہاتھ کو سزا دیں گے، اب میرے ہاتھ کو جہنم کی آگ میں ڈالا جاتا ہے، اس کی تکلیف پورے جسم میں محسوس کرتا ہوں ہاتھ کو جلایا جاتا ہے کہ تم ہمسائے کی دیوار کی مٹی بغیر اجازت کے کیوں لیتے تھے؟

فقیہ ابواللیث سمرقندی کا تقوی:

فقیہ ابواللیث سمرقندی سفر پر نکلے تو جتنا ان کا سامان تھا تو ان سے چار گنا زیادہ سامان مٹی کے ڈھیلے تھے۔ کسی نے کہا کہ حضرت! اتنا آپ کا سامان نہیں جتنا مٹی کے ڈھیلے ہیں، ان کا کیا کریں گے؟ تو فرمایا: طہارت کے لیے لینے پڑیں گے، میں نہیں چاہتا کہ کسی آدمی کی اجازت کے بغیر اس کے کھیت میں سے مٹی کا ایک ڈھیلہ بھی لے لوں۔ حالانکہ فتوے سے اجازت مل جاتی مگر تقویٰ اور چیز ہے، اتنی احتیاط!

اور ہم کیا کرتے ہیں؟ ہم تھوڑی دیر میں بیٹھتے ہیں، پتہ نہیں کدھر کا معاملہ کدھر اور کہاں کی بات کہاں پہنچا دیتے ہیں؟ ایک ذرا چھیڑیے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے؟ ایسے لگتا ہے جیسے تیار بیٹھے ہوتے ہیں زبان نکلی اور بات کرنی شروع۔

جیسی کرنی ویسی بھرنی نہ مانے تو کر کے دیکھ
جنت بھی ہے دوزخ بھی ہے نہ مانے تو مر کے دیکھ

www.besturdubooks.wordpress.com

دیکھیں آج جو کچھ کر رہیں ہیں کل اس کا جواب دینا ہوگا، اسی لیے فرمایا:

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا﴾ (حجرات:۱۲)

"تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے"

ناشکری سے اللہ کی دوری

اور ایک ناشکری۔ اللہ رب عزت نے جو بھی نعمتیں دی ہوئی ہیں ان کا شکر ادا کریں، ان پر راضی رہیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ان کی قوم نے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی! ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ اللہ ہم سے راضی ہے یا ناراض؟ تو وہ طور پر حاضر ہوئے اور سوال پوچھا، فرمایا: میرے کلیم! جا کرامت کو بتا دو کہ تم اپنے دلوں میں جھانک کے دیکھو! اگر تم اپنے دل میں مجھ سے راضی ہو تو میں تم سے راضی ہوں، اگر تمہیں مجھ سے شکایت ہے تو مجھے تم سے شکایت ہے۔ اور آج دیکھو تو ہم میں سے ہر بندے کو شکایتیں ہیں کہ ہمیں یہ نہ دیا وہ نہ دیا۔

اس لیے حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ رب العزت دنیا میں جن بندوں کو تھوڑا رزق دیں گے اور وہ بندہ اس تھوڑے رزق پر اللہ سے راضی ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس بندے کے تھوڑے عملوں پر راضی ہو جائے گا۔ تو میرے تھوڑے دیے ہوئے رزق پر راضی ہو گیا تھا میں تیرے تھوڑے عملوں پر راضی ہو جاؤں گا۔

اوقات کو نہ بھولیں:

تو ہم اللہ رب العزت کا شکریہ ادا کیا کریں اور ایک چیز یاد رکھیں! اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کو یاد رکھیں اور اپنی اوقات کو نہ بھولیں۔ یہ باتیں کب ہوتی ہیں؟ جب بندہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنی اوقات کو بھول جاتا ہے۔ جب اپنی اوقات کو بھول جاتا ہے تو تب یہ باتیں کرتا ہے اور اسے نہیں پتہ کہ میں جو زبان سے ایسی بات نکال رہا ہوں اگر اس کا وبال میرے اوپر پڑا تو بنے گا کیا؟ قرآن عظیم الشان:

﴿یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُكُمْ عَلٰی اَنْفُسِكُمْ﴾ (یونس:۲۳)

''اے انسانو! تمہاری بغاوتیں تمہاری اپنی جانوں پر''

جو گناہ کرتے ہو اس کا وبال اسی پر لوٹتا ہے۔ کسی کا کچھ نہیں برا کر رہے ہوتے۔ اپنے ہی آپ کو عذاب کے اندر دھکیل رہے ہوتے ہیں تو اس کے اثرات بھی اپنے اوپر۔ بڑا بول نہ بولیں کہ اللہ رب العزت کو بڑا بول بڑا ہی ناپسند ہوتا ہے۔

ناشکری کا عبرتناک انجام:

آپ کو ایک آفیسر کی بات سناؤں، کوٹھی خریدی، قریب مسجد تھی، فجر کی اذان ہوئی، آنکھ کھل گئی۔ اگلے دن مؤذن کو بلا کر کہہ دیا کہ فجر کی اذان سپیکر میں نہ دیا کرو! میری نیند میں خلل آتا ہے۔ اس نے کہا کہ جی بوڑھے لوگ جن کو گھڑی پر وقت نہیں دیکھنا آتا، گھڑیاں نہیں ہوتیں وہ تو آذان کی آواز سن کے ہی مسجد میں آتے ہیں نماز پڑھنے۔ آپ بھی جلدی اٹھ جائیں تو صبح کی سیر کیا کریں۔ کہنے لگا: میرے آگے باتیں بناتے ہو، خبردار جو تو نے اذان دی۔ اس نے اگلے دن پھر اذان دے دی۔ اب جب اس کی ملاقات ہوئی تو اس نے اس کو تھپڑ مار دیا کہ میں نے کہا نہیں تھا کہ اذان نہیں دینی۔ اب جب اس نے تھپڑ مارا، اللہ رب العزت کی طرف سے پکڑ آ گئی۔ سب سے پہلا کام کیا ہوا کہ دونوں ہاتھوں پر فالج گرا، ہاتھ نہیں لکھ سکتے، دفتر والوں نے چھٹی کرا دی۔ وہ جو آمدنی آتی تھی رشوت کی اور پتہ نہیں کیا کیا، وہ ختم ہو گیا، گھر بیٹھ گئے۔ اب جب گھر بیٹھ گیا تو شاہانہ مزاج تھا، ہر وقت بیوی کو جلی کٹی

www.besturdubooks.wordpress.com

سنا تا۔ بیوی بیچاری خدمت کرتی، کھانا کھلاتی، کپڑے بدلواتی، کیا کیا کرتی لیکن ادھر سے گالیاں سنتی۔ کچھ عرصے کے بعد تنگ آ گئی، اس نے کہا: اچھا میں تو اپنے میکے جا رہی ہوں۔ بھائی کو خط لکھا کہ میں اس وقت بے سہارہ ہوں آپ مجھے اپنے پاس لے جائیں۔ بھائی لینے آ گیا، اس نے بچوں کو لیا اور چلی گئی۔اس دوران اس پر دوسرا فالج کا اٹیک ہوا۔ دونوں ٹانگیں بھی سینے کے ساتھ لگ گئیں۔ اب زندہ لاش نہ ہاتھ ملتے ہیں، نہ ٹانگیں ہلتی ہیں، بھائی کے گھر پہنچ گیا۔ اب کون کیسے خدمت کرے؟ نہ کھا سکتا ہے، نہ پی سکتا ہے، نہ اپنی ضروریات کے لیے ہاتھ ہلا سکتا ہے۔کون اس کو دھلوائے؟ کون بچوں کی طرح اس کی نجاست دھوئے؟ کون کپڑے بدلوائے؟ بھائی کے بیوی بچے بھی چند دن میں تنگ آ گئے؟ کہ جی ہم سے تو نہیں ہوتا یہ کام۔ پھر ایک دن کسی بات پر یہ بھائی کی بیوی سے بھی ناراض ہو گیا۔کوئی سخت بات کہہ دی اس کی زبان قابو میں نہیں تھی۔ جب اس کو کوئی گالی دے دی نا تو بھائی نے کہا کہ بجائے اس کے کہ میرا رشتہ بیوی سے خراب ہو، اب بھائی نے اپنے بیٹوں کے ساتھ مل کر گرمیوں کا موسم، غصے میں آ کر چار پائی اٹھائی اور باہر سڑک کے کنارے ڈال دیا۔ اب نو دس بجے سورج کی ذرا دھوپ ہوئی تو پسینہ آ رہا ہے، اب پیاس لگی، بھوک لگی، کھایا پیا کچھ نہیں تھا۔ اب رو رہا ہے کہ کوئی مجھے کھانے کو کچھ دے دے۔ اگلے دن سے فاقہ تھا، ایک آدمی نے گزرتے ہوئے دو روپے دیے، اس نے کہا: میں دو روپے نہیں لیتا مجھے تو روٹی دے، بھوک لگی ہے۔اس نے جا کر روٹی لائی۔ اس نے کہا: لے کھا لے۔ اس نے کہا کہ میرے ہاتھ ہی کام نہیں کرتے۔ اس نے کہا: میرے پاس اتنا وقت نہیں میں تو جا رہا ہوں۔ پھر رو رہا ہے، منت سماجت کر رہا ہے کہ مجھے روٹی کھلا دے، اس نے کہا: میرے پاس وقت نہیں ہے میں جا رہا ہوں۔ کہنے لگا: پھر روٹی مجھے پکڑا

www.besturdubooks.wordpress.com

دو۔ پاؤں اس کے سینے سے لگے ہوئے تھے، اپنے پاؤں کے انگوٹھے اور انگلی کے درمیان اس نے روٹی پکڑی اور اپنے منہ سے اسے نوچ نوچ کے کھا رہا تھا، جیسے کتا روٹی کھاتا ہے نا! پاؤں سے پکڑ کر منہ سے نوچتا ہے۔ یہ فسٹ کلاس گیلری کا بیٹا اپنے پاؤں کے انگوٹھوں میں روٹیاں پکڑ کے اپنے منہ کے ساتھ نوچ کے کھا رہا ہے

﴿كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ﴾ (القلم: ۳۳)

جب انسان اللہ رب العزت کی نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے تو پروردگار اس کا یہ حشر کرتے ہیں، اپنی اوقات کو بندہ بھول جاتا ہے۔ زبان چلانی آسان، جواب دینا مشکل کام۔ پوچھیں گے، تم دنیا میں میری نعمتوں کا کیا شکر ادا کرتے رہے؟ آج وقت ہے صحیح معنوں میں انسان بننے کا، اپنی اوقات کو یاد کرنے کا، جتنی غیبتیں کیں ان کی فہرست بنا کر ان سب سے معافی مانگ لیں۔ اپنے بوجھ کو آج دور کر لیجیے، ایسا نہ ہو کہ یہ چراغ زندگی گل ہو جائے اور ہم حق والوں کے جھرمٹ میں قیامت کے دن پھنس جائیں۔ ناشکری اور پروردگار کی۔

اور آج تو لوگ اللہ رب العزت کا شکر ادا نہیں کرتے۔ ہم میں سے کتنے ہیں کہ جن کی زبان سے بے اختیار نکلے الحمد للہ، اللہ سب تعریفیں آپ کے لیے ہیں۔ اتنا کچھ آپ نے مجھے دیا کہ میں تو اس قابل نہیں تھا، ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنیں عبادات کریں اور اپنے رب کو منائیں۔

عبرت انگیز واقعہ:

حضرت مولانا بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث نقل فرمائی کہ بنی اسرائیل کے تین بندے تھے، ان میں ایک آدمی برص کا مریض تھا، سفید داغ تھے اس کے چہرے پر۔ ایک آدمی آیا، اس نے کہا: کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ جی آپ دیکھتے ہیں میں برص

www.besturdubooks.wordpress.com

کا مریض ہوں، میری شکل بدصورت ہے کہ کوئی میرے پاس بیٹھنا پسند نہیں کرتا، کوئی سیدھے منہ بات نہیں کرتا، رزق تنگ ہے، پریشان ہوں۔ اس نے دعا کر دی، اللہ تعالیٰ نے اسے اونٹنی دی، اونٹنی کی نسل اتنی بڑھی کہ وہ وقت کا امیر آدمی بن گیا اور اس کی برص کی بیماری بھی ختم ہو گئی، اللہ نے خوبصورت جسم اور خوبصورت شکل عطا فرما دی۔

دوسرے کے پاس گئے، اس کے سر پر بال نہیں تھے جس کی وجہ سے اس کی شخصیت ایسی تھی کہ لوگ دیکھتے تھے تو مذاق کرتے تھے، اور رزق کی بھی تنگی تھی۔ اس نے پوچھا: کیا حال ہے؟ کہنے لگا: میں کیا بتاؤں ہر ایک سے ہنسی مذاق سنتا ہوں اور در در کی ٹھوکریں کھاتا ہوں، کوئی کام نہیں آتا۔ اس نے دعا کر دی، اللہ تعالیٰ نے اسے گائے دی اور گائے کی اتنی نسل بڑھی کہ وہ بڑا امیر آدمی بن گیا۔

تیسرے کے پاس گیا، وہ اندھا تھا۔ پوچھا: کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ میں کیا بتاؤں میں تو اندھا ہوں، در در کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہوں، مانگتا پھرتا ہوں۔ اس نے دعا کر دی، اللہ تعالیٰ نے اس کو آنکھیں بھی دے دیں اور اس کو ایک بکری دے دی اور بکری کی نسل اتنی بڑھی کہ بڑے ریوڑوں کا مالک اور امیر شخص بن گیا۔

کئی سال گزر گئے، یہ تینوں آدمی اپنے وقت کے نواب کہلانے لگ گئے۔ ان کی بیویاں، بچے، خاندان، دوست احباب علاقے کے چوہدری بن گئے۔ نواب اپنی عیاشی میں زندگی گزار رہے ہیں کہ وہ آدمی پہلے کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ دیکھو! میں ایک مفلس اور نادار ہوں، آپ کے پاس کچھ نہیں تھا، اللہ نے آپ کو سب کچھ دے دیا اب آپ اس میں سے کچھ مجھے بھی دے دیں۔ اب اس نے جب یہ سنا تو غصے میں آ گیا، کہنے لگا: بکواس کرتا ہے، میرا دادا امیر، میرا باپ امیر، میں امیر کا بیٹا تو کیسے کہتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں تھا۔ نکل جا یہاں سے! جب اس نے اس کو گالی نکالی تو اس نے کہا کہ اچھا تم جیسے تھے نا اللہ تمہیں ویسے ہی کر دے۔ چنانچہ وہ برص کی بیماری بھی آ گئی اور سارا مال بھی ضائع ہو گیا۔

دوسرے کے پاس گئے کہ میں ایک نادار غریب ہوں اللہ کے نام پر سوال کرتا ہوں، آپ کے پاس کچھ نہیں تھا، آپ کو اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دیا۔ اس میں سے آپ کچھ مجھے بھی دے دیں۔ اس نے کہا کہ فضول لوگ آ جاتے ہیں مانگنے کے لیے، میاں یہ میں نے محنت سے کمائی کی ہے اور میرا دماغ اتنا ہے کہ لوگ مجھ سے فیصلے کرواتے ہیں، میں نے فلاں بزنس میں اتنا کمایا، فلاں میں اتنا کمایا، فلاں فیصلہ کیا اتنا ملا! میاں خون پسینے کی کمائی ہے تم کیسے کہتے ہو کہ کچھ نہیں تھا۔ اس نے کہا کہ اچھا جیسے تھے اللہ تمہیں ویسا ہی کر دے۔ اس کے بال غائب ہو گئے اور وہ آدمی بھی اپنے مال سے محروم ہو گیا۔

اس کے بعد یہ تیسرے کے پاس گیا۔ اس نے جا کر کہا کہ میں غریب ہوں، مفلس ہوں، اللہ کے نام پر مانگتا ہوں۔ ایک وقت تھا، آپ کے پاس کچھ بھی نہیں تھا، اب اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب کچھ دیا مجھے بھی کچھ دے دیجیے۔ تو کہتے ہیں جیسے ہی اس نے منہ سے یہ الفاظ کہے اسی وقت وہ آدمی کھڑا ہوا اور اس نے اس سے کہا کہ اے بھائی! تم بالکل سچ کہتے ہو، ایک ایسا وقت تھا کہ میں اندھا تھا، مجھے کچھ نظر نہیں آتا تھا، میں تو در در کی ٹھوکریں کھاتا تھا، لوگوں کے پاس دامن پھیلاتا، بھیک مانگتا تھا اور مانگے ہوئے ٹکڑوں کو کھا کر گزارا کیا کرتا تھا۔ کوئی اللہ کا بندہ آیا اور اس نے آ کر دعا دی، پروردگار نے مجھے بینائی بھی دی، پروردگار نے مجھے رزق بھی دیا۔ تم اللہ کے نام پر مانگ رہے ہو، دونوں پہاڑوں کے درمیان جتنی بکریاں چر رہی ہیں یہ سب

www.besturdubooks.wordpress.com

تمہارے لیے ہیں، جتنی چاہو میرے مولیٰ کے نام پر لے لو۔ اس نے کہا: مبارک ہو میں تو فرشتہ ہوں، دو بندوں نے اپنی اصلیت کو بھلا دیا اس لیے ان سے یہ نعمتیں واپس لے لی گئیں جا اللہ تیرے مال میں اور برکتیں عطا فرماوے۔ یہ بندہ بنی اسرائیل کا سب سے زیادہ امیر آدمی گزرا ہے۔

نعمتوں کی قدر:

تو جو اپنی اوقات کو یاد رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر دانی کرتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ نعمتوں میں برکتیں دیتے ہیں۔ اے ماں! تو اپنی اولاد کو دیکھ کر شکر ادا نہیں کرتی، بازار سے خرید کر لا سکتی تھی؟ یہ اللہ نے چاند سے بیٹے دیے، کتنی خوبصورت بیٹی دی! تیرے آنکھوں کی ٹھنڈک، تیرے دل کا سکون، بن مانگے تجھے اولاد دے دی۔ ان کو بھی تو دیکھو جن کی اولاد نہیں ہوتی۔ سب کچھ ہونے کے باوجود ان کی زندگی کے اندر پھر بھی اداسی ہوتی ہے۔ ان کے بڑے بڑے گھر سونے سونے نظر آتے ہیں کیونکہ کھیلنے والے ان کے بچے نہیں ہوتے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے کتنی عظیم نعمت عطا فرما دی۔ کیا اللہ کا شکر ادا نہیں کرتی؟ اللہ نے تجھے صحت مند جسم دیا، اللہ تعالیٰ نے تجھے محبت کرنے والا خاوند دیا، گھر دیا۔ اللہ کا شکر ادا نہیں کرتی، کیا بازاروں میں نہیں دیکھا؟ وہ جوان بچیاں جن کے جسم کے بعض حصوں کے کپڑے بھی پھٹے ہوئے ہیں اور ہاتھوں میں انہوں نے ایک کشکول پکڑا ہوتا ہے، کبھی اس مرد کے سامنے ہاتھ پھیلاتی ہیں، کبھی اس مرد کے سامنے۔ وہ بھی تو کسی کی بیٹی ہوگی، اسے بھی تو کسی ماں نے جنا ہوگا، وہ بھی تو کسی بھائی کی بہن ہوگی، اگر وہ مانگ کے کھا سکتی ہے، تیرے لیے بھی تو یہ طے کیا جا سکتا تھا۔ تجھے اللہ نے گھر کی چھت کے نیچے بیٹھ کر عزت کی روٹی دی، وہ مانگے ہوئے ٹکڑے کھاتی ہے، تو من پسند کے کھانے پکا کر کھاتی پھرتی ہے۔ پھر تجھے ماں

www.besturdubooks.wordpress.com

کہتی ہے کہ پانچ وقت نماز پڑھ! یہ نماز پڑھنا تجھے بوجھل لگتا ہے، اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی ناقدری نہ کیجیے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ پروردگار نے ہمیں ہماری اوقات سے بہت بڑھ کر عطا فرمایا، ہم اس قابل نہ تھے۔

اللہ تعالیٰ اگر ناپ تول کریں کہ جو تم عبادت کرتے ہو میں اس کے مطابق رزق دوں گا تو ہمیں تو دن میں ایک مرتبہ کھانے کو نہ ملے۔ تو انسان اپنی اوقات کو یاد رکھے، بڑے بول نہ بولے، کسی کی غیبت نہ کر کے اپنے لیے جہنم نہ خریدے اور جو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں اس کا شکر ادا کرے۔ ڈرنے والا انسان قیامت کے دن جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا، جو ڈرنے والا انسان ہوگا، جس کے دل میں خوفِ خدا ہوگا، وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا۔

﴿ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىo فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰىo ﴾ (النازعات: ۴۰-۴۱)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایسے بندے کے اوپر مہربانی فرمائیں گے۔ تو ہم بندے ہیں، بندے بن کر رہیں۔ گندے بن کے رہیں گے تو پروردگار نمٹنا بھی جانتے ہیں، فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴾ (البروج: ۱۲)

''تیرے رب کی پکڑ بڑی شدید ہے''

اللہ رب العزت اپنی رحمت کا معاملہ فرمائے اور ہمارے دل کی گندگیوں کو دور کر کے ہمیں انسانوں والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمادے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com

مٹی اپنی صفات کے آئینے میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ۝ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝﴾ (الدھر:۱-۳)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

انسان مٹی سے بنا:

انسان دنیا میں اللہ رب العزت کا نائب، اس کا خلیفہ، اور اس کی صفات کا مظہرِ اتم ہے۔ اللہ رب العزت نے اسے مٹی سے بنایا قرآن مجید میں فرمایا:

﴿اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ﴾ (الصّٰفٰت:۱۱)

''ہم نے اسے کھنکتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا''

تو مٹی سے خمیر اٹھایا گیا، اس لیے خاک ہماری بنیاد ہے۔ ہم خاکی الاصل ہیں، ناری الاصل نہیں ہیں۔

شیطان آگ سے بنا:

شیطان کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے بنایا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شیطان کو حکم ملا کہ آدم علیہ السلام کی طرف سجدہ کرو تو حجتیں نکالنے لگا۔ کہتا ہے:

﴿اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ﴾

''میں اس سے بہتر ہوں''

﴿خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ﴾ (ص:۷۶)

''مجھے آگ سے بنایا گیا اور اسے مٹی سے بنایا گیا''

خاک میں آگ کی نسبت فائدے زیادہ:

یہ اس کی خام خیالی تھی۔ خاک میں فائدے زیادہ ہیں بہ نسبت آگ کے۔ آگ میں اور خاک میں بنیادی فرق ہے۔ آگ ہر نفع دینے والی یا نقصان دینے والی چیز کو جلا دیتی ہے، یہ آگ کی فطرت ہے۔ گھر میں آگ لگے گی تو اس میں اچھے برے کی تمیز نہیں ہوتی، سب کو جلا دے گی۔

اگر آپ غور کریں تو انسان مٹی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا آگ کے بغیر زندہ رہ سکتا ہے۔ اب دیکھیں کتنے جاندار ہیں پرندے ہیں، چرندے ہیں، پانی کی مخلوق، ان کو آگ کی ضرورت ہی نہیں۔ بھینس کو کیا ضرورت ہے آگ کی؟ گائے کو کیا ضرورت ہے آگ کی؟ ساری زندگی ان کو ضرورت ہی نہیں۔ ان کے لیے خوراک زمین سے نکلتی ہے، اس کو کھاتے ہیں اور زندگی گزر جاتی ہے۔ تو اگر آگ نہ بھی ہو تو انسان زمین کے اوپر زندہ رہ سکتا ہے لیکن اگر زمین نہ ہو آگ ہی آگ ہو تو انسان بچ نہیں سکتا۔

ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے:

تو ہمارے مشائخ نے فرمایا:

www.besturdubooks.wordpress.com

"كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَىٰ أَصْلِهِ"

''ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے''

تو ابلیس کہاں لوٹا؟ جہنم کی آگ میں۔ انسان کو چاہیے کہ وہ مٹی کی طرف لوٹے کیونکہ مٹی اس کی اصل ہے۔ ظاہری طور پر تو مٹی کی طرف سب نہیں لوٹتے، ایک دن آئے گا جب موت آئے گی تو سب مٹی کی طرف لوٹیں گے۔

مسلمانوں اور ہندوؤں کی تدفین میں فرق:

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیے کہ دنیا کا سب سے پہلا جرم، انسانی تاریخ کا سب سے پہلا گناہ، یہ ہوا کہ انسان کو قتل کیا گیا۔ دونوں آپس میں بھائی تھے۔ اور جو سبب بنا وہ عورت بنی، حسد بنا۔ ایک کو دوسرے سے حسد پیدا ہوا کہ میں اگر اس کو قتل کر دوں تو اس کی بیوی میری بیوی بن جائے گی۔ حسد بری بلا ہے۔ اب قتل تو کر بیٹھا، سمجھ نہیں لگتی تھی کہ اب اس کی لاش کو چھپائے کہاں؟ تو اللہ رب العزت نے ایک کوے کو بھیجا کہ اس کو سبق سکھائے۔ دوسرا کوا مرا اور اس نے اپنی چونچ سے اس پر مٹی ڈال دی، دوسرا کوا چھپ گیا۔ تب کہنے لگا:

﴿يَا وَيْلَتَىٰ أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَٰذَا الْغُرَابِ﴾ (المائدۃ:۳۱)

''ہائے ہلاکت! کیا میں اس کوے سے بھی عاجز ہوں''

اس لیے جب انسان مرتا ہے، اس کو مٹی میں چھپایا جاتا ہے۔ اب یہاں اسلام کا حسن دیکھیے کہ انسان کو اپنی اصل کی طرف لٹایا۔ ہندوازم میں جب کوئی انسان مرتا ہے تو اس کو جلا دیا جاتا ہے۔ جلانا تو اس کو اصل سے ملانا نہیں ہے بلکہ اس کی بیوی جو جوان العمر بھی ہوتی ہے اس کو بھی اپنے خاوند کی اس چتا میں زندہ جل جانا پڑتا ہے۔ اس کو ستی ہونا کہتے ہیں۔ یہ اسلام کا حسن جمال ہے کہ اس کے احکام عقل کو بھی سمجھ میں

www.besturdubooks.wordpress.com

آتے ہیں اور باقی مذاہب میں کئی ایسی چیزیں ہیں جو عقل میں نہیں آتیں۔ تو مٹی میں دفن کرنا افضل ہے، بنسبت آگ میں جلانے کے۔ تو اسلام کو فضیلت حاصل ہے دوسرے مذاہب پر۔

مٹی کی صفات کو اپنائیں:

تو خاک ہماری اصل ہے اور ہم نے اصل کی طرف لوٹنا ہے۔ کتنا ہی کوئی بڑا ہو، ملک کا بادشاہ ہو، جب بھی وہ مرتا ہے لا کے مٹی میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ ہمیں بھی اپنی اصل کو یاد رکھنا چاہیے۔ مٹی ہیں، مٹی میں جانا ہے کہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم نے مرنے کے بعد تو اپنی اصل میں جانا ہے مرنے سے پہلے ہی اپنی اصل کی طرف لوٹیں۔ کیا مطلب؟ کہ زمین کی مٹی جیسی صفات اپنے اندر پیدا کریں۔ علما نے لکھا ہے کہ مٹی میں چار صفات ہیں۔ جس انسان میں یہ چاروں صفات پیدا ہو جائیں وہ واصل باللہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے واصل ہو جاتا ہے یہ چار صفات اس بندے کو اللہ سے ملا دیتی ہیں۔

پہلی صفت

چھپانا اور ڈھانپنا

سب سے پہلی صفت کہ مٹی جسم کو چھپاتی ہے۔ مرنے کے بعد مرنے والے بندے کو مٹی چھپا لیتی ہے، تو گویا مٹی کے اندر ستر پوشی ہے۔ تو انسان کے اندر بھی ستر پوشی کی صفت ہونی چاہیے۔ اللہ رب العزت ستار ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ میری یہ صفت بندوں میں بھی پیدا ہو جائے۔ اور آج تو حالت یہ ہوتی ہے کہ جہاں دو بندوں میں آپس میں ذرا سی کوئی ناراضگی ہوئی، ایک دوسرے کے عیبوں کو ٹٹولنے میں لگے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوتے ہیں۔ اس کی اچھائیوں کو بھی برائیاں بنا کے پیش کریں گے۔

رحمت بنیں زحمت نہ بنیں:

ہمیں یہ چاہیے کہ ہم دوسروں کے لیے رحمت بن کر رہیں، زحمت بن کر نہ رہیں۔ کچھ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ کے بندوں کے لیے، وبالِ جان بن جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ رہنا مشکل، ہر وقت کا لڑائی جھگڑا۔ چھوٹی چھوٹی بات پر سینگ نہیں سماتے۔ دو طلبا سے کہو کہ مل کر رہ لیں، نہیں جھگڑا ہوگا۔ چند معلمات سے کہو کہ مل کے رہ لیں...... آپس کے جھگڑے۔ چند بھائیوں سے کہو کہ مل کے رہ لیں...... آپس کے جھگڑے۔ چند انسانوں سے کہیں کہ مل کے رہ لیں...... آپس کے جھگڑے۔

نبی علیہ السلام کا خلق:

جو انسان اچھے اخلاق والا ہوتا ہے، وہ اپنے آپ کو ایسے خوش خلقی والا بناتا ہے کہ دوسروں کو اس سے پیار ہو جاتا ہے۔ نبی علیہ السلام میں یہ اخلاق حسنہ موجود تھے، ایسے اخلاق کہ دل موہ لیتے تھے۔

ایک یہودی بد نیتی کے ساتھ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نیت یہ تھی کہ میں آپ کو تکلیف پہنچاؤں گا، دکھ دوں گا۔ مہمان آ کر ٹھہرا کہ جی میں مہمان ہوں آپ کا نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ رہو۔ اب رات کو جب اس کو کھانا پیش کیا گیا تو اس نے اتنا کھایا، اتنا کھایا کہ معلوم نہیں کتنوں کے برابر کھا لیا، نیت یہ تھی کہ یہ کہیں گے کہ اب اور کچھ نہیں تو میں کہوں گا کہ آپ تو مہمانوں کا اکرام نہیں کرتے، مہمان کو ہی نہیں کھلا سکتے۔ وہ آیا ہی اس نیت سے تھا کہ اعتراض کرنا ہے۔ اللہ کی شان کہ نبی علیہ السلام نے جو کھانا پیش کیا اس میں اللہ نے ایسی برکت دی کہ وہ کھا کھا کے تھک

www.besturdubooks.wordpress.com

گیا، کھانا ختم نہ ہوا۔ نبی علیہ السلام نے اسے سلا دیا۔ اب اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ جب اس نے کھایا اتنا زیادہ تو رات کو اس کے پیٹ میں درد ہوا، بدہضمی سے اور وہ ایسا نامعقول تھا کہ اس نے اسی بستر کے اندر پاخانہ کر دیا اور صبح سویرے اٹھتے ہی منہ اندھیرے میں چلا گیا۔ نبی علیہ السلام جب دن کے اجالے گئے کہ میں مہمان کی خبر لوں تو دیکھا کہ کمرے میں بدبو ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کی کسی باندی یا کسی اور کو بلانے کی بجائے کہ پانی لاؤ اسے صاف کرو: آپ نے ارادہ فرمایا کہ میں اسے دھو دیتا ہوں تاکہ کسی بندے کو بھی اس انسان کی اس غلطی کا پتہ نہ چلے۔ نبی علیہ السلام کی ستاری دیکھیے! نہ اہل خانہ کو اطلاع دی، نہ کسی گھر کی نوکرانی یا باندی کو بلایا اور نہ کسی بچے کو ہیلپ کے لیے بلایا، ارادہ فرمالیا کہ میں اس کو خود دھو دیتا ہوں۔

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی بھرا اور اس بستر کو خود دھونے لگے۔ وہ جو جا رہا تھا اس کو خیال آیا کہ رات کو سوتے ہوئے جسم سے کچھ چیزیں نکال کے رکھی تھیں وہ تو وہیں بھول آیا۔ اب اس کو پریشانی بھی ہوئی کہ اب میں جاؤں گا تو اب تک ان کو پتہ چل چکا ہوگا۔ سوچتا ہے اچھا جاتا ہوں، دیکھتا ہوں میرے ساتھ معاملہ کیا ہوتا ہے؟ جب وہ آیا تو دیکھا کہ نبی علیہ السلام اس وقت اس گندگی کو صاف فرما رہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ آپ ناراض ہوتے، آپ اس کو جتلاتے، اس کو کچھ بتاتے، آپ نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا کہ آپ خیریت سے تو ہیں، طبیعت تو ٹھیک ہے؟ وہ بڑا حیران ہوا کہ بجائے ناراض ہونے کے الٹا میری خیریت دریافت کر رہے ہیں۔ کہنے لگا کہ جی میری کچھ چیزیں رہ گئی ہیں، میں لینے آیا ہوں۔ اس نے لیں اور جانے لگا۔ پوچھتا ہے: جی! آپ خود ہی دھو رہے ہیں کسی اور کو نہیں بلایا۔ فرمایا: میں نہیں چاہتا کہ ایک عمل ہوا اور اس کا علم کسی دوسرے کو ہو۔ اس کے دل میں تمہاری نفرت آئے، جب اس نے دیکھا

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ اسلام ایسا دین ہے تو اسی وقت اس کے دل پر اثر ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے بھی اپنی طرف سے گندگی کی انتہا کی مگر آپ باطن کی گندگیوں کو دھونے والے ہیں۔اب آپ مجھے کلمہ پڑھا دیجیے اور مجھے اپنے غلاموں میں شامل کر لیجیے۔

ہماری حالت:

اب اگر تصور میں سوچیں کہ یہ واقعہ اگر ہمارے ساتھ پیش آتا ہم کیا کرتے؟ فرض کرو کہ ایک کمرے میں چند طلبا رہ رہے ہوتے بیماری کی وجہ سے کسی کے ساتھ یہ بات ہوتی کہ اس کے کپڑے پاخانہ کی وجہ سے خراب ہو جاتے، ہم ناک چڑھا لیتے، ہم اس کو کہتے: دفعہ ہو جاؤ! چلے جاؤ اس کمرے سے۔اور یہ نہیں پتہ کہ ہم بھی اس گندگی سے روزانہ فارغ ہوتے ہیں۔ہم معلوم نہیں اس کی اس بات کو کہاں کہاں پہنچاتے۔تو ہم اپنا عمل دیکھیں اور نبی علیہ السلام کا عمل دیکھیں اور سوچیں کہ درمیان میں کتنا فرق ہے۔ہم تو لوگوں کی اچھائیوں کو برائیاں بنا کے پیش کرتے پھرتے ہیں اور کسی کی برائی ہاتھ آجائے تو پھر کیا ہی مزہ! تو چھپانا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔فرمایا:

﴿تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ﴾

"کہ تم اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے اپنے آپ کو مزین کرو"

اور اللہ تعالیٰ کا خلق کیا ہے؟ کہ وہ ستاری فرماتی ہیں چھپاتے ہیں۔ایک بزرگ فرماتے تھے: اے دوست! جس نے تیری تعریف کی اس نے درحقیقت تیرے پروردگار کی ستاری تعریف کی کہ جس نے تیری اصلیت اور حقیقت کو چھپایا۔

فقہ کا مسئلہ:

تو مٹی کی پہلی صفت کہ یہ چھپاتی ہے ستر کو چھپاتی ہے۔اسی لیے فقہا نے لکھا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اگر کوئی آدمی دشمنوں میں گھر جائے اور دشمن اس کو بے لباس کر دے تو نماز تو اس کو پھر بھی پڑھنی ہے۔ لیکن پورے بدن پر کوئی کپڑا نہیں، قریب کوئی درخت نہیں کہ پتے ملیں، اب یہ کیا کرے؟ اب وضو کرنا ہے تو مٹی سے تیمم کرے کہ یہ جسم کو پاک کرتی ہے۔ اب اس کو چاہیے کہ وہ ایک جگہ التحیات کی شکل میں بیٹھ جائے اور اپنے گرد اتنی مٹی اکٹھی کر لے کہ وہ ستر کو چھپائے، اب یہ شخص نماز ادا کر سکتا ہے۔ تو مٹی کو دیکھیے کہ انسان کو چھپاتی ہے۔

اور پانی نہ ملے تو انسان وضو کیسے کرتا ہے؟ تیمم کرتا ہے۔ تو مٹی گویا پاک کرتی ہے۔ مٹی کی جو اصل تھی، اس نے انسان کے حدث کو اٹھالیا، دھو دیا۔ ہم بھی یہ صفات اپنے اندر پیدا کریں۔ دوسروں کے عیبوں کی دھوئیں، ان کو چھپائیں، ان کو مٹائیں، ان کی اصلاح کریں۔ اس لیے وہ لوگ جو اپنی اصلاح کی بھی کوشش کرتے ہیں، دوسروں کی اصلاح کی بھی کوشش کرتے ہیں، اللہ رب العزت کو بڑے پسندیدہ ہوتے ہیں۔ تو مٹی کی صفات میں سے پہلی صفت یہ عیبوں کو چھپاتی ہے۔

دوسری صفت

قبولیت

دوسری صفت مٹی کی صفات میں سے یہ ہے کہ اس میں قبولیت کا خاصہ موجود ہے۔ پانی ڈالو یہ جذب کر لے گی، یہ قبول کر لے گی۔ جو چیز اس کے اوپر گرے اسے جذب کر لیتی ہے۔ تو مٹی کے اندر قبولیت کا مادہ ہے۔ اللہ کرے یہ صفت ہمارے اندر بھی پیدا ہو جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آج طبائع میں قبولیت کی کمی ہے:

آج مصیبتوں میں سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ لوگوں میں قبولیت کا مادہ نہیں ہوتا۔ ایک بات کو سمجھاؤ، بتاؤ، سمجھتے ہی نہیں۔ یا سنتے ہیں تو ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتے ہیں۔ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔

زمین جنبد نہ جنبد گل محمد

ایک آدمی تھا، اس کا نام گل محمد تھا۔ بیٹھ گیا، ہلنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔ کسی نے کہا کہ بھئی بہت دیر ہو گئی ہے اب ہلو بھی سہی۔ اس نے کہا: زمین ہلتی ہے تو ہل جائے گل محمد نہیں ہلتا۔ آج ہم بھی وہی گل محمد بنے ہوئے ہیں، سمجھانے والے ہلتے ہیں تو ہل جائیں ہم سمجھنے والوں میں نہیں ہیں۔ طبیعت بن جاتی ہے، طبیعتوں کو بدلنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ اس لیے اصلاح کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی نظم بنایا جائے، کوئی طریقہ کار وضع کیا جائے، کوئی اصول بنایا جائے تو مخالفت کریں گے۔ یا تو ظاہر میں مخالفت کریں گے، اگر ظاہر میں نہیں کرتے تو باطن میں تو ضرور کریں گے، اندر اندر کریں گے۔ انسان درحقیقت پابندیوں کو برداشت کر نہیں پاتا، اور جو برداشت کرتا ہے، وہ سمجھ جاتا ہے۔ تو قبولیت کی صلاحیت نہیں ہوتی، باتیں سنتے رہتے ہیں، اپنے اوپر ان کو لاگو نہیں کرتے۔

اب ایک ادارے کی بچیاں یا معلمات، ان کو کہیں یہ چیز سنت کے مطابق یوں کرو! سنت کے مطابق ایسے کرو، تو کیا سو فیصد لڑکیاں اس کو فوراً قبول کر لیتی ہیں، نہیں اپنا اپنا نصیب ہوتا ہے۔ جو خوش نصیب ہوتی ہیں، نیک بخت ہوتی ہیں وہ فوراً اس کو قبول کر لیتی ہیں کہ فائدہ تو میرا ہے۔ کئی ایسی ہوتی ہیں جو سن کے بھی سُن ہو جاتی ہیں۔ سن ہو جانا سمجھتے ہیں نا! پاؤں سن ہو گیا، کچھ کر نہیں سکتا۔ بازو سن ہو گیا تو کچھ کر

www.besturdubooks.wordpress.com

نہیں سکتا۔تو کچھ بچیاں جو سن سن کے سن ہو جاتی ہیں، قبولیت کا مادہ نہیں ہوتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خلق:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر وقت اپنے آپ پر نظر رکھتے تھے، اگر کوئی ان کا دوست، بھائی ان کی کسی بات کی نشاندہی کر دیتا تو وہ اس سے خوش ہوتے تھے اور وہ اسے اپنا محسن سمجھتے تھے۔چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جو شخص میرے پاس میرے عیبوں کا تحفہ لائے گا، میں اس کے لیے مغفرت کی دعا کروں گا۔یعنی مجھے آ کر بتائے کہ میرے اندر کیا کیا عیب ہیں؟ کیا کیا غلطیاں ہیں؟ کمیاں کوتاہیاں ہیں، میں اس کے لیے مغفرت کی دعا کروں گا۔

آج تو توبہ خاوند بیوی کو کچھ نہیں کہہ سکتا، پتہ ہوتا ہے کہ ذرا سی کوئی بات سمجھا دی بچوں کی خیر نہیں۔آج کل کی ماؤں کا غصہ نکلتا ہے بچوں پر، خاوند نے کوئی بات سمجھا دی، معصوم بچے بیچارے پٹ رہے ہوتے ہیں۔کئی جگہوں پر بیوی اپنے خاوند کو کوئی بات نہیں کر سکتی، بیچاری اندر ہی اندر گھلتی رہتی ہے۔اپنے دل کی بات، دل کا حال اپنے خاوند کو نہیں کہہ سکتی، سننے کا مادہ ہی نہیں۔قبولیت ہے ہی نہیں کہ ہم کسی بات کو سنیں اور اچھی ہو تو اسے اپنائیں۔ہم سمجھتے ہیں جو ہم ہیں، بس جو سوچ ہماری ہے، وہ بس ٹھیک ہے۔قبولیت کا مادہ نہیں ہے۔زمین کے اندر، مٹی کے اندر قبولیت کی صلاحیت ہے۔

مٹی پر پھول کی خوشبو کا اثر:

سبحان اللہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حمام میں گیا تو میں نے مٹی دیکھی۔پہلے زمانے میں جب صابن ابھی نہیں بنا تھا تو لوگ مٹی سے ہاتھ صاف

www.besturdubooks.wordpress.com

کر لیتے تھے۔ ہم نے اپنے بڑوں کو دیکھا کہ بیت الخلا سے فارغ ہو کر نکلتے تھے تو مٹی سے ہاتھ صاف کر لیتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس میں ایک مٹی دیکھی جس میں سے خوشبو آ رہی تھی ؂

بدو گفتم تو مشکی یا عنبری
کہ از بوئے دل آویز تو مستم

''میں نے اس سے پوچھا کہ اے مٹی تو مشک ہے یا عنبر ہے، کہ تیری خوشبو سے تو میرا دل معطر ہو گیا، مست ہو گیا۔''

اس نے آگے سے جواب دیا کہ جی:

بگفتا من گلے نا چیز بودم
و لیکن مدتے با گل نشستم

''میں تو ناچیز مٹی ہوں، لیکن میں مدتوں میں ایک پھول کی صحبت میں رہی ہوں''

باغ کی مٹی تھی، پھول اس پر آ کر گرا۔ اب پھول کے گرنے سے کیونکہ زمین میں قبولیت ہے، زمین نے اس کی خوشبو کو جذب کر لیا اور مٹی شیخ سعدی کے ہاتھ آئی۔

جمالِ ہم نشین در من اثر کرد
و گرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

''میرے یار کے جمال نے میرے اوپر اثر پیدا کر دیا ورنہ میری حقیقت کیا میں تو مٹی ہی ہوں۔''

تو بھئی مٹی میں قبولیت ہو اور وہ اچھی صفات کو اپنے اندر قبول کر لے اور ہم انسان ہو کر اچھی صفات کو قبول نہ کریں تو یہ سوچنے کا مقام ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

سماعت کی اہمیت:

اس لیے نبی علیہ السلام نے صحابہ کرام سے اس بات پر بیعت لی۔

((اِسْمَعُوْا وَ اَطِیْعُوْا))

''کہ جوتم جو سنو گے اس کے اوپر عمل کرو گے''

اطاعت کرو گے اور واقعی یہ چھوٹی چیز نہیں ہے۔شروع شروع میں ایک طالب علم ہونے کے ناطے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی تھی کہ یہ اتنی بڑی بات ہے کہ اس پر بیعت لی گئی،اب سمجھ میں آتا ہے کہ سب سے مشکل کام یہی ہے۔

((اِسْمَعُوْا وَ اَطِیْعُوْا))

''سنو اور اس پر عمل پیرا ہو جاؤ''

اس لیے دعا مانگا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اچھا سننے والوں میں سے بنا دے۔کئی لوگ ہوتے ہیں سن رہے ہوتے ہیں مگر نہیں سن رہے ہوتے۔ظاہر میں سن رہے ہوتے ہیں،حقیقت میں نہیں سن رہے ہوتے۔اللہ تعالیٰ کفار کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ﴾ (الانفال:۲۳)

''اگر اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا تو انہیں سننے کی صلاحیت عطا کر دیتا''

سنتے ہی نہیں اور جنتیوں کی صفات میں ایک اعلیٰ صفت۔

﴿اَلَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ﴾ (الزمر:۱۸)

''وہ لوگ جو بات کو سنتے ہیں اور اچھے انداز سے اس پر عمل کرتے ہیں''

انسان اپنے علم کا بہت سا حصہ دیکھ کر حاصل کرتا ہے یا سن کر حاصل کرتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس لیے محدثین میں سماع حدیث پاک کا سننا یہ انتہائی اہم بات ہے۔حتیٰ کہ اگر کسی کا والد بڑا محدث ہے اور اس محدث نے اپنی زندگی میں ہزاروں احادیث سنیں اور ایک جگہ ان کو یکجا کیا، اپنی وفات کے وقت لوگوں کی موجودگی میں وہ کتاب اپنے بیٹے کو دے دی اور گواہی بھی دی کہ بیٹا یہ حدیثیں جن کو میں نے سنا اور ان کو محفوظ کیا آپ کو دیتا ہوں اور وہ فوت ہو گیا تو محدثین کے نزدیک حدیث کی سند کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔اب وہ بیٹا اس کتاب میں سے حدیث کی روایت نہیں کر سکتا۔اگر وہ کرے گا تو کیا ہو گا کہ راویوں کا جو سلسلہ ہو گا وہ یہاں آ کر منقطع ہو جائے گا۔کیوں؟ اس نے سنا نہیں۔تو سننا اتنا اہمیت رکھتا ہے۔

نفس کی ہٹ دھرمی سننے میں رکاوٹ بنتی ہے:

تو جہاں اور دعائیں مانگتی ہیں یہ دعا بھی مانگا کریں: اے اللہ! ہمیں ایسا بنا دیں کہ ہم خیر کی کوئی بھی بات سنیں اس پر ہم فوراً عمل کرنے والے بنیں۔ ہمارا نفس رکاوٹ نہ بنے، ہماری ہٹ دھرمی رکاوٹ نہ بنے، ہماری ضد رکاوٹ نہ بنے، ہماری 'انا' رکاوٹ نہ بنے اور جب بندے نے خیر کی بات ماننی نہیں ہوتی تو خیر سے محروم ہو جاتا ہے۔

ایک بچے نے ماں سے کہا کہ امی میں نے شرط لگائی ہے۔کیا؟ کہ خرگوش کی تین ٹانگیں ہوتی ہیں۔اس نے کہا کہ بیٹا تم نے تو غلط شرط لگائی، تم پیسے ہار بیٹھو گے۔کہتا ہے: امی ہاروں گا تو تب جب میں مانوں گا، ماننا ہی نہیں، کہتا رہوں گا کہ تین ہوتی ہیں۔آج ہمارا بھی وہی حال ہے کہ مانتے ہیں نہیں، ایک بات جو خود ہمارے سامنے ہے ہٹ ہٹ کر اسی کو Justify (ثابت) کرنے میں لگے رہتے ہیں کہ جی یہ ایسے ہی ہے۔تو بھائی! اچھے انسان کے اندر قبولیت کا مادہ ہوتا ہے۔جیسے اللہ رب العزت

www.besturdubooks.wordpress.com

نے زمین کے اندر مٹی کے اندر قبولیت کا مادہ رکھا ہے۔

تیسری صفت

نشو ونما دینا

ایک تیسری صفت مٹی میں یہ ہے کہ وہ اپنے اندر آنے والی ہر چیز کو نشو نما دیتی ہے۔ مومن بھی ایسے ہی ہوتا ہے، اس کے کان میں کوئی خیر کی بات پڑ جائے تو مومن اس خیر کی بات کو نشو نما دیتا ہے۔ اس پر اچھے طریقے سے عمل کرتا ہے، اسکو دوسروں کو بتاتا ہے، اس کو سن کر اپنی زندگی کو بدلتا ہے، اپنے عیبوں کو بدلتا ہے۔ تو بیج مٹی میں ڈالا گیا تو دیکھو اس بیج سے پھل پھول نکلے۔ ہم بھی اسی طرح اپنے مشائخ کی، اساتذہ کی، بڑوں کی، باتوں کو سنیں اور سن کر اس پر عمل پیرا ہوں تا کہ ہمارے اندر سے اچھے اخلاق کے پھل پھول نکل آئیں۔ ہم بھی خیر کی باتوں کو اپنے اندر نشو نما پانے کا موقع دیں۔

یہ مضمون اتنا وسیع ہے کہ اس ایک صفت پر مستقل ایک بیان ہو سکتا ہے لیکن مسلسل سفر کی وجہ سے آج طبیعت ساتھ نہیں دے رہی، اگر چہ دل ساتھ دے رہا ہے، تو دل کے ساتھ دینے پر میں کچھ باتیں آپ کی خدمت میں عرض کر سکا ہوں۔

چوتھی صفت

تواضع (عاجزی)

زمین کے اندر چوتھی خاصیت یہ ہے کہ اس میں عاجزی ہے۔ سب اسی زمین پر جوتوں سے چلتے ہیں، زمین کو پامال کرتے ہیں اور زمین انہیں کو پھل پھول دیتی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انہیں کو زندہ رہنے کے لیے غذائیں مہیا کرتی ہے۔

انسان کا عمل دیکھو خود کیا کر رہا ہے؟ اپنا پیشاب پاخانہ بھی زمین میں ہی کرتا ہے، اور مٹی کیا کر رہی ہے کہ اس پیشاب پاخانے کو پھر پھل پھول بنا کر انسان کو پھر واپس لٹا رہی ہے۔ تواضع دیکھیے اور حسنِ خلق دیکھیے !! کاش ہمارے اندر بھی یہ تواضع آ جائے۔ یہ تواضع اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے۔ شیطان میں ''میں'' تھی اور سیدنا آدم علیہ السلام میں تواضع تھی۔ زمین کے اندر بھی تواضع ہے۔

زمین کی طرح جس نے عاجزی و انکساری کی
خدا کی رحمتوں نے اس کو ڈھانپا آسمان ہو کر

جو زمین کی طرح بچھ جاتا ہے اللہ کی رحمتیں آسمان کی مانند اس کو ڈھانپ لیتی ہیں۔ ہم بھی اپنے اندر عاجزی پیدا کریں سب سے زیادہ عاجزی نبی علیہ السلام کے اندر تھی ان سے یہ صفت پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے پائی اور یہ چلتی چلتی علما حق کے نصیب میں آئی۔ آج بھی جن میں اچھی صفات ہوتی ہیں ان کے اندر عاجزی ہوتی ہے۔

کچھ مجاہداتِ سفر:

یہ تو اصول ہے نا کہ جس ٹہنی میں زیادہ پھول لگے ہوتے ہیں، پھل لگا ہوتا ہے وہ ٹہنی دوسروں کی نسبت زیادہ جھکی ہوتی ہے۔ اس میں عاجزی ہوتی ہے۔ اسی طرح جو انسان جھکے گا اس کو اللہ تعالیٰ اچھے اخلاق کے پھل پھول لگائے گا۔ حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے دادا پیر خانیوال شریف والے، ایک مرتبہ انڈیا کا سفر کر رہے تھے۔ پسونڈہ ایک جگہ تھی، وہاں سے چلے کسی دوسری جگہ جانا تھا۔ فرماتے ہیں کہ میں اکیلا تھا، پردیس تھا اور اکیلے سفر کر رہا تھا۔ اب لوگ تو یہی سمجھتے ہیں کہ جی پیر صاحب سفر میں رہتے ہیں، بڑی موج ہے۔ جی ہاں! نہ کھانا اپنی مرضی کا، نہ پینا

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنی مرضی کا، نہ سونا اپنی مرضی کا، نہ آرام اپنی مرضی کا، دوسروں کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں۔ کسی نے دن کے دو پروگرام رکھے، تو کسی نے دن کے سات پروگرام رکھے، بخار ہے تو بھی پروگرام کرو، نیند کا تقاضا ہے تو بھی پروگرام کرو۔

اللہ کی شان! جب یہاں سے امریکہ جاتے ہیں نا تو وہاں جا کر نیند کا مسئلہ ہوتا ہے۔ کیوں؟ اب یہاں اور کیلفورنیا کے درمیان ۱۲ گھنٹے کا فرق ہے۔ یہاں جب دن کے بارہ بجتے ہیں تو وہاں رات کے بارہ ہوتے ہیں اور وہاں رات کے بارہ جب بجتے ہیں تو یہاں دن کے بارہ۔ اب جسم کو تو نہیں پتہ ہوتا ہے کہ میں کہاں پہنچ گیا ہوں، تو جسم کا تو اپنا ایک سائیکل بنا ہوتا ہے کہ ہر پندرہ سولہ گھنٹے کے بعد سات آٹھ گھنٹے یا پانچ چھ گھنٹے اسے نیند چاہیے۔ اب جسم کے جب وہ پندرہ سولہ گھنٹے پورے ہو جاتے ہیں تو نیند آتی ہے، اور ادھر جاگنے کا وقت۔ چنانچہ وہاں جا کر انسان رات کو جاگتا ہے اور دن کا سوتا ہے۔ اور ہمارے سارے کام دن کے تو ڈاکٹر لوگ اس کو جیٹ لیک کہتے ہیں کہ جی یہ جیٹ لیک ہے اور وہ کہتے ہیں کہ جی یہ ایک ہفتے میں جا کے اترتا ہے۔ اس لیے جو لوگ یہاں سفر کر کے وہاں جاتے ہیں نا، وہ ایک ہفتہ دن میں سوئے ہوتے ہیں۔ راتوں کو نیند نہیں آتی اور دن میں آنکھ نہیں کھلتی، یہ طبیعت کا ایک حصہ ہے۔ اب اللہ کی شان دیکھو! جس بندے کے پاس ہو ہی ایک ہفتہ، اس ایک ہفتے میں اسے ہر کام سمیٹنا ہے اور اتنا لمبا سفر کر کے جو گیا تو لوگوں کی توقعات ہوتی ہیں۔ جماعت میں بیسیوں سینکڑوں لوگ ہیں، ہر ایک نے اپنے ذاتی معاملات کے لیے بھی وقت مانگنا ہے اور ادارے کے لیے بھی وقت دینا ہے تو دن رات اتنی مصروفیت کہ چوبیس گھنٹے میں سے دو گھنٹے بھی اپنے لیے نکل نہیں پاتے۔ تو دوسرا بندہ تو سمجھتا ہے کہ موجیں ہیں، جس پر بیتتی ہے پتہ اس کو چلتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے، یہ ہمارے مشائخ کی دعائیں ہیں، اس میں اس عاجز کا کوئی کمال نہیں ہے۔ یہ مشائخ کی دعائیں ہیں کہ جن کی دعاؤں کے صدقے ان کی امانت کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے اللہ نے قبول فرمالیا ہے۔

ہم تو ڈاکیے ہیں، پھر ڈاکیے کا کیا کام ہوتا ہے؟ پیدل چل رہا ہوتا ہے، سائیکل پر جار ہا ہوتا ہے، ادھر بھی خط پہنچا دیا ادھر بھی، کسی کے لیے گفٹ پیک آ گیا اور کسی کو لیٹر مل گیا، نصیب اپنا اپنا، تو ہم بھی ڈاکیے کی طرح ہیں۔ اس لیے ٹی سی ایس والوں کا اور ہمارا ایک ہی کام ہے، یہ ظاہر کی ڈاک پہنچاتے ہیں، الحمد للہ ہم باطن کی ڈاک پہنچاتے ہیں۔ پہلے زمانے میں ڈاک پہنچانے میں ذرا وقت لگتا تھا، آج کے زمانے میں کمپنیوں نے ہوائی جہاز خود خرید لیے ہیں، وہ تیز رفتار ڈاک پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کے ذمے تیز رفتار ڈاک لگا دی۔

تو بات چل رہی تھی عاجزی اور انکساری کی۔ خواجہ عبد المالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اکیلے تھے، تو اکیلے سے بات دوسری طرف نکل گئی کہ زندگی میں اکیلے سفر کرنا پڑتا ہے۔ ہمارے حضرت! ایک مرتبہ ابوذہبی سے واپس آرہے تھے تو حضرت نے فرمایا: جو بوجھ میرے سر پر ہے وہ بوجھ تمہارے سر پر نہیں ہے، مجھ سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا:

﴿فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ (الاعراف:٦)

''اور البتہ ہم ضرور بالضرور پوچھیں گے جن کی طرف انہیں بھیجا اور ضرور بالضرور پوچھیں گے ان کو جنہیں بھیجا''

قرآن مجید کی یہ آیت یاد رکھیں۔ نون ثقیلہ کا صیغہ بڑی تاکید کے لیے آتا ہے۔ کہ ہم ضرور بالضرور پوچھیں گے ان سے جن کی طرف رسولوں کو بھیجا گیا کہ کیا تم نے

www.besturdubooks.wordpress.com

بات کو سننے کا حق ادا کیا تھا، قبول کیا تھا یا نہیں؟ اور پیغام پہنچانے والوں سے بھی پوچھیں گے کہ تم نے پیغام پہنچایا کہ نہیں؟ تو قیامت کے دن پیر مرید سب کھڑے ہوں گے۔ مریدوں سے پوچھا جائے گا کہ جو خیر کی بات تمہارے شیخ نے کہی تھی سن کر عمل کیا تھا یا نہیں؟ جواب دے گا تو جان چھوٹے گی۔ اور پیروں سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں جو خیر کی نعمت دی گئی تھی اسے پہنچانے کا حق ادا کیا تھا کہ نہیں؟ تو ہمارے حضرت نے فرمایا کہ قرآن مجید کی یہ آیت مجھے چین سے بیٹھنے نہیں دیتی۔

حضرت کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ دوائی بڑی باقاعدگی سے وقت پر لیتے تھے۔ تو حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے حضرت عبد الرحمن قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے لاڈ پیار میں کہہ دیا کہ ابا جی! ساری زندگی تو آپ نے اپنا خیال نہ رکھا اب آپ کو فکر لگی ہے تو دیکھو کیسے پابندی سے دوائی لیتے ہیں۔ تو حضرت فرمانے لگے کہ بیٹے! اللہ کی قسم مجھے اپنی جان شروع سے ہی عزیز تھی اس لیے میں نے ساری زندگی اپنی جان کو عزیز نہیں رکھا، کیا مطلب؟ کہ ساری زندگی اپنی جان مشقت میں رکھی تاکہ اپنی جان کو آخرت کے عذابوں سے بچا سکوں۔ ان اللہ والوں کو اپنی جان عزیز ہوتی ہے مگر وہ اس جان کو چھوٹی مشقتوں میں ڈال کر ہمیشہ ہمیشہ کی مشقتوں سے بچا لیتے ہیں۔

پھلدار شاخ ہمیشہ جھکی ہوتی ہے:

تو خیر عبد المالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ جا رہے تھے، فرماتے ہیں کہ بھوک بھی لگی ہوئی تھی اور تھا بھی اکیلا۔ تو اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ راستے میں ایک چھوٹی سی بیری لگی ہوئی تھی۔ کئی تو بیری کے بڑے درخت ہوتے ہیں، کئی چھوٹی سی بیریاں ہوتی ہیں۔ پیوند کی بیریاں وہ زمین پر ہی پھیل جاتی ہیں، آدمی زمین پر کھڑا ہو کر ان کا پھل توڑ سکتا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔فرماتے ہیں کہ میں نے جب اسے دیکھا تو وہ بیروں سے لدی ہوئی اور جھوک بھی خوب لگی ہوئی تھی۔تو میں نے اسے اللہ کی رحمت سمجھا اور میں نے کہا کہ چلو میں بیر کھا لیتا ہوں۔جب میں بیر کھانے لگا تو اس کے بیر بڑی خوشبو والے، بڑے اچھے ذائقے والے اور بیر ہی بیر نظر آتے تھے، پتے تھوڑے اور بیر زیادہ۔کہنے لگے کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اے اللہ! یہ بیری چھوٹی سی ہے اور تو نے اس کو کتنا پھل دیا! یہ سوچ کر مجھے اپنا خیال آیا اے اللہ! میں تیرا چھوٹا سا بندہ ہوں تو اس بیری کی طرح مجھے بھی اچھے پھل سے نواز دے۔کہنے لگے کہ میں بیر بھی کھا رہا تھا اور کھڑا ہوا رو بھی رہا تھا ار دعائیں بھی مانگ رہا تھا: اے اللہ! یہ چھوٹی سی بیری، اسے آپ نے پھل سے اتنا بھر دیا کہ خالی جگہ نظر نہیں آتی، اے مالک! مجھے بھی اچھی صفات سے بھر دیجیے۔مجھے نیک پاکیزہ لوگوں کے تعلق سے، مریدین سے، بھر دیجیے۔مجھے بھی اچھا پھل عطا کر دیجیے، میں دعائیں مانگتا رہا۔وہ فرماتے ہیں کہ وہ قبولیتِ دعا کا وقت تھا، اللہ تعالیٰ کو میری دعا پسند آ گئی۔چنانچہ اگلے گاؤں جب پہنچا تو دو باتیں ہوئیں، ایک تو پورا گاؤں سارا کا سارا جو تھا، وہ سلسلے میں داخل ہوا، زندگیاں بدل گئیں۔اور دوسرا ان میں سے ایک عالم ایسے تھے جو اپنے وقت کے قطب بنے، اتنے بڑے ولی بن گئے۔فرماتے ہیں کہ اللہ نے مجھے ایسا پھل عطا کر دیا۔

یہ تو لوگ سمجھتے ہیں نا کہ او جی فلاں شیخ سے مریدین جلدی بیعت ہو جاتے ہیں، بڑی محبت کرتے ہیں۔اس کے پیچھے تہجد کی دعائیں، مشائخ کی دعائیں، معلوم نہیں کیا کیا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے راستہ ہموار فرما دیتے ہیں۔یہ دلوں کے سودے کسی کے بس میں نہیں ہوتے، یہ خدا کے اختیار میں ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ جب چاہتے ہیں دلوں کو کھول دیتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تواضع مجریٔ فیض ہے:

تو بات چل رہی تھی کہ انسان اپنے اندر تواضع پیدا کرے۔ کسی شاعر نے کہا: ؎

جو اہلِ وصف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے رہتے ہیں
صراحی سر نگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانہ

صراحی جب پیمانے کو بھرتی ہے تو اسے گردن جھکانی پڑتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی استاد چاہے کہ میں اپنے شاگرد کو علم کے نور سے بھروں، اچھے اخلاق سے بھروں تو اسے بھی اپنی گردن اللہ کے حضور جھکانی ہوتی ہے۔

اور کسی نے اسی مضمون کو دوسرے انداز سے باندھا ؎

تواضع کا طریقہ سیکھ لو لوگو صراحی سے
کہ جاری فیض بھی ہے اور جھکی جاتی ہے گردن بھی

صراحی جتنی گردن جھکاتی ہے اتنا فیض جاری ہوتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ بندہ جتنا اپنے رب کے حضور جھکتا ہے، اللہ تعالیٰ اتنا اس کا فیض اور آگے پھیلاتے ہیں۔ تو ہم تواضع سیکھیں، عاجزی اور انکساری سیکھیں۔

''میں'' کو مٹانا پڑتا ہے:

میں اور تکبر سے بچیں، اس میں کو مارنا پڑتا ہے۔ اور ''میں'' تو مٹ کے رہتی ہے جلدی مٹے یا دیر سے۔ بعضوں کی ''میں'' اللہ جلدی مٹا دیتے ہیں اور بعضوں کی ''میں'' ذرا دیر سے مٹتی ہے۔ یہ عاجز آپ حضرات کی خدمت میں پہلے بھی کئی دفعہ کہہ چکا ہے کہ دوستو! اپنی ''میں'' کو مٹا لو، اپنی 'میں' کو توڑ لو۔ یاد رکھنا جو اپنی ''میں'' کو نہیں توڑتا تو پھر اس کی ''میں'' کو پروردگار توڑتے ہیں اور جس کی ''میں'' کو

www.besturdubooks.wordpress.com

پروردگار توڑے تو اس کا تماشا دنیا دیکھتی ہے۔ ''میں'' کو توڑیں، عاجزی وانکساری پیدا کریں۔ خواجہ غلام فرید فرماتے ہیں، شاید سارے لوگ پنجابی نہ سمجھتے ہوں، سمجھنے کی کوشش کریں ؎

''میں'' کوں منج فقیرا
تے نکی کر کے کٹ
تے کھلے خزانے رب دے
تے جیویں چاہویں لٹ

منج کہتے ہیں کوٹنے کو، کوٹ کر جو باریک پیس دیتے ہے نا اس پیسنے کو منج کہتے ہیں۔ نکی کہتے ہیں چھوٹی کو، یعنی کسی کو پیسنا ہو تو موٹا اور کسی کو پیسنا تو باریک پیستے ہیں۔ تو ان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس ''میں'' کو پیسو اور ذرا باریک کر کے پیسو۔ جب تم نے میں کو اچھی طرح کوٹ لیا تو پھر اللہ کے خزانے بڑے ہیں پھر جیسے جی چاہے لوٹ لو۔

تو جس طرح مٹی میں تواضع اور عاجزی کی صفت ہے انسان کے اندر یہ صفت پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو بلندی عطا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے خزانے لوٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.besturdubooks.wordpress.com